علماءِ عرب کے خطوط
فاضلِ بریلوی کے نام

محمد شہاب الدین رضوی



رضا اکیڈمی بمبئی

علماء عرب کے خطوط

فاضل بریلوی کے نام

مرتبہ

محمد شہاب الدین رضوی

ناشر

رضا اکیڈمی بمبئی

۲۶۔ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳۔

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

سلسلہ اشاعت نمبر ________

نام کتاب ________ علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام۔

مرتبہ ________ مولانا محمد شہاب الدین رضوی۔

سال اشاعت ________ 97 صفر المظفر ۱۴۱۷ھ/ جولائی ۱۹۹۶ء

تعداد ________ گیارہ سو (۱۱۰۰)

ناشر ________ رضا اکیڈمی ۲۶۔ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی

کتابت ________ محمد امیر الحق رضوی مسجد اللہ والی باڑہ ہندو راؤ دہلی ۶

تقسیم کار ________ فاروقیہ بک ڈپو مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

ہدیہ ________

ملنے کے پتے

امام احمد رضا اکیڈمی انگلش گنج قلعہ بریلی شریف۔
ادارہ مظہر اسلام لاہور۔
رضوی کتاب گھر مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔
المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ یوپی۔
نیو سلور بک ایجنسی محمد علی روڈ بمبئی۔

انتساب

پیرانی اماں صاحبہ

(شریک حیات جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ)

کے نام

جنکو میں امی حضور کہتا ہوں۔ ان سے خلوت میں دعاؤں کا طالب ہوں۔

احقر محمد شہاب الدین رضوی غفرلہ۔

مکتوبات علماء حرمین بنام فاضل بریلوی
تعلقات و روابط

فہرست مراسلات

مکتوب نگار	تاریخ محررہ
علامہ شیخ عبدالقادر کردی	۲۱ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ
شیخ الدلائل علامہ سید اسمٰعیل محافظ کتب حرم	۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ
شیخ علامہ سید مامون البری المدنی	محرم الحرام ۱۳۲۶ھ
مولانا سید احمد علی قادری، مولانا محمد کریم اللہ حنفی مدنی	۱۴ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ
والدہ ماجدہ سید محمد مدنی	تاریخ درج نہیں۔
مولانا سید احمد علی قادری، مولانا محمد کریم اللہ مدنی	〃
جناب محمد کلیم اللہ سنی حنفی	〃
مولانا سید احمد علی قادری، مولانا محمد کریم اللہ مدنی	۲۷ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ
محمد کلیم اللہ سنی حنفی، والدہ ماجدہ سید محمد مدنی	۲۸ رجب ۱۳۲۹ھ
محمد کلیم اللہ حنفی، مولانا سید احمد علی قادری	۵ ذی قعدہ ۱۳۲۹ھ
مولانا سید احمد علی قادری رامپوری	تاریخ درج نہیں۔
مولانا سید احمد علی قادری، مولانا کریم اللہ مدنی	یکم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ
مولانا محمد کریم اللہ سنی الحنفی نقشبندی مدنی	۳ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ
علامہ مولانا البشیر قادری مدنی	۲۲ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ
مولانا سید احمد علی قادری، مولانا کریم اللہ مدنی	۵ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ
مولانا سید احمد علی قادری، مولانا کریم اللہ مدنی	یکم ربیع الآخر ۱۳۳۰ھ

مولانا محمد کریم اللہ مدنی، مولانا سید احمد علی قادری	۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ
والدہ ماجدہ سید محمد مدنی	۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ
مولانا سید احمد علی قادری، محمد کریم اللہ مدنی	۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۰ھ
مولانا کریم اللہ حنفی مدنی	۱۰ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ
مولانا احمد علی قادری، مولانا کریم اللہ مدنی	۱۴ جمادی الآخر ۱۳۳۰ھ
〃 〃 〃	۲۹ شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ
مولانا احمد علی قادری رامپوری ثم المدنی	۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ
مولانا احمد علی قادری، مولانا کریم اللہ مدنی	۱۰ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ
مولانا احمد علی قادری مدنی	۱۱ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ
مولانا سید احمد علی قادری مدنی	۱۸ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ

ایک ضروری وضاحت

زیر نظر کتاب میں علماء عرب کے خطوط کافی تعداد میں شامل کرنا تھا، مگر کچھ تکنیکی خرابیوں کی وجہ سے تقریباً ۱۷ خطوط شامل کتاب ہونے سے رہ گئے۔ انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں اضافہ کر دیا جائے گا۔

مرتب
محمد شہاب الدین رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود — کام وہ لیجئے تم کو جو راضی کرے

حرفِ آغاز

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ بریلی کے رہنے والے تھے مگر اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جس جگہ کا نام لیجئے تو وہاں فاضل بریلوی موجود ہیں۔ ان کے نام اور کام سے ادارے، جامعات قائم ہیں۔ چونکہ انکی شخصیت کسی کی ذاتی یا وراثتی ملکیت نہیں ہے، بلکہ وہ جہاں سنیت کی عظمت کی آن وشان ہیں۔ آپ کی تصانیف ہر سنی کی امانت ہیں۔ فاضل بریلوی کی شہرت کا سبب ان کا تفقہ فی الدین ہے۔ جتنا وقت برق رفتاری سے گزرتا جا رہا ہے، اور محققین کی نظریں تاریخی جھروکوں کی طرف جا رہی ہیں اتنا ہی آئینہ صاف وشفاف ہوتا جا رہا ہے اور آپ کی ذات کے نئے نئے گوشے اور زاویے لوگوں کو حیرت واستعجاب میں ڈال رہے ہیں۔ وہ اغیار جو نام تک لینا پسند نہ کرتے تھے وہ اب بلا جھجک ادب واحترام کے انداز میں ذکر کرتے ہیں وہ نشریاتی ادارے جو فاضل بریلوی کی تصانیف رکھنا معیوب سمجھتے تھے، اب وہی افراد آپکی تصانیف تلاش تلاش کر شائع کر رہے ہیں۔ آخر یہ تبدیلی کیسی؟ کوئی وجہ خاص تو ضرور ہے۔

ہاں وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ تعصب وتنگ نظری کے بادل چھٹے ہیں، گھنگور کالی گھٹائیں کافور ہوئی ہیں، غلط فہمیاں دھل گئی ہیں، صحیح چہرہ سب کے سامنے آگیا ہے۔ چونکہ حقانیت وصداقت ایک نہ ایک دن سر پہ چڑھ کر بولتی ہے اور کسی نہ کسی دن حق کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے۔

موجودہ دور افہام وتفہیم کا ہے، ماضی کا دور سختی اور مناظرہ کا تھا یہ اس وقت کی ضرورت میں شامل تھا۔ افہام وتفہیم کا ماحول خوش گوار اور سازگار ہوتا ہے۔ اور مناظرہ کا ماحول تشدد پسندانہ ہوتا ہے۔ مگر فاضل بریلوی کے حامی اور معتقدین موجودہ دور کو اپنائیں تو سوادِ

اعظم اہلسنت وجماعت مزید کامیابیوں کی طرف گامزن ہو سکتا ہے۔ آپسی تمام اختلافات کو انکی بتائی ہوئی راہِ عشق رسول (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) پر متفق ومتحد ہو کر ختم کر دیں اور مثبت انداز فکر کو اپنایا جائے۔

خطوط نویسی ایک اہم فن ہے۔ کسی شخصیت کے باطنی کوائف کو جاننے کیلئے ضرورت ہے کہ اسکی خلوت میں لکھی گئی دوست واحباب اور خلفاء تلامذہ کے نام ذاتی خطوط کا مطالعہ کیا جائے اور مکتوب الیہ کے خطوط پر غائرانہ نظر ڈالی جائے تو اس سے مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں کی باطنی واندرونی کیفیت نکھر کر سامنے آتی ہے۔ ویسے ظاہر تو بھی کا شاندار ہوتا ہے اور اسکی جلوہ آرائیاں اور نقش ونگار با آسانی سر بازار منظر عام پر آجاتی ہیں۔ جلوات کی خوبیاں ہر شخص دیکھتا ہے، مگر خلوات کی رنگینیاں کوئی نہیں دیکھتا اس پر ایک دبیز حجاب حائل ہوتا ہے، مگر شخصیت کے متعلق کوئی درست اور اچھی رائے قائم کرنے کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ تنہائی اور خاموش فضا میں لکھی گئی تحریروں کا مطالعہ کیا جائے تاکہ ظاہری خوبی کے ساتھ ساتھ باطنی خوبیاں بھی آشکارا ہو سکیں گویا کہ اس ضمن میں امام احمد رضا فاضل بریلوی ظاہراً وباطناً یکساں نظر آتے ہیں وہ جلوت وخلوت میں پیارے نبی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت وناموس اور اہلسنت وجماعت کی اشاعت وفروغ کے لئے دم بھرتے نظر آتے ہیں۔ اپنے غریب اور پسماندہ امت مسلمہ کی فلاح وبہبود کے لئے آہ وفغاں اور تدبیریں تلاش کرتے ملیں گے چونکہ وہ غریبوں کے غمخوار تھے۔

بر صغیر میں فاضل بریلوی کو جو عزت ومقام حاصل تھا اس سے کہیں زیادہ احترام واکرام ملکِ حجاز میں ہوا۔ جب آپ حاضری دربار اقدس کے لئے تشریف لے گئے تو علماء ومفتیانِ عرب نے ان سے اجازتیں، خلافتیں اور دعائیں لیں۔ حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر کسی ہندی عالم کا یہ اعزاز شاید کہ پہلا اور آخری تھا۔ الدولۃ المکیہ، کفل الفقیہ الفاہم اور حسام الحرمین جیسی شاہکار اور معرکۃ الآرا

تصانیف اسی مقدّس سرزمین کی دین ہے۔ جنکے منظرِ عام پر آنے سے قصرِ وہابیت میں زلزلہ آگیا اور علماءِ عرب نے فاضل بریلوی کی علمی اور فقہی تجربہ کو بلا تامّل دادِ تحسین دیا۔ یہ انکی وسیع القلبی اور حقیقت کا اعتراف تھا۔ فاضل بریلوی کے مدّاحوں میں صرف علماء احناف ہی نہیں بلکہ چاروں مسالک کے علماء، مشائخ اور مفتیانِ عظام ہیں، جنہوں نے اپنی بیش قیمت تقریظات اور قلمی تاثرات سے کتاب کو مزیّن فرمایا۔

یہ بات یاد رہے کہ مذکورہ تاثرات اور تقاریظ حاصل کرنے کا اہم فریضہ فاضل بریلوی کے جانثار اور عاشقِ صادق مولانا کریم اللہ مدنی و مولانا احمد علی قادری بن بشیر الدین قادری نے انجام دیا جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی جب دوسری بار حج و زیارت کے سلسلے میں مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے اور علماء و مشائخ جوق در جوق آپ کی زیارت کے لئے آتے تو ایک دن مولانا عبد الکریم مدنی نے فاضل بریلوی سے یہ جملہ فرمایا علماء تو علماء اہلِ بازار تک کو آپ کا اشتیاق تھا۔ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں، اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا، اور تمہارے پاس علماء کا یہ ہجوم ہے۔

زیرِ نظر کتاب "علماءِ عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام" میں ان علماء حرمین شریفین کے بعض خطوط شامل کئے گئے ہیں جو فاضل بریلوی کے نام موصول ہوتے تھے۔ ان خطوط کے جوابات نہیں مل سکے ورنہ وہ بھی شامل کر دیتے جاتے۔ کتاب میں زیادہ تر مولانا احمد علی قادری رامپوری ثم المدنی اور مولانا کریم اللہ مدنی کے خطوط ہیں۔ ان خطوط کے مطالعہ کے بعد ذیل کا نتیجہ سامنے آتا ہے۔

١۔ علماء حرمین شریفین کی فاضل بریلوی سے والہانہ عقیدت و محبت۔
٢۔ علماء عرب اور عوام فاضل بریلوی کی زیارت اور گفتگو کے خواہش مند۔
٣۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے روزمرّہ حالات کی اطلاع۔

٤۔ سوادِ اعظم اہلسنّت کے مراسم قدیمہ اور دیگر تقاریب کا جگہ جگہ انعقاد۔
٥۔ اہلسنّت کی اشاعت اور وہابیت کی بیخ کنی کے لئے دقتیں اور صعوبتیں۔
٦۔ تقریظات کے حصول کے لئے مختلف ممالک کے علماء سے فاضل بریلوی پر تبادلۂ خیالات۔
٧۔ حامیانِ بریلوی کو طرح طرح کی اذیتیں اور اپنے کام میں دشواریاں۔
٨۔ مشہور مجلات میں فاضل بریلوی پر مضامین و مقالات کی اشاعت۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے جانثاروں کی کمی نہ تھی، مگر وہابیوں کی دسیسہ کاریوں سے لوگ خاموش رہتے تھے، چنانچہ چند مجاہدین سنت ہر روز کی اطلاعات فاضل بریلوی کو بریلی پہونچاتے تھے اس کا اعتراف فاضل بریلوی نے کیا ہے۔ ان میں مولانا عبد الکریم مدنی، مولانا احمد علی قادری، مولانا محمد بشیر، مولانا عبد اللطیف میلاد خوان، بادل خاں، محمد کلیم اللہ اور محمد فیض صاحبان قابلِ ذکر ہیں۔

راقم السطور جناب محمد عبد اللہ بریلوی ثم المدنی کا شکریہ کن الفاظ سے ادا کرے کہ جنکی عنایت سے یہ بیش قیمت دستاویز راقم کو حاصل ہوئی۔ راقم السطور نے مرشدی سیّدی جانشین مفتیِ اعظم فقیہ اسلام علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی دعاؤں سے صرف ایک دن اور ایک شب میں حاشیہ تعلیقات اور اداریہ لکھا۔
اپنی بے انتہا مصروفیت، وقت کی قلت کے باعث مزید کتابوں کی فراہمی راقم کیلئے دشوار تھی۔ اس لئے بعض حواشی کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ خدا نے فرصت دی اور راقم السطور کو اس حیثیت کا بنایا تو ارادہ وعزم یہ ہے کہ ممالک عرب کا ایک سفر کرکے جہاں جہاں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے آثار و تبرکات محفوظ ہیں۔ یا سراغ مل سکا ہے وہاں سے حاصل کروں اور ساتھ ہی ان خلفاء، تلامذہ اور مستفدینِ عرب کے حالاتِ زندگی مرتب کروں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

قارئین کی تفہیم کے لئے فاضل بریلوی کی تین کتابوں کا تعارف بھی شامل کردیا گیا ہے
چونکہ مذکورہ خطوط کا مرکز و مرجع وہی تصانیف رضا ہیں۔
مولانا الحاج محمد سعید نوری بانی و جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی بمبئی کی سرپرستی کے بغیر ان تحقیقات کا منظر عام پر آنا مشکل تھا۔

(جزاک اللہ خیر الجزا)

محمد شہاب الدین رضوی
ایڈیٹر ماہنامہ سُنّی دنیا بریلی شریف
۲۵ر جون ۱۹۹۶ء
فون: 472166

موضع شیداپور
پوسٹ قیصر گنج ضلع بہرائچ
یو، پی۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی

تین شاہکار

کا

پسِ منظر

۱۔ الدولت المکیہ۔
۲۔ کفل الفقیہ الفاہم۔
۳۔ حسام الحرمین۔

الدّولتُ المکیّہ

امام المتکلمین مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ فرزند ارجمند اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اگرچہ بریلی شہر میں پیدا ہوئے، مگر عنفوان شباب ہی سے آپ کی شہرت ومقبولیّت ہندوستان کی سرحد سے تجاوز کرچکی تھی، برصغیر اور مغرب میں کسی اہم مسئلہ پر آپ کی رائے اور آپ کا فتویٰ ضروری ہوتا تھا۔ فاضل بریلوی کی رائے کو حتمی درجہ دیا جاتا۔ اپنے معاصرین اور ماضی قریب کے علماء ومشائخ میں صرف یہ امتیاز خاص فاضل بریلوی کو ہی حاصل ہوا۔ علماء عرب نے آپ کی وہ تعظیم وتکریم کی کہ آج تک حجاز مقدس میں کسی ہندی عالم کی نہ ہوئی۔ اسی عہد میں آپ نے علم غیب پر ایک تحقیقی مقالہ تحریر فرمایا جو الدولت المکیہ کے نام سے معروف ہے۔

اعلیٰحضرت ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء میں حج وزیارت کے شرف سے مشرف ہوچکے تھے۔ حرمین مقدس میں آپ کی دوسری بار حاضری بالکل غیر متوقع طور پر ہوئی۔ پہلے سے کوئی تیاری نہ تھی۔ واقعہ یوں ہے کہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۶ء میں اعلیٰحضرت کے برادر خورد مولانا محمّد رضا اور آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا مع متعلقین بارادۂ حج بریلی سے روانہ ہوئے اور اعلیٰحضرت ان حضرات کو لکھنؤ تک پہونچا کر بریلی واپس آگئے لیکن چونکہ تقدیر الٰہی میں اسلام وسنّت کی اہم اہم خدمتیں اس دفعہ کی حاضری سے متعلق تھیں اس لئے مصلحتِ خداوندی نے حرمین مقدس کی حاضری کے لئے آپکے قلب وروح میں ایسا ہیجان پیدا کیا کہ آپ نے پہلے سے بغیر کسی ارادے اور تیاری کے اچانک قصد فرمایا۔ اور ٹرین میں سوار ہونے سے پہلے اپنی روانگی کا ایک تار بریلی اسٹیشن سے بمبئی روانہ کیا جب جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے بمبئی اسٹیشن پر پہونچے تو دیکھا کہ حاجی قاسم وغیرہ احباب گاڑیاں لئے موجود ہیں۔ سلام ومصافحہ کے بعد ان لوگوں کا پہلا لفظ یہی تھا کہ حضور اس وقت شہر کو نہ چلیں وقت کم ہے سیدھے قرنطینہ چلئے ابھی

آپ کے اعزّہ داخل نہیں ہوئے ہیں۔ کیونکہ کل بروز پنجشنبہ جب ڈاکٹر حاجیوں کی آدھی جماعت کو بھپارا دے چکا تو دفعۃً اسے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ اس نے کہا کہ اب باقی لوگوں کا بھپارا کل جمعہ کو ہوگا۔ اس طرف حضرت مولانا حامد رضا صاحب اور آپ کے دیگر اعزّہ باقی رہ گئے۔ لہٰذا اب سیدھے قرنطینہ چلنا ہے چنانچہ اعلیٰحضرت قرنطینہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل کہ آپ کو بھی جگہ اسی جہاز میں مل گئی جس میں مولانا حامد رضا وغیرہ سفر کرنے والے تھے۔ پھر آپ بمبئی سے اپنے اعزّہ ہی کے ساتھ حرمین مقدس کے لئے روانہ ہوگئے اور مکّہ معظّمہ حاضر ہوکر تمام مناسک حج کو ادا فرمایا۔

شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبد الحق مہاجر مکّی دنیائے عرب وہند میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ ہندوستانی ہیں لیکن آپ کے علم کے انوار مکّہ میں چمک رہے تھے۔ تفسیر مدارک التنزیل پر آپ نے سات ضخیم جلدوں میں حاشیہ لکھا ہے جو اکلیل کے نام سے مشہور ہے۔ جن علماء حرمین کو شیخ الدلائل مولانا شاہ عبد الحق کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ ان میں فاضل جلیل حضرت مولانا سیّد اسمٰعیل مکی بھی ہیں جو حضرت مولانا سیّد خلیل کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ علم وفضل کے پیش نظر آپ کو کتب خانہ حرم کی نظامت کا منصب سپرد کیا گیا اسی لئے آپ محافظ کتب خانہ حرم کے نام سے مشہور تھے۔

اعلیٰحضرت نے ۱۳۱۶ھ ۱۹۹۸ء میں ردندوہ میں ایک فتویٰ مرتب فرمایا۔ جس کا نام فتاویٰ الحرمین لرجف ندوۃ المین ہے اس میں اٹھائیس سوالات پھر اعلیٰحضرت کی طرف سے ان کے مدلل جوابات ہیں۔ جب یہ فتویٰ حاجیوں کے ذریعہ فاضل جلیل مولانا سیّد اسمٰعیل اور دیگر علماء مکہ کی خدمت میں پیش ہوا تو ان حضرات نے اس فتویٰ کو اپنی تصدیقات وتقریظات سے مزین فرمایا اور احقاق حق وابطال باطل کے صلے میں اعلیٰحضرت کو عظیم وجلیل کلمات سے یاد کیا۔ یہی وہ مقدس فتویٰ ہے جس کے باعث علماء مکّہ خصوصًا مولانا سیّد اسمٰعیل غائبانہ ہی اعلیٰحضرت سے کمال عقیدت رکھتے تھے اور آپ کی ملاقات کے لئے مشتاق رہا کرتے تھے۔ امسال ۱۳۲۲ھ میں

جب اعلیحضرت تمام مناسکِ حج ادا کر کے فارغ ہو گئے تو ایک دن حجۃ الاسلام مولینا حامد رضا کو ساتھ لے کر کتب خانہ حرم میں پہنچے اس وقت مولانا سید اسمٰعیل کتب خانہ میں موجود تھے۔ لیکن عدم تعارف کے باعث وہ جان نہ سکے کہ اس وقت ہماری عقیدت و محبت کا مرکز دنیائے سنیت کا امام احمد رضا کتب خانہ میں رونق افروز ہے۔

اعلیحضرت نے مولانا اسمٰعیل سے کچھ کتابیں نکلوائیں اور مطالعہ میں مشغول ہو گئے حاضرین میں کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ زوال سے پہلے رمی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مولانا سید اسمٰعیل نے جواب دیا کہ یہاں کے علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ پھر اسی مسئلہ کے متعلق مولانا حامد رضا اور مولانا اسمٰعیل کے درمیان گفتگو ہونے لگی۔ اس درمیان میں اعلیحضرت سے بھی یہ مسئلہ دریافت کیا گیا آپ نے جواب دیا کہ زوال سے پہلے رمی کرنا مذہب حنفیہ کے خلاف ہے اس پر مولانا اسمٰعیل نے ایک متداول کتاب کا نام لیا اور بتایا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے۔ اعلیحضرت نے فرمایا ممکن ہے روایتِ جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہوگا۔ مولانا اسمٰعیل علیہ الرحمہ فوراً الماری سے وہ کتاب نکال لائے اس میں دیکھا گیا تو مسئلہ مذکورہ اسی صورت سے نکلا جو اعلیحضرت نے بتایا تھا یعنی اس میں علیہ الفتویٰ کا لفظ نہ تھا۔ مولانا سید اسمٰعیل نے اعلیحضرت کے متعلق مولانا حامد رضا سے کان میں جھک کر پوچھا کہ کون ہیں اگرچہ وہ مولانا حامد رضا کو بھی جانتے نہ تھے مگر اس وقت گفتگو انھیں سے ہو رہی تھی۔

مولانا حامد رضا نے بتایا کہ آپ کا نام اعلیحضرت مولانا احمد رضا بریلوی ہے نام سنتے ہی مولانا اسمٰعیل اپنی جگہ سے بےتابانہ دوڑتے ہوئے آئے اور شدتِ خلوص کے باعث اعلیحضرت سے لپٹ گئے پھر تو عقیدت و محبت کا رشتہ اتنا استوار ہوا کہ جب تک اعلیحضرت مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے مولانا سید اسمٰعیل تقریبًا روزانہ اعلیحضرت کی قیام گاہ پر تشریف لاتے ان کے کمال اعتقاد کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ۱۳۲۸ھ سنہ ۱۹۱۰ء میں صرف اعلیحضرت کی ملاقات کیلئے خود بریلی تشریف لائے۔

اس بار مکہ معظمہ میں اعلیحضرت کی اس اچانک حاضری میں حکمتِ الٰہیہ کا انکشاف وہاں پہنچ کر ہوا۔

اعلیحضرت کو لوگوں نے بتایا کہ یہاں وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں، جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور ریاستِ ہند کے بعض وزراء و دیگر امراء بھی ہیں۔ ان لوگوں نے شاہ حجاز شریف علی پاشا تک رسائی پیدا کی ہے۔ شاہی دربار میں مسئلہ علم غیب پر گرماگرمی بحثیں جاری ہیں۔ اور مسئلہ علم غیب کے متعلق کچھ پیش سوالات سابق قاضی مکہ رئیس العلماء مولانا صالح کمال کی خدمت میں ہوئے ہیں۔ یہ سن کر اعلیحضرت رئیس العلماء مولانا صالح کمال کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔ مولانا وصی احمد محدّث سورتی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مولانا عبد الاحد پیلی بھیتی بھی ہمراہ تھے۔ رئیس العلماء سے سلام و مصافحہ ہوا۔ پھر آپ نے فصیح و سلیس عربی میں مسئلہ علم غیب پر مسلسل دو گھنٹے تقریر فرمائی اور اسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور اس مسئلہ میں وہابیہ کی جانب سے پیدا کئے ہوئے شبہات و شکوک کا دنداں شکن جواب دیا۔ حضرت مولانا صالح کمال اس دو گھنٹے تک ہمہ تن گوش ہو کر اعلیحضرت کے ایمان افروز بیان کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ جب تقریر ختم ہوگئی تو مولانا صالح کمال چپکے سے اٹھے اور قریب ہی الماری سے ایک کاغذ نکال لائے جس میں مسئلہ علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے، اسی میں ایک سوال حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری کے اس قول کے متعلق تھا جو انہوں نے اپنی کتاب اعلام الاذکیاء میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں لکھا کہ ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیئٍ علیم۔ اور چار سطر کا اپنا تمام جواب اعلیحضرت کو دکھایا اور پھر اسے چاک فرمادیا۔ اور کہنے لگے کہ مکہ معظمہ میں آپ کا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولانا سلامت اللہ رامپوری کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چکا ہوتا۔

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ ۲۰ فروری ۱۹۰۶ء کو عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اعلیحضرت

کتب خانہ حرم کی جانب تشریف لے جارہے تھے جب دفتر کے زینے پر چڑھنے لگے
تو پیچھے سے آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو رئیس العلماء مولانا صالح کمال ہیں۔ سلام ومصافحہ
کے بعد دونوں حضرات کتب خانہ کے دفتر میں جاکر بیٹھے، اس وقت وہاں دیگر علماء کے
علاوہ مولانا سید اسمٰعیل اور ان کے برادر گرامی مولانا سید مصطفےٰ نیز ان کے والد ماجد مولانا
سید خلیل تشریف فرما تھے۔ مولانا صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم
غیب کے متعلق پانچ سوال تھے۔ یہ وہی سوالات تھے جن کا جواب مولانا موصوف نے
شروع کیا تھا۔ اور اعلیٰحضرت کی تقریر سننے کے بعد چاک فرمایا۔ انھوں نے وہ پرچہ اعلیٰحضرت
کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ یہ سوالات وہابیہ نے سید شریف علی پاشا کے ذریعہ پیش
کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ اعلیٰحضرت جواب لکھنے کیلئے فوراً تیار ہوگئے۔
اور مولانا سید مصطفےٰ سے فرمایا کہ قلم دوات دیجئے۔ رئیس العلماء مولانا صالح کمال مولانا
سید اسمٰعیل اور مولانا سید خلیل نے فرمایا کہ ہم لوگ ایسا فوری جواب نہیں چاہتے جو
مختصر ہو بلکہ ایسا مدلل جواب ہو کہ خبیث وہابیوں کے دانت کھٹے ہوجائیں۔ اعلیٰحضرت
نے فرمایا کہ اس طرح کے جواب کے لئے کچھ مہلت چاہئے۔ اس وقت صرف دو گھڑی
دن باقی ہے، اس میں کیا ہوسکتا ہے۔ مولانا صالح کمال نے فرمایا کل منگل اور پرسوں
بدھ ہے ان دو روز میں آپ جواب مکمل فرمادیں اور ہمیں آپ کا جواب جمعرات کو مل جائے
تاکہ ہم سید شریف کے سامنے پیش کردیں۔ اعلیٰحضرت نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت پر بھروسہ کرکے وعدہ فرمالیا شانِ الٰہی کہ دوسرے
ہی دن بخار آگیا۔ لیکن اسی حالت تپ میں آپ رسالہ مبارکہ دولتِ مکیہ تصنیف کرتے
اور آپ کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا اس کی تبییض کرتے رہے۔ مکہ معظمہ
میں یہ بات گونج چکی تھی کہ وہابیہ نے علم غیب پر سوالات کئے ہیں اور اعلیٰحضرت امام
احمد رضا ان کا جواب لکھ رہے ہیں۔ ابھی دولت مکیہ کی قسم اوّل ختم ہوئی تھی جس
میں مسلک اہلسنت کا ثبوت ہے اور قسم دوم لکھی جارہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور

ان کے سوالوں کا جواب ہے۔ کہ اسی اثناء میں کبیر العلماء مولانا احمد ابوالخیر میرداد کا
پیغام پہنچا کہ میں چلنے سے معذور ہوں اور رسالہ دولتِ مکیہ سننا چاہتا ہوں۔ اعلیٰحضرت
ان کے یہاں تشریف لے گئے اور رسالہ کا جتنا حصہ لکھا جاچکا تھا ان کو سنادیا۔
حضرت کبیر العلماء نے اوّل تا آخر سن کر بہت پسند فرمایا۔ اور یہ خیال ظاہر کیا کہ اس
رسالہ میں علم خمس کی بحث نہیں آئی۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا کہ اس کے متعلق کوئی سوال
نہ تھا۔ وہ بولے میری خواہش ہے کہ اس رسالہ میں علم خمس کی بحث کا اضافہ ضرور
کردیا جائے۔ اعلیٰحضرت نے منظور فرمالیا۔ اور رخصت ہوتے وقت تعظیماً ان کے زانوئے
مبارک کو ہاتھ لگایا۔ حضرت موصوف نے باآں فضل وکمال وباآں کبرسال کی عمر شریف
ستر برس سے آگے تھی یہ لفظ فرمائے۔ انا اقبّل ارجلکم انا اقبّل نعالکم۔
میں آپ کے قدموں کو بوسہ دوں، میں آپ کے جوتوں کو بوسہ دوں۔ پھر وہاں سے
اعلیٰحضرت قیام گاہ پر تشریف لاتے اور شب ہی میں بحث خمس کو بھی بڑھادیا۔ اب
دوسرا دن بدھ کا ہے۔ اس دن کچھ علماء سے ملاقات میں آدھا دن گزر گیا۔ یہانتک
کہ ظہر کی اذان ہوئی بعد نماز وہ عازم مدینہ طیبہ ہوگئے آج کے دن کا زیادہ حصہ یوں خالی
گزر گیا اور بخار ساتھ ساتھ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل خاص نے عشاء کے بعد دولتِ
مکیہ کی تکمیل اور تبییض سب پوری کرادی اور جمعرات کی صبح ہی کو یہ کتاب مولانا صالح
کمال کے یہاں پہنچادی گئی۔

رسالہ دولت مکیہ اعلیٰحضرت کی زندۂ جاوید کرامت ہے کہ آپ نے بخار کی
شدت میں بغیر کسی کتاب کی مدد کے محض اپنی خداداد یادداشت کے بل پر تفاسیر
احادیث اور کتب ائمہ کی اصل عبارتوں کے حوالجات کثیرہ نقل فرماتے ہوئے صرف
ساڑھے آٹھ گھنٹے کی قلیل مدّت میں تصنیف فرمایا۔ جس میں حقائق ودقائق معارف
وعوارف کے بحر زخار لہریں مار رہے ہیں۔ اس کے دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ باغیوں
کی سرکوبی کے لئے تازہ دم لشکر ہے۔ رسالہ مذکورہ کا طرز تحریر گویا معانی بدلیعہ کی

پاکیزہ لڑیوں میں عربی ادب کے خوشنما موتی پروتے ہیں۔

رئیس العلماء مولانا صالح کمال نے ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ ۲۲ فروری ۱۹۰۶ء کو دن ہی میں دولت مکیہ کا کامل طور پر مطالعہ کیا اور شام کو شریف علی پاشا کے یہاں لے کر پہنچے، عشاء کی نماز وہاں اوّل وقت میں ہو جاتی۔ پھر بارہ بجے رات تک شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا۔ حضرت رئیس العلماء نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے ہیں۔ اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا۔ شریف علی پاشا نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی احمد فقیہ اور عبدالرحمٰن اسکوبی بیٹھے تھے انہوں نے دولت مکیہ کے ابتدائی مضامین سن کر خوب اندازہ کر لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی اس لئے انہوں نے چاہا کہ بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں اور کتاب سننے نہ دیں۔ چنانچہ کتاب پر کچھ اعتراض کیا۔ مولانا صالح کمال نے جواب دیا اور آگے بڑھے۔ انہوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا۔ حضرت مولانا نے اس کا جواب دے کر فرمایا کہ آپ حضرات کتاب کو سن لیجئے۔ پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے موقع ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے شبہات کا جواب کتاب ہی میں ہو اور اگر نہ ہوگا تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں۔ اور مجھ سے جواب نہ ہو سکا تو خود کتاب کا مصنف موجود ہے اتنا کہہ کر آگے پڑھنا شروع کیا کچھ دور پہنچے تھے کہ وہابیوں نے پھر اعتراض جڑ دیا۔ کیونکہ ان کا مقصد تو الجھانا تھا۔ اب حضرت مولانا نے شریف علی پاشا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کا حکم ہے میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ لوگ بار بار الجھ رہے ہیں اگر آپ حکم دیں تو میں ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب سناؤں۔ شریف نے فرمایا "اقرأ"، آپ کتاب پڑھئے۔ شاہی فرمان کے بعد اب کون بول سکتا تھا۔ وہابیوں کا منہ سل اٹھا اور مولانا کتاب سناتے رہے۔ اس کے دلائل قاہرہ سن کر شریف علی پاشا نے باآواز بلند فرمایا۔ اللّٰہ یعطی وھٰؤلاء یمنعون۔

اللّٰہ تو اپنے حبیب صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں نصف شب تک آدھی کتاب کے مضامین سنائے جا چکے۔ اب دربار برخاست ہونے کا وقت آگیا۔ شریف نے حضرت مولانا صالح کمال سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دیجئے اور پھر کتاب بغل میں لے کر بالاخانے پر آرام کرنے کے لئے تشریف لے گئے وہ کتاب پھر انہیں کے پاس رہ گئی اور اصل کتاب سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں کتاب کا شہرہ پورے شہر میں پھیل گیا وہابیوں پر اوس پڑ گئی بفضلہ تعالیٰ ان کے سب لوہے ٹھنڈے پڑ گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ منہ پر بارہ بج رہے ہیں مکہ معظمہ کے بچے جب وہابیوں کو دیکھتے تو ان سے تمسخر کرتے کہ تم لوگ اب نہیں کچھ بولتے۔ تمہارے جوش و خروش کیوں رفوچکر ہو گئے پیارے مصطفیٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علوم غیوب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا۔ تمہارا کفر و شرک تمہیں پر پلٹا۔ وہابیہ جواب دیتے کہ مولانا احمد رضا نے دولتِ مکیہ میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا ہے۔[1]

---

[1] ماخوذ: سوانح اعلیٰحضرت از مولانا مفتی بدرالدین احمد رضوی گورکھپوری۔
مطبوعہ قادری بک ڈپو۔ بریلی شریف۔

کفل الفقیہ الفاہم

کفل الفقیہ الفاہم امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۴ھ میں مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ایک دن اور کچھ گھنٹوں میں تحریر فرما کر تاریخی نام "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراھم" سے موسوم فرمایا اس کا پس منظر یہ ہے کہ حنفی امام شیخ عبداللہ میرداد بن شیخ الخطبا، شیخ احمد ابو الخیر رحمہما اللہ تعالیٰ نے کرنسی نوٹ سے متعلق بارہ سوالات آپ کی خدمت میں پیش کئے، اس وقت وہاں نوٹ ایک نئی چیز تھی اور فقہائے کرام اس سے متعلق احکام کے بارے میں حیران و پریشان تھے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ نے ان سوالوں کے جوابات دے کر مسئلہ واضح فرما دیا۔

وہ سوالات مع جوابات (اجمالاً) درج ذیل ہیں۔

سوال ۱ کیا نوٹ مال ہے یا رسید؟

جواب: نوٹ قیمتی مال ہے رسید نہیں، فتح القدیر میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک کاغذ ہزار (روپے مثلاً) کے بدلے بیچے تو بلا کراہت جائز ہے۔ یہ نوٹ کی ایجاد سے پہلے اس کے بارے میں ایک جزئیہ ہے۔

سوال ۲ اگر یہ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں۔؟

جواب: ہاں! شرائط زکوٰۃ پائے جانے پر اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ یہ ذاتی طور پر مال متقوم ہے۔

سوال ۳ کیا اسے مہر میں دینا جائز ہے؟

جواب: ہاں! اسے مہر میں مقرر کرنا (اور دینا) صحیح ہے جبکہ عقد کے وقت

اس کی قیمت سات مثقال چاندی ہو۔

سوال ۴ اگر اسے محفوظ جگہ سے چوری کر لیا جائے تو ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا؟

جواب: ہاں! اگر (ہاتھ کاٹنے کی) شرائط پائی جائیں تو واجب ہوگا۔

سوال ۵ کیا اسے ضائع کرنے کی صورت میں اس کے بدلے تاوان ہوگا؟

جواب: ہاں! اسے ہلاک کرنے کی صورت میں اس کی مثل کے ساتھ تاوان واجب ہوگا اور ہلاک کرنے والے کو درہموں کی صورت میں تاوان ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

سوال ۶ کیا اسے درہموں، دیناروں اور پیسوں کے ساتھ بیچنا جائز ہے؟

جواب: ہاں! جائز ہے جیسے عام شہروں میں لوگوں کے درمیان معمول ہے۔

سوال ۷ اگر اسے کپڑوں کے بدلے لیا جائے تو بیع مقایضہ ہوگی یا مطلق بیع؟

جواب: یہ اصطلاحی ثمن ہے۔ لہٰذا کپڑوں کے بدلے اسے لینا بیع مقایضہ نہیں بلکہ مطلق بیع ہوگی۔

سوال ۸ کیا اسے قرض میں دینا جائز ہے اور اگر جائز ہے تو اس کے مثل کے ساتھ ادائیگی ہوگی یا دراہم کے ساتھ۔؟

جواب ہاں! اسے بطور قرض دینا جائز ہے اور ادائیگی صرف اسکے مثل سے ہوگی۔

سوال ۹ کیا اسے بطور ادھار مقررہ مدت تک درہموں کے بدلے بیچنا جائز ہے؟

جواب: ہاں! جائز ہے بشرطیکہ مجلس میں نوٹ پر قبضہ کرے تاکہ دین کے بدلے دین نہ ہو۔

سوال ۱۰ کیا اس میں بیع سلم جائز ہے؟ مثلاً ایسے نوٹ کے بدلے جس کی نوع اور صفت معلوم ہو۔ ایک مہینہ پیشگی رقم دینا۔

جواب: ہاں! نوٹ میں بیع سلم جائز ہے۔

سوال ۱۱ نوٹ میں لکھی ہوئی روپوں کی تعداد سے زائد کے بدلے میں اسکی

بیع جائز ہے۔ مثلاً دس کا نوٹ بارہ یا بیس روپے یا اس سے کم کے ساتھ بیچنا کیسا ہے؟

جواب: ہاں اس سے کم یا زیادہ کے ساتھ جس طرح دونوں فریق راضی ہوں سودا کرنا جائز ہے۔

سوال ۱۲ اگر یہ جائز ہے تو کیا یہ بھی جائز ہے کہ جب زید، عمرو سے دس روپے بطور قرض لینا چاہے تو عمرو کہے میرے پاس درہم نہیں البتہ میں دس کا نوٹ تم پر بارہ روپے میں بیچتا ہوں۔ تم ہر مہینے ایک روپیہ ادا کرتے رہنا۔؟ کیا اسے سود کا ایک حیلہ سمجھتے ہوئے اس سے روکا نہیں جائے گا۔ اور اگر روکا نہ جائے تو اس میں اور سود میں کیا فرق ہے کہ یہ حلال ہے اور حرام، حالانکہ دونوں کا نتیجہ ایک ہے، یعنی زائد مال حاصل کرنا؟

جواب: ہاں! جائز ہے اگر واقعی سود کی نیت کرے قرض کی نہیں۔ اگر قرض ہوگا تو حرام اور سود ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا قرض ہے جس کے ذریعے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

رسالہ میں بحث کے دوران آپ نے کچھ ایسی تحقیقات پیش کیں جن سے مکہ مکرمہ کے قارئین کرام بے حد مسرور ہوئے۔ حالانکہ آپ اس وقت حالت سفر میں تھے۔ آپ نے صاحب ہدایہ، امام ابن ہمام اور علامہ زاہدی صاحبِ قنیہ پر کچھ سوال کئے۔ اور آپ نے اپنی تصنیفات میں اکثر یہ طریقہ اختیار کیا۔ لیکن آپ علمائے امت کے ادب واحترام کے پیش نظر اسے "تطفل" سے تعبیر فرماتے ہیں۔

آپ نے جب بحث مکمل کر لی تو مکہ مکرمہ کے جلیل القدر علماء کرام مثلاً الائمۃ والخطبا علامہ احمد ابو الخیر میرداد حنفی سابق مفتی وقاضی شیخ صالح کمال حنفی، حافظ کتب حرم الفاضل سید اسمٰعیل خلیل حنفی اور مفتی احناف عبداللہ صدیق رحمہم اللہ نے اسے سنا۔ اور اس کی تحسین فرماتے ہوئے اسے نقل کر لیا۔ بعد میں مفتی احناف عبداللہ صدیق رحمہ اللہ

نے جب اس عظیم الشان کتاب "کفل الفقیہ الفاہم" کو مکتب حرم میں دیکھا تو مطالعہ کرنے کے بعد اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے بطور تعجب فرمایا۔ شیخ جمال بن عبداللہ بن عمر سے یہ بیان کہاں مخفی رہ گیا۔ علامہ جمال بن عبداللہ مکہ مکرمہ میں مفتی احناف تھے۔ اور فقہ وحدیث کی سند میں امام احمد رضا بریلوی کے دادا استاذ تھے۔ قبل ازیں جب ان سے احکام نوٹ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دینے سے توقف کیا اور فرمایا کہ علم علماء کی گردنوں میں امانت ہے۔ عبداللہ صدیق نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا اور جب ان کو بتایا گیا کہ اس کتاب کے مصنف یہاں موجود ہیں تو انھوں نے ملاقات کی۔ گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اور دونوں شخصیتوں کے درمیان علمی مذاکرہ ہوا۔[1]

اسلامی نظام کے نفاذ اور اقتصادی نظام، نیز بینکوں کو سود سے پاک کرنے کیلئے اس کتاب کی ضرورت اظہر من الشمس ہے۔

امام احمد رضا بریلوی نے پہلے سوال کے جواب میں فرمایا کہ آپ کے تمام سوالوں کی بنیاد یہی سوال ہے۔ جب اس کاغذ (نوٹ) کی حقیقت معلوم ہو جائے گی تو تمام احکام کسی اشتباہ کے بغیر واضح ہو جائیں گے۔ آپ نے ان لوگوں کا رد فرمایا جو اسے چیک کی طرح رسید قرار دیتے ہیں۔

جب آپ وطن لوٹے تو معلوم ہوا کہ علماء دیوبند میں سے مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا ہے کہ چیک ہیں۔ انہیں اسکی مثل کے ساتھ بھی نہیں بیچا جا سکتا۔ چہ جائیکہ کم یا زیادہ رقم کے ساتھ سودا کیا جاتے۔ آپ نے اپنی کتاب جس کا تاریخی نام الذیل المنوط لرسالۃ النوط، ہے میں اٹھارہ وجوہ سے ان کا رد کیا۔

مشہور عالم دین علامہ عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی جنہوں نے موطا امام محمد کا حاشیہ "التعلیق الممجد" کے نام سے لکھا ہے۔ نے فتویٰ دیا کہ نوٹ کو اس سے کم یا زیادہ رقم کے بدلے نہیں بیچا جا سکتا۔

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام الذیل المنوط، ص: ۶۶، ۱۶۷۔

امام احمد رضا بریلوی نے گیارہویں سوال کے جواب میں پندرہ وجوہ سے ان کا رد کیا۔ حالانکہ اس وقت آپ کے پاس کوئی فتاویٰ نہ تھا۔ واپسی پر آپ عبدالحیٔ کے فتویٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور بیس وجوہ سے اس پر تنقید فرمائی۔ اگر کوئی کہے کہ آپ نے کس بنیاد پر نوٹ کی مالیت سے کم یا زیادہ رقم کے ساتھ اس کی بیع کو جائز قرار دیا۔ حالانکہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جائز نہیں۔

امام احمد رضا بریلوی نے اس بات کا بھی جواب دیا ہے اور یوں فرماتے ہیں،

امام محمد رحمہ اللہ کی طرح جن لوگوں نے اسے مکروہ قرار دیا ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ جیسا کہ فتح القدیر، ایضاح اور محیط کے حوالے سے گزر چکا کہ لوگ اس کے عادی ہو کر ممنوعات میں نہ پڑ جائیں اور ہمارے زمانہ میں معاملہ الٹ ہو گیا ہے، اہل ہند میں سود کھلم کھلا پایا گیا ہے وہ اس میں کچھ بھی شرم نہیں کرتے۔ گویا وہ اسے عیب اور باعثِ شرم نہیں سمجھتے۔ تو جو شخص ان کو اس عظیم مصیبت اور کبیرہ گناہ سے بعض جائز حیلوں مثلاً دس کے نوٹ کی بارہ روپے کے ساتھ بیع کو جائز قرار دے یا وہ رقم قسطوں میں ادا کرے یا اس طرح کی کوئی دوسری صورت جیسے امام فقیہ النفس قاضی خاں کی طرف سے بیان ہو چکا ہے تو بلاشبہ وہ شخص مسلمان کا خیر خواہ ہے اور دین کا تو تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کا نام ہے۔ وللہ الحمد۔

پس لوگ جب سنیں گے کہ حرام سے بچتے ہوئے مقصد حاصل ہو سکتا ہے تو وہ توبہ کیوں نہیں کریں گے۔ وہ اسلام اور شریعت کا مخالف تو نہیں ہے۔[۱]

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے یہ کتاب بزبان عربی مکہ معظمہ میں تصنیف کی ان کے فرزند اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے عربی میں اس کا تعارف لکھا اور واپس آکر اردو میں ترجمہ کیا۔ یہ مبارک کتاب ابتداً بریلی شریف سے چھپی، پھر نوری کتب خانہ لاہور سے چھپتی رہی۔ ۱۹۸۲ء میں منظمۃ الدعوۃ الاسلامیۃ

---

[۱] امام احمد رضا بریلوی، امام کفل الفقیہ الفاہم نوری کتب خانہ لاہور ص ۱۸، ۱۱۷۔ ماخوذ ابتدائیہ کفل الفقیہ الفاہم از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری لاہور۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے عربی متن شائع کیا۔ ۱۹۸۹ء میں عربی متن رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی طرف سے عربی ٹائپ پر شائع کیا گیا۔ بعدہٗ ادارۂ افکار حق بائسی پورنیہ بہار نے شائع کیا۔

حُسامُ الحرمین

غیر علماء کا ایک طبقہ وہابی اور سُنی اختلافات کے بارے میں کچھ اس طرح رائے رکھتا ہے کہ بریلوی اور دیوبندی آپس میں سر بگریباں ہیں، وہ دونوں اپنے اپنے دلائل قرآن و حدیث میں سے دیتے ہیں۔ کس کی مانیں اور کس سے انکار کریں، ہم تو سیدھے سادھے مسلمان ہیں

اس میں شک نہیں کہ اگر اختلاف ذاتی وجوہ کی بنا پر ہو یا اس کا تعلق کیفیتِ عمل کے ساتھ ہو تو اس میں الجھنا ہی بہتر ہے۔ مثلاً حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی اختلافات ایسے نہیں ہیں جن پر محاذ آرائی مناسب ہو کیونکہ یہ فروعی اختلافات ہیں، لیکن بنیادی عقائد میں اختلاف رونما ہو جائے تو اس سے کسی طور پر آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں، یہ اختلاف کسی طرح بھی فروعی نہیں اصولی ہوگا۔ ایسی صورت میں لازمی طور پر "یک در گیر و محکم گیر" ایک جانب کی حمایت اور دوسری جانب سے برأت کرنی پڑے گی۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۝ (الآیہ) کا یہی مفاد ہے، اس آیت میں صرف راہِ راست کی ہدایت طلب کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ مستحق غضب اور اہل ضلال سے پناہ مانگتے رہو۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد فرمایا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معتزلہ کی قوتِ حاکمہ کی پروا نہ کرتے ہوئے کلمۂ حق کہا اور کوڑے تک کھائے۔ امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو طوق و سلاسل کی دھمکیاں حرف اختلاف اور نعرۂ حق کیا ان تمام اقدامات اور ساری کارروائیوں کو یہ کہہ کر غلط قرار دیا جا سکتا ہے کہ سیدھے سادھے مسلمان کو کسی کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے اور اپنے کام رکھنا چاہئے۔ یقیناً کوئی مسلمان ایسا اندازِ فکر اختیار کر کے غیر جانبدار نہیں رہ سکتا۔

بریلوی (اہل سنّت وجماعت) اور دیوبندی اختلافات کی نوعیّت بھی ایسی ہی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ عوام کو مغالطہ دینے کے لئے ایصال ثواب، عرس، گیارہویں شریف، نذر و نیاز، میلاد شریف، استمداد، علم غیب، حاضر و ناظر اور نور و بشر وغیرہ مسائل پر دھواں دار تقریریں کر کے یہ یقین دلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اختلاف انہی مسائل میں ہے، حالانکہ اصل اختلاف ان مسائل میں نہیں ہے، بلکہ بنائے اختلاف وہ عبارات ہیں جن میں بارگاہ رسالت علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں کھلم کھلا گستاخی اور توہین کی گئی ہے۔ کوئی بھی مسلمان خالی الذہن ہو کر ان عبارات کو پڑھنے کے بعد انکے حق میں فیصلہ نہیں دے سکتا۔ اور نہ ہی ان کی حمایت کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔

ہندوستان میں پہلے پہل مولوی اسمٰعیل دہلوی نے محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے متاثر ہو کر تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھی اور مسلمانانِ عالم کو کافر و مشرک قرار دیا۔ اور اپنی بات منانے کی خاطر یہ بھی کہہ دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر ممکن ہے۔ جس کا منطقی نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی دوسرا شخص خاتم النبیین وغیرہ اوصاف سے متصف ہو سکتا ہے۔ علماء اہلسنّت اور خاص طور پر خاتم الحکماء علامہ محمد فضل حق خیر آبادی نے اس نظریہ کا تحریری اور تقریری طور پر سخت رد کیا۔ بات یہیں ختم نہیں ہو گئی بلکہ محمد قاسم نانوتوی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ۔

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔[1]

غور فرمائیے! کہ کیا یہ امتِ مسلمہ کے اجماعی اور یقینی عقیدہ (کہ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا) کا صاف انکار نہیں ہے؟ واضح طور پر خاتم النبیین کا ایسا معنی تجویز کیا گیا

---

۱ قاسم نانوتوی، تحذیر الناس کتب خانہ امدادیہ دیوبند ص ۲۴۔

نوٹ تحذیر الناس ۱۲۱۰ھ ۱۸۰۴ء میں تالیف کی گئی۔

جس سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کا راستہ ہموار ہوگیا۔ مرزائے قادیانی کی تردید وتکفیر کے ساتھ ساتھ اس عبارت کی تائید وحمایت وہی شخص کرسکتا ہے جو دوپہر کے وقت ظہور آفتاب کے انکار کی جرأت کرسکتا ہو۔ آج جب مرزائی اس عبارت کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں تو تحذیر الناس کے حمایتی اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے ہیں۔ تحذیر الناس کے حامی بڑے دھیرے سے یہ بات پیش کیا کرتے ہیں کہ دیکھیئے فلاں فلاں جگہ مولانا نانوتوی نے عقیدۂ ختم نبوت امت مسلمہ کے مطابق پیش کیا ہے وہ ختم نبوت (زمانی) کے کیسے منکر ہوسکتے ہیں؟ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دفعہ کا انکار سینکڑوں دفعہ کے اقرار پر پانی پھیر دیتا ہے۔ کیا دعوائے نبوت کی حمایت کا پتہ چلتا ہے؟

۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف "براہین قاطعہ" مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی، جس پر مولوی رشید احمد گنگوہی کی زوردار تقریظ موجود ہے، اس میں دیگر بہت سی غلط باتوں کے علاوہ یہ بھی درج ہے کہ۔

"شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے، فخر دو عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔" (براہین قاطعہ، ص ۵۱۔)

حیرت ہے کہ کس دیدہ دلیری سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم شریف شیطان کے علم سے گھٹانے کی ناپاک سعی کی گئی ہے اور پھر بڑی معصومیت سے پوچھا جاتا ہے کہ ہم نے کیا جرم کیا ہے۔؟ پھر یہ بات بھی دعوتِ فکر دیتی ہے کہ جو علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا شرک ہے، اس کا شیطان کے لئے اثبات بھی شرک ہوگا، شیطان کے لئے یہ علم قرآن پاک سے کس طرح ثابت ہوگا، کیا قرآن حکیم بھی شرک کی تعلیم دیتا ہے؟ شوال ۱۳۰۶ھ میں مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بہاولپور میں براہین قاطعہ کے ایسے ہی مقامات پر مناظرہ کر کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو لاجواب

کردیا تھا۔

۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں مولوی اشرف علی تھانوی کا ایک رسالہ "حفظ الایمان" منظر عام پر آیا۔ جس میں بڑے جارحانہ انداز میں لکھا ہے۔

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان، ص ۸۔)

ان عبارات کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی مسلمان بے تعلق نہیں رہ سکتا، کیوں کہ یہ ما وشما کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ اس ذاتِ کریم کی عزت وناموس کا مسئلہ ہے جن کی بارگاہ میں جنید وبایزید بھی نفس گم کردہ حاضری نہیں دیتے بلکہ ملائکہ بھی باادب حاضر ہوتے ہیں، یہ وہ دربار ہے جہاں اونچی آوازیں گفتگو کرنے سے تمام زندگی کے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔ جہاں غلط معنی کے موہم الفاظ استعمال کرنا بھی ناجائز ہے کسی شاعر نے کیا صحیح کہا ہے۔ ؎

جو سرور عالم کے تقدس کو گھٹائے
وہ اور سبھی کچھ ہے مسلمان نہیں ہے

مولوی حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں۔

"حضرت مولانا گنگوہی۔۔۔۔ فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں، اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہوجاتا ہے[1]

عبارات مذکورہ کے الفاظ موہم تحقیر نہیں بلکہ کھلم کھلا گستاخانہ ہیں ان کا قائل کیوں

---

[1] حسین احمد ٹانڈوی: الشہاب الثاقب، ص ۵۷۔

کافر نہ ہوگا؟ یہی وجہ تھی کہ علماء اہلسنّت تحریر و تقریر میں ان عبارات کی قباحت بیان کرتے رہے اور علماء دیوبند سے مطالبہ کرتے رہے کہ یا تو ان عبارات کا صحیح محمل بیان کیجیے یا پھر توبہ کر کے ان عبارات کو قلمزد کر دیجئے۔ اس سلسلے میں رسائل لکھے گئے، خطوط بھیجے گئے آخر جب علماء دیوبند کسی طرح ٹس سے مس نہ ہوئے تو اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے تحذیر الناس کی تصنیف کے تین سال بعد، براہین قاطعہ کی اشاعت کے قریبًا سولہ سال بعد اور حفظ الایمان کی اشاعت کے قریبًا ایک سال بعد ۱۳۲۰ھ میں المعتقد المنتقد کے حاشیہ المعتمد المستند میں مرزائے قادیانی اور مذکورہ بالا قائلین (مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی) کے بارے میں ان کی عبارات کی بنا پر فتوائے کفر صادر کیا تھا۔

یہ فتویٰ علمائے دیوبند سے کسی ذاتی مخاصمت کی بناء پر نہیں تھا بلکہ ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر ایک فریضہ ادا کیا گیا تھا۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات شعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند اس فتوے کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"اگر (مولانا) احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک، بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خاں صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"[1]

اس تفصیل سے یہ ظاہر ہو گیا کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے ناموس رسالت کی پاسداری کا کماحقہٗ فریضہ ادا کیا اور علماء دیوبند کا اصرار ہے کہ ان کے اکابر کی عزّت پر حرف نہیں آنا چاہئے، خواہ وہ کچھ کہتے اور لکھتے رہیں، اس مقام پر پہنچ کر یہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ حق پر کون ہے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بریلوی اور دیوبندی نزاع کی اصل بنیاد یہ عبارات ہیں نہ کہ فروعی مسائل، مولانا مودودی اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے

[1] مرتضیٰ حسن دربھنگی: اشد العذاب۔ ص ۱۴۔

ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"جن بزرگوں کی تحریروں کے باعث بحث و مناظرہ کی ابتداء ہوئی وہ تو اب مرحوم ہو چکے اور اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکے مگر افسوس ہے کہ جو تلخی اور گرمی آغاز میں پیدا ہوئی دونوں طرف سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔"[1]

مودودی صاحب یہ تلقین فرما رہے ہیں کہ اب نزع کو جانے بھی دو، نزع کھڑا کرنے والے تو اگلے جہاں میں پہنچ چکے ہیں۔ حالانکہ نزع ان بزرگوں کی ذات سے نہیں تھا، وجہ مخاصمت تو یہ عبارات تھیں۔ جواب بھی من و عن موجود ہیں۔ جب تک ان کے بارے میں متفقہ فیصلہ نہیں ہو جاتا اس نزع کے خاتمے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے المعتمد المستند کا وہ حصّہ جو فتویٰ پر مشتمل تھا حرمین طیبین کے علماء کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے ۳۵ جلیل القدر علماء نے زبردست تقریظیں لکھیں اور واشگاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزائے قادیانی کے ساتھ ساتھ افراد مذکورہ بلاشک و شبہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو حمایت دین کے سلسلے میں بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ علماء حرمین کریمین کے یہ فتوے حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ) کے نام سے شائع کر دیئے گئے۔

بجائے اس کے کہ گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا جاتا۔ علماء دیوبند کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ "المہنّد المفنّد" ترتیب دیا جس میں کمال چابکدستی سے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے عقاید وہی ہیں جو اہلسنّت وجماعت کے ہیں۔ حالانکہ یہ باعثِ نزع عبارات متعلقہ کتابوں میں بدستور موجود تھیں۔ صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ نے "التحقیقات لدفع التلبیسات" لکھ کر ایسی تمام عبارات کو

[1] مقالات یوم رضا حصّہ دوم، ص ۶۔
[illegible]

طشت از بام کر دیا۔

حسام الحرمین کا اثر زائل کرنے کے لئے علماء دیوبند نے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ فتویٰ علماء حرمین کو مغالطہ دے کر حاصل کئے گئے ہیں کیونکہ اصل عبارات اردو میں تھیں، ہندوستان (متحدہ پاک و ہند) کے علماء میں سے کوئی بھی حسام الحرمین کا مؤید نہیں ہے۔ اس پروپیگنڈے کے دفاع کے لئے شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا حشمت علی خاں رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے متحدہ پاک وہند کے اڑھائی سو سے زیادہ نامور علماء کی حسام الحرمین پر تصدیقات "الصوارم الہندیہ" کے نام سے شائع کر دیں۔

ماخوذ ابتدائیہ حسام الحرمین از علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

مکتوبات علماء حرمین شریفین

بنام

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی

تعلقات و روابط



(۱) از شیخ عبد القادر کردی۔

حضرت مولانا، فاضل، فضیلت والوں کے پیشوا سیدی عبد المصطفیٰ احمد رضا آپکی حیات اور فضائل کو دوام نصیب ہو (آمین) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے بعد گزارش ہے کہ سید عمر رشیدی سے پتہ چلا کہ آپ کل بروز جمعرات جا رہے ہیں تو اے میرے آقا! میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ سے اور میرے لڑکے عبد اللہ فرید سے اجازاتِ عمومیہ کی سندوں کا جو آپ نے مرحمت فرمایا تھا اسے روانگی سے پہلے پورا فرمائیں گے۔ یونہی استاذ محترم شیخ صالح کمال بھی وہ سند مانگتے ہیں جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ نیز استاذ محترم آپ کی تصنیف کردہ وہ کتابیں بھی مانگتے ہیں۔ ایک وہ جس میں علم غیب سے متعلق، اور دوسری وہ جس میں نوٹ (کاغذی سکہ) سے متعلق کئے گئے سوالوں کے جوابات ہیں۔ اور اگر آپ نے کل جانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو افادہ فرمائیے تاکہ ہم رخصت کرنے حاضر ہوں اور اے میرے آقا! آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو اور جو خدمت درکار ہو اس کے لئے ہم حاضر ہیں۔ عزت بخشیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائیے، بقا بخشے اور بڑی بڑی نعمتیں فرحمت فرمائے اور آپ تاعمر اپنی پسند سے بہتر حالت پر رہو۔

۹۔ ص ۱۳۲۴ھ

آپ کا محب دعاگو عبد القادر کردی۔



(۲) از علامہ سید اسمٰعیل محافظ کتب حرم۔

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اکیلا ہے اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں، شیخ الاسلام جن کا کوئی مزاحم نہیں۔ یگانۂ روزگار جس میں اختلاف نہیں۔ ہمارے شیخ، استاذ، جائے پناہ، قائد، دنیا و آخرت میں سہارا دینے والے الشیخ احمد رضا خاں (خدائے مہربان و احسان کنندہ آں موصوف کو با سلامت رکھے۔) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اولاً ہم آپ کی ستھری ذات کی اور ہر اس کی خیریت کو پوچھتے ہیں جو باری طلعت رضویہ کے گھیرے میں ہے۔ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ بھی اور آپ کے حلقے کے تمام افراد بھی بخیر و عافیت ہوں گے ہم کو اور آپ کو مولیٰ تعالیٰ وافی و کافی نعمتیں بخشے۔

ثانیاً اے ہمارے سردار! آپ نے بطور نمونہ اپنے فتویٰ کے چند اوراق عطا کئے تھے ہم اللہ عزشانہ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ کو فتویٰ نویسی میں مزید سہولتیں بخشے گا۔ اور فتاویٰ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اوقات میں برکت فرمائے گا۔ کیونکہ یہ فتاویٰ اعتناء و اہتمام کے لائق ہے (اللہ تعالیٰ اسے آپ کے لئے توشۂ آخرت بنائے) قسم بخدا میں بالکل سچ کہتا ہوں! اگر امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا فتویٰ ملاحظہ فرماتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ اور اس کے مؤلف کو (آپ کو) اپنے خاص شاگردوں میں شامل فرماتے۔ مگر اس پر افسوس ہے کہ فتویٰ کے وہ الفاظ ہم نہیں سمجھ سکے جو غیر عربی ہیں اور ان کا عربی میں ترجمہ نہیں ہوا۔ اے میرے سردار! میں آپ کی خدمت میں اللہ عظیم کی قسم دے کر بوسیلہ حبیب کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنا فضل و احسان ہمیں اور ہر نعمانی المذہب (حنفی) پر مکمل فرمائیں۔ اور غیر عربی الفاظ کا عربی میں ترجمہ کر دیں۔ پھر اگر ترجمہ تھوڑا ہو تو صرف حاشیہ پر لکھا جائے اور اگر حاشیہ کی برداشت سے باہر ہو تو الگ کاغذ پر لکھ کر اسے دو صفحوں کے درمیان رکھ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش مشکور اور عمل مقبول فرمائے۔ آپ نے مجھ حقیر سے اور میرے بھائی سے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ اپنی مرویات کی سند بھیجوں گا وہ سند ابھی تک نہیں پہنچی۔ تو کیا جو آپ سے زیادہ قریب تھے وہ زیادہ دور ہو گئے یا ہمیں بالکل ہی بھلا دیا گیا ہے۔ نیز حضرت کو معلوم ہے کہ میں ان تحریرات کا محتاج ہوں جو آپ نے "حاشیہ ابن عابدین" پر افادہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو محسنین میں شامل فرمائے۔ سیدی والد ماجد اور بھائی مصطفیٰ سلام پیش کرتے ہیں۔ ہماری جانب سے آپ کے صاحبزادگان شیخ حامد رضا اور شیخ مصطفیٰ رضا کی خدمت میں سلام۔ یہاں سے شیخ اسعد دھان اور ان کے بھائی نیز شیخ بکر رفیع سلام عرض کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ معبود برحق سے امید رکھتا ہوں اور دعاگو ہوں کہ وہ ہمارے لئے آپ عمر دراز فرمائے۔ اپنے اس نبی کے طفیل جو حامد بھی ہیں اور محمود بھی۔ اور یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپکے

گرد و پیش کے تمام احباب کو ہر خائن اور ہر حاسد کے شر سے بچائے۔ آمین۔ اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے سلام اتارے ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ۔

دعاگو آپ کا فرزند محافظ کتب حرم

 السیّد اسمٰعیل بن خلیل۔

(۳) از سیّد اسمٰعیل محافظ کتب حرم۔

(اللہ تعالیٰ ان کی بزرگیاں برقرار رکھے)

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربانی رحمت والا ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں جو اکیلا ہے۔ درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ افاضل علماء کے بھروسہ، اماثل فقہا کے پیشوا۔ بالتخصیص جملہ محدثین کے استاذ، ساتوں طبقوں میں محققین کے سردار، میرے آقا، سیّد، بھروسہ با اعتماد، استاذ، جائے پناہ۔ آج دنیا میں کل محشر میں میرے ذخیرہ، سیّدی المولوی الشیخ احمد رضا خاں (رب منان آپ کو با سلامت رکھے) السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ومغفرتہ، اولاً آپ کی طبیعت مبارکہ کی خیریت مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ اور آپ کے پاس کے تمام احباب بخیر و عافیت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی کافی وافی نعمتیں ہم پر اور آپ پر اترتی ہیں۔

ثانیاً، مدینہ منورہ (علی صاحبہا افضل الصّلوٰۃ والسّلام) کے علماء کی خوشنما تقاریظ پر آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ پڑھا تو خوشیاں اور مسرتیں بڑھتی گئیں، تلاوت کی تو آنسوؤں اور لمبے لمبے سانسوں کا سلسلہ دراز ہوتا گیا۔ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سب کچھ شدت اشتیاق کی وجہ سے ہے یا اس لئے کہ بوقت مطالعہ آپ کے وصال و ملاقات سے محرومی تھی۔ ہم نے بے قرار جانوں کو سمجھایا اور تسلی دی کہ تمہاری آرزو پوری ہو چکی ہے کہ با اعتماد آقا (مولانا احمد رضا) اپنے رب معبود سے جو مطلوب و مقصود (حاضری عوام حالیہ) چاہتے تھے وہ پورا ہو چکا ہے (کہ ایں نیز مرادمات) اور اس وقت

ان کی توجہ بھی حاصل ہے۔ (کہ ان کا مرسلہ مکتوب زیر مطالعہ ہے) تو پھر اس قدر بے قراری کیوں؟ اس پر بے قرار جانیں مطمئن ہوئیں۔ انہیں خوشی اور قرار نصیب ہوا۔ اللہ عزّ سبحانہٗ سے دعا ہے کہ سید البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل ہمیں آپ کے پرنور چہرے کی زیارت سے زیادہ دیر محروم نہ رکھے۔ الحمد للہ کہ پرسوں جدّہ کے تاجر عثمان عبد الستار میمنی نے آ کر بتایا کہ جس جہاز سے آپ روانہ ہوئے تھے وہ بخیریت بمبئی پہنچ گیا ہے۔ انہیں یہ خبر بذریعۂ ٹیلی گراف معلوم ہوئی تھی۔ بخیریت پہنچنے کی خبر سے جب ہماری مراد و آرزو پوری ہوئی تو میں نے اپنی ذات کو ندا کر کے خوشخبری سُنائی۔ اور مبارک باد دی۔ حق سبحانہٗ سے سوال ہے کہ نبیٔ کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) اور سورۃ الفاتحہ کے طفیل آپ کو تادیر با عافیت رکھے۔ یہ لو۔ اس کے بعد اے آقا! ہماری خبر یہ ہے کہ آپ کو رخصت کرنے کے دن سے سب سلامتی کے ساتھ ہیں امید کہ آپ بھی بمشیۃ تعالیٰ با سلامت ہوں گے۔ مسئلہ "لونٹ"، کے متعلق آپ کا رسالہ (کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم) شیخ احمد ابو الخیر کی خدمت میں لے گیا اور وہیں چھوڑ آیا۔ پھر تین دن بعد ان کے پاس گیا تو انہیں رسالہ کی بابت از حد خوش پایا۔ وہ حمد الٰہی بجا لاتے ہیں کہ اس زمانے میں آپ جیسا عالم دین موجود ہیں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے آج تک "مولانا احمد رضا"، جیسا عالم فصیح۔ معلومات میں وسیع الباع ستھری اور عمدہ تحریر والا شخص نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا۔ بیٹا! بے شک شیخ (احمد رضا) نے رسالہ میں بالکل صحیح و درست طریقہ اختیار کیا ہے۔ اگر کوئی مبتلائے شبہات ان کے رسالہ کا مطالعہ کرے گا تو اس کے دل میں کوئی شبہ نہ رہے گا اور سیدی شیخ صالح کمال تو ہر مجلس میں آپ کے کمالات بیان کرتے رہتے ہیں۔ الحمد للہ کہ آپ نے سرزمین حرم میں دو علمی ستون قائم فرمائے، وہ ستون کیسے عظیم الشان ہیں۔ (۱) الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ۲۔ کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم خدا تعالیٰ نے چاہا تو آپ کا چرچا عام ہوگا۔ ہموار نا ہموار زمین کے باشندے اور دور و

نزدیک والے سب آپ کے فضل وکمال سے آگاہی پائیں گے کیونکہ ہمارا شہر (مکہ مکرمہ) تمام شہروں کے لئے ماں (اصل) ہے اور ماں اولاد کی طرح (ناقدر شناس) نہیں والد محترم سید خلیل آفندی، بھائی مصطفیٰ، حضرت مولانا عبد الحق، مولانا شیخ صالح کمال شیخ اسعد دھان، ان کے بھائی شیخ عبد الرحمٰن، شیخ محمد المرزوقی، شیخ بکر رفیع سب سلام عرض کرتے ہیں اور آپ کی دعا کے طلبگار ہیں، ہماری طرف سے آپ کے دونوں کرم فرما بھائیوں کو ہمارے مکرم برادر شیخ حامد رضا کو ان کے محترم برادر شیخ مصطفیٰ رضا کو آپ کے جلیل القدر بھتیجے کو سلام۔ (اللہ تعالیٰ ان سب کو اور ہم کو فتوحات بخشے، تقویٰ مرحمت فرمائے اور ہماری اس دعا پر "آمین" کہنے والے پر رحمتیں اتارے) اور اے عزت والے آقا! میں آپ سے پرامید ہوں کہ نیک دعاؤں کے وقت مجھے نہ بھولیں گے۔ کیونکہ میں آپ کا تیسرا فرزند ہوں۔ جس طرح کہ ہم بوقتِ دعا آپ کو نہیں بھولتے بلکہ کعبہ معظمہ میں اور مشاعر عظام میں آپ کے لئے دعا کرنا ہم پر لازم ہے، والسلام۔ (اپنی پسند سے بہتر حالت پر رہو اور لمبی عمر پاؤ)

(ترجمہ شعر) فضیلت انگشتری ہے۔ آپ اس کے نگینے ہیں۔ آپ کا معافی دینا نگینے کا نقش ہے جو اس انگشتری کے ساتھ میرا عذر قبول کرنے کی مہر لگا دیجئے۔

ودمتم والسلام

۱۲ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ میں لکھا گیا

آپ کا فرزند، محافظ کتب حرم سید اسمٰعیل بن سید خلیل

(۴) از مولانا سید مامون البری المدنی۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ ہی کو ہے اور درود اس کے رسول پر۔ یہ خط ان کی طرف لکھا جاتا ہے جو استاذ ہیں، یکتا علامہ، جائے پناہ بہت سمجھ دار اور تیز فہم ہیں، جن کا قلم جادو کی طرح فریفتہ کرتا ہے جن کی باتوں کا لطف نسیم سحر پر فوقیت رکھتا ہے وہ ایسے کمالات عالیہ کے مالک ہیں کہ

ہم ان کی کنہ کا تصور نہ بذریعہ رسم کر سکتے ہیں نہ بذریعہ حد۔ وہ اس لائق ہیں کہ جہاں جائے کہ ان جیسا فی زمانہ کوئی نہیں کیونکہ ان کا فضل وکمال اس آگ سے زیادہ مشہور ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر جلائی جاتی ہے۔ (تاکہ دور سے نظر آکر مسافروں کی رہنمائی کرے) یہ شعر ان کی مسلمہ بلند ہمتی پر تنبیہ کرتا ہے جیسے ان کی زبانِ حال پر پڑھتی رہتی ہے۔

(ترجمہ شعر) مجھے (یہ سب چیزیں) پہچانتی ہیں۔ گھوڑے بھی (کہ میں شہسوار ہوں) راتیں بھی (کہ ان میں جاگ کر یاد خدا کرتا ہوں) بیابان بھی (کہ انہیں تلاش محبوب میں قطع کرتا ہوں) تلوار اور نیزہ بھی (کہ ان سے جہاد کرتا ہوں) کاغذ وقلم بھی (کہ عقاید اسلامیہ اور مسائل شرعیہ لکھتا ہوں)۔

ان سے میری مراد حضرت جناب مکرم محترم یگانۂ اقران سیدی احمد رضا خاں ہیں۔

(اللہ تعالیٰ آپ کی عزت وجلال کو زوال سے اور ہر دہری آفات سے محفوظ رکھے آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہم آپ کی خدمت میں سلام پر سلام پیش کرتے ہیں جو بلند ٹیلوں کی شگفتہ کلیوں سے زیادہ خوشنما اور نسیم صبا سے زیادہ پر لطف ہے اور ایسی تعریف کرتے ہیں جو ستارہ زہرہ کی طرح چمکتی اور چمنستان کی نازک کلیوں پر فخر کرتی ہے جب ہم آپ کے فضیلت والے، عقل والے، عزت والے، قدر والے بھائی کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ان سے حضرت کے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے صحت وعافیت کی خبر دی تو ہم از حد خوش ہوئے۔ رب تعالیٰ کی واحد یگانہ ذات سے آپ کی عافیت کے دوام کی طلب ہے۔ جب آپ مدینہ طیبہ کے عالی دربار میں حاضر ہوئے تھے تو مجھ فقیر بنا بر فضل وکرم وعدہ فرمایا تھا۔ کہ حدیث، تفسیر وغیرہ علوم دینیہ کی سند دوں گا۔ فقیر اس کا منتظر ہے آپ حسبِ وعدہ سند اجازت لکھ کر ارسال فرمائیں۔ کیونکہ کریم جب وعدہ کرتا تو اسے پورا کرتا ہے۔ اور سحابِ رحمت جب گرجتا ہے تو برستا ہے۔ نیز آپ کی بارگاہ سے امید ہے کہ اپنی بعض عربی تالیفات ارسال فرمائیں گے۔ اور بس۔ آپ کے فاضل فرزند کو اور آپ سے نسبت رکھنے والے اور مجلس میں حاضری دینے والے ہر شخص کو سلام۔ آپ سے اس کرم کی بھی امید ہے

کہ خاطر عالی سے اور بلند قیمت نگاہ سے ہمیں دور نہ ہٹائیں گے۔ ہم ہاتھ پھیلا کر آپ کی خیریت کی دعا کرتے ہیں۔ والسلام۔ آپ کا محب فقیر عاصی سیّد محمد مامون الازرنجانی

ثم المدنی۔ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ۔

(۵) از مولانا سیّد احمد علی قادری دمولانا کریم اللہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیّدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد بگرامیخدمت، فیضدرجت، مجدد وقت، حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ متع اللہ المسلمین لطول لبقائہ۔ آمین۔ بعد سلام مسنون گذارش آنکہ سیّد عبد الباری صاحب رضوان نے دولت مکیہ پر تقریظ لکھی۔ اسکی نقل اس عریضہ کے ساتھ بھیجی جاتی ہے۔ اور اب بفضلہٖ تعالیٰ وبمعجزات رسالت پناہی کے دولت مکیہ کی تکمیل ہوگئی۔ امید کہ زیادہ کام ہوگیا۔ دشمنوں، حاسدوں کے شر وفتنہ سے تو یہ خیال ہوتا تھا کہ ایک تقریظ بھی نہ ہووے گی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات باہرات سے سیّد عباس رضوان، سید عبد الوہاب ترکی، اور حضرت شیخ حمدان، اور حضرت شیخ عبد القادر مفتیٔ مغربی اور سیّد محمد عبد الباری رضؔ۔ ان صاحبوں کی تقریظیں اور دو مہریں شیخ محمد سعید صاحب اور سید احمد جزائری مفتیٔ مالکیہ کی ہوکر سات کو نوبت پہنچی۔ اور حضرت علامہ داغستانی رحمۃ اللہ اور تاج الدین مرحوم کی دو تقریظ اول ہی سے تھیں۔ تو نو ہوئیں اور فقیر احمد علی جو خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہوا ہے وہ گر شمار کی جاوے تو پوری دس۔ تلک عشرۃ کاملۃ وللہ الحمد والمنۃ۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب اور کوئی تقریظ وغیرہ یہاں نہیں ہوگی۔ اب رسالہ شریف دولتِ مکیہ مولوی محمد سعد اللہ صاحب بنگالی سکاوی حال وارد طیبہ کے مطالعہ میں ہے اور ان کا عزم نقل کرنے کا ہے۔ ہفتہ عشرہ میں نقل کرلیں گے۔ تو رسالہ شریف کو ہم آپ کی خدمت والا میں واپس بھیج دیں گے۔ نقل اس کی جو مولوی سعد اللہ صاحب کے پاس رہے گی اگر موقع ہوا تو کسی صاحب کو دیکھائی جاوے گی۔ ورنہ نہیں۔

الغرض رسالہ دولتِ مکیہ مع تقریظوں کے دس بارہ روز کے بعد آپ کے پاس بھیج دیں گے۔ اطلاعاً عرض کیا۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رسالۂ شریفیہ کی طبع میں بہت ہی جلدی ہو اور اشاعت ہو جاوے۔ مفتی معزول برزنجی نے جو رسالہ لکھا ہے۔ خلیل احمد کے رسالہ کے جواب میں جو کچھ انکی مدح اور ذم ہے اس کی نقل آپ کو بھیج دی ہے۔ ملاحظہ عالیہ سے گزری ہوگی۔ اور مولوی عبد الوہاب صاحب ترکی کی تقریظ کی نقل بھیجی۔ بعد ازاں شیخ حمدان صاحب کی تقریظ کی نقل، اس کے بعد شیخ عبد القادر کی تقریظ کی نقل بھیجی۔ اور مولوی بشیر صاحب کے اشتہار کی نقل بھیجی تھی۔ الغرض چھ سات خطوط یکے بعد دیگرے جملہ بصیغہ رجسٹری بھیجے ہیں۔ سب کے جوابوں کا سخت انتظار ہے۔ اب چند روز کے بعد دولت مکیہ بھیجی جاوے گی۔ اطلاعاً عرض ہے۔

سنا ہے کہ شیخ عبد القادر طرابلسی نے بعض لوگوں کے سامنے کہا کہ دولت مکیہ میں مساوات نہیں ہے۔ بلکہ ہم نے جو گفتگو مناظرے میں سنی تھی اس سے مساوات ثابت ہوتی تھی۔ اور سنا ہے کہ عزیز وزیر[1] بھی کہتا ہے۔ کہ دولت مکیہ بہت اچھا رسالہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولوی محمد سعد اللہ صاحب ممدوح نے برزنجی اور عبد القادر شامی سے ملاقات اور راہ ورسم پیدا کیا ہے۔ اور ان پر یہ ظاہر کیا ہے کہ نہ دیوبندی کا طرفدار، نہ اہلسنت اتباع حضور یعنی اعلیحضرت علیہ الرحمہ کا شریک۔ حال بین بین ہے۔ برزنجی صاحب سے تو حکمت عملی سے رسالہ لیا تھا۔ اور اسکی نقل خدمت عالیہ میں ہم نے بھیج دی ہے۔ اگر مولوی سعد اللہ کی حکمت عملی نہ ہوتی ہو رسالہ نقل کے واسطے ملنا دشوار تھا۔ اب سعد اللہ صاحب نے عبد القادر شامی کے گوش گزار کیا ہے کہ خلیل احمد کی

---

[1] شاہ حجاز شریف حسین کی کابینہ میں عزیز شیخ وزیر تھے اور سیاسی دبدبہ میں تھا۔ غالباً فاضل بریلوی سے ملاقات بھی کی تھی۔ رضوی عفرلہٗ۔

کتاب براہین قاطعہ میں چنیں وچناں مضمون فاسد خبیث ہے۔ پس عبدالقادر نے ان سے باصرار کیا کہ اس کتاب کی عبارات خبیثہ کو صفحہ وار لکھ کر اور اس کا ترجمہ عربی بین السطور لکھ کر ہمکو دیدو۔ چنانچہ مولوی سعداللہ صاحب نے یہ کام بھی شروع کر دیا ہے۔ اور عبدالقادر کی طرف سے تقاضہ ہے کہ ضرور کر دو اور جلدی کر دو۔ غالبًا امروز فردا میں تمام کر کے اس کو دیدیں گے۔ اور تحذیر الناس کی عبارات خبیثہ کے ترجمہ کا بھی خیال ہے۔ وہ بھی دیدیں گے پھر کیا ہوتا ہے اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اپنا کام امور دین میں کوشش کرنا ہے، جس قدر ہوسکے گی کریں گے۔ آئندہ خدا کو اختیار ہے۔ کیا عجب ہے کہ برزنجی اور عبدالقادر دونوں ذریت شیطان اہل دیوبند وگنگوہ سے بدظن ہو جاوے۔ خدا کو سب کو قدرت ہے۔

فقیر احمد علی نے عبارات خبیثہ تقویت الایمان اور حفظ الایمان اور براہین قاطعہ وغیرہا کا ترجمہ عربی کر کے بطور رسالہ تیار کیا ہے۔ اور ارادہ اسکی طبع کا بھی ہے۔ میری رائے میں یہ رسالہ بہت ہی کارآمد ہوگا۔ اہل عرب کو نفع دیوے گا۔

اب ہم دونوں کی رائے ناقص میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خلاف حضور ایک خط بنام سید برزنجی صاحب تحریر فرما کر رجسٹری ان کے ہی نام سے بھیجدیں اور اسکی اطلاع ہم کو بھی فرمادیں۔ اور اس خط میں عبدالقادر شامی کو بھی سلام و مضمون واحد ہو۔ مضمون اس خط کا یہ ہو کہ "ہم سے اور آپ سے خلاف صرف مغیبات خمس میں تھا نہ اور کچھ۔ مساوات کے العیاذ باللہ نہ آپ قائل ہیں نہ ہم۔ اور تقریر مناظرے سے اگر آپ نے مساوات سمجھی تو دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ ہم نے کچھ کہا اور آپ کے کچھ اور سمجھا۔ یا ممکن ہے کہ ہماری زبان سے سہو غلطی سے کوئی لفظ ایسا نکلا جو موہم مساوات ہو۔ بہر صورت اب نہ ہم قائل مساوات نہ آپ۔ صرف اختلاف مغیبات خمسہ میں ہے۔ سو وہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ تو اس میں ہمارے اور آپ کے درمیان اسقدر خلاف کیوں ہونا چاہئے۔ اور ناراضی کی کیا وجہ؟۔

تعجب ہے کہ ہم لوگ آپ کے جد امجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مداح و دین

کے مذمت کرنے والے۔ اور آپ ذرا سی بات پر ہم سے اسقدر خفا! اور جو لوگ آپ کو اور آپ کے اجداد، اور باری تعالیٰ کو گالیاں دیں۔ ان کے ساتھ اتفاق۔ مجھے آپ سے صرف مغیبات خمس میں خلاف ہوا۔ آپ نے رسالہ غایۃ المامول لکھا۔ اور مجھ پر بہت کچھ غصہ ظاہر کیا۔ اور رسائل خلیل احمد نے بعض سوالات، جوابات آپ کے پاس پیش کئے اور اس میں اس نے اپنے اور اپنے مشائخ کے عقائد کو چھپایا۔ جو کچھ براہین وغیرہ میں لکھا ہے۔ پورے طور سے ظاہر نہیں کیا۔ تاہم بالکل اپنے عقائد چھپا بھی نہ سکا۔ اور آپ نے چند مسائل میں اس سے خلاف کیا۔ اور اس سے رجوع کرانا چاہا، لیکن اس نے اصرار کیا۔ اور آپ نے اب جو رسالہ لکھا ہے اس کے مطالعے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس کو بالکل اہلسنت وجماعت سے جانا۔ اور محقق وعلامہ لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ اپنے اور اپنے اجداد کے عدوؤں کے ساتھ یہ رعایت اور دوستوں، مداحوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جاوے۔

اور ہم نے حسام الحرمین میں جو براہین و تحذیر کی عبارتیں صفحہ وار نقل کی تھیں وہ عبارتیں ان کتابوں میں موجود ہیں۔ مگر آپ سے خلیل نے اخفا کیا۔ کتابیں وہاں موجود ہیں، مولفین کے شاگرد موجود ہیں۔ دریافت فرمائیے۔ اگر یہ بھی کہا اور وہ بھی کہا تو پھر نفاق اسکو نہیں تو کس کو کہتے ہیں۔ اگر ان لوگوں نے رجوع کیا، توبہ کی تو اسکی اشاعت بلاد ہند میں کرنا ضروری ہے۔ تاکہ لوگ ان پر طعن نہ کریں۔ اور ان کو سنت وجماعت سے شمار کریں۔ اور ہمارا اور دیوبندیہ کا شروع خلاف مسئلہ امکان کذب و مسئلہ قیام، وقت ذکر میلاد شریف پر تھا۔ اس پر انہوں نے مسئلہ شیطانی نکالا۔ اور مسئلہ شیطانی جس طور سے کہ براہین قاطعہ میں مذکور ہے اس کو کوئی مسلمان اچھا نہ جانتا ہوگا۔ اور اس کی کوئی بھی تاویل نہیں ہوسکتی ہے بجز اس کے چارہ ہی نہیں کہ اس گناہ سے توبہ کیا جاوے۔

پس اگر ہمارے مخالفین یعنی دیوبندیہ وغیرہ لوگ اس مسئلہ شیطانی توبہ کریں اور آپ کے رسالہ مؤلفہ حال کو قبول کریں کہ جو سیّد احمد صاحب نے لکھا ہے۔ مسئلہ امکان کذب، و محفل میلاد و قیام و ختم نبوت میں۔ سب حق ہے۔ اور ان مسائل میں علماء سنّت

محققین کا جو مذہب ہے، اسکو قبول کریں۔ تو جیسے آپ نے لکھا ہے لا یوجب الکفر والاتباع۔ ہم بھی یہی کہیں گے۔

اور اگر آپ اس طرف توجہ نہ فرمائیں گے اور بس "غایۃ المامول" اور "کمال التثقیف" لکھ کر علاحدہ ہوگئے اور آپ کی طرف سے بالکل سکوت ہوگا۔ تو ہم کو غایۃ المامول اور کمال التثقیف۔ کا جواب دینا ضروری ہوگا۔ آپ نے غایۃ المامول میں وہابیہ کی رعایت کر کے صاف لکھ دیا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صلوٰۃ وسلام ملائک پہنچاتے ہیں۔ دور کے ملکوں والوں کا سلام خود نہیں سنتے ہیں، حالانکہ یہ مسئلہ خلاف عقیدہ اہل تحقیق اہل سنت ہے۔ اور خود آپ نے ہی کمال التثقیف میں لکھا ہے کہ روح شریف کا مجالس شریفہ میں آنا ممکن ہے۔ اگرچہ بلاد بعیدہ میں متعدد مواضع پر ہوں۔ اور یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ پس یہ تقریر غایۃ المامول کے مضمون کے مناقض ہے۔ علی ہذالقیاس اور عبارتیں بھی ہیں۔ ہم ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے ساتھ خلاف کریں۔ بلکہ اور جملہ علماء حرمین شریفین کو اپنا بزرگ و ملجا و ماوی تصور کرتے ہیں۔ برخلاف دیوبندیہ کے کہ انھوں نے مدتوں سے لکھا ہے کہ علماء دیوبند کو علماء حرمین شریفین پر فضیلت ہے۔ چنانچہ براہین میں تفصیل سے مذکور ہے۔ آپ دریافت فرمالیویں۔

بیس سال ہوئے کہ تقدیس الوکیل چھپی۔ دیوبندیہ کی تکفیر ہوئی۔ انہوں نے کیوں سکوت کیا۔ اور اپنا مذہب ظاہر کیوں نہیں کیا۔ اور علماء حرمین کی طرف رجوع کیوں نہیں کیا۔ اور فتوی رشید احمد وقوع کذب کا چھپا۔ اور اس کے متعدد در طبع ہوئے اور بعد ازاں پندرہ سال تک رشید زندہ رہا۔ کیوں نہیں اشتہار دیا کہ وہ فتوی ہمارا نہیں ہے۔

الحاصل دیوبندیہ کی خباثتیں بہت ہیں۔ ہم کو سب کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ اگر وہ توبہ کر کے زمرۂ اہلسنت میں داخل ہوتے ہیں تو اشاعت کریں۔ وہ ہمارا برادران اسلام ہوجائیں گے خلا رفع ہوجائے گا۔ والسلام۔

اگر آپ کی طرف سے مناسب نہ ہو تو مولانا سید عبد الرحمن صاحب قادری مدظلہ،

کی طرف سے ایک خط متضمن مضمون مذکور برزنجی صاحب کو بھیجدیں۔ کیا عجب ہے کہ راہ راست پر آجادیں۔ ورنہ اتمام حجت ہوجاویں گی۔ بعد ازاں اگر انھوں نے دین میں کوشش کی تو فہو المراد۔ اور اگر سکوت کیا تو یا کچھ خلاف اختیار کیا تو اس وقت غایۃ المامول اور رسالہ حال اور جوابات خلیل کا تینوں رسالوں کا رد عربی میں سید عبد الرحمن صاحب لکھ کر طبع کرا کے متعدد نسخے یہاں بھیجوادیں۔ اللہ مالک ہے اچھا ہی ہوگا۔

سید مامون صاحب بری معزول ہوگئے ہیں۔ وجہ عزل معلوم نہ ہوئی۔ ابھی تک کوئی مفتی الاحناف مقرر نہیں ہوا ہے۔ شیخ السادہ مفتی الشافعہ سید علوی بافقیہ صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ بعد موسم کے مجلس علماء کر کے خلیل کا رد لکھ دیں گے۔ مگر اس کا کچھ ظہور اب تک نہیں ہوا۔ ان کو کچھ علم بھی نہیں ہے۔ اور امیر مالدار آدمی ہیں۔ دین میں سستی بھی ہے۔ اور اتفاق سے ایک ماہ سے علیل بھی رہتے ہیں۔ اور مفسدین روپئے فساد و فتنہ اندازی بھی ہیں۔ میاں معصوم بھی بہت کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت دے ورنہ جلدی سے ہلاک کرے۔ آمین۔

ایک شخص شاہ بہاءالدین نام امروہہ کے رہنے والے عرصہ سے دو تین سال کے بعد یہاں آتے جاتے ہیں۔ اس سال حسب اتفاق ادھر ادھر کا ذکر تھا۔ علماء ہند کا ذکر آیا آپ کا ذکر شریف آیا ہو تو بہاءالدین صاحب نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ احمد رضا خاں صاحب حضرت مجدد صاحب کو کافر کہتے لکھتے ہیں۔ اتفاق سے تمہید ایمان بآیات قرآن پاس رکھی تھی۔ ان کو دکھائی۔ بعد مطالعہ بہت سے ساکت رہے۔ اور نادم ہوئے۔ اور کہا کہ میں ہر سال بریلی میں اپنے مریدین کے جاتا ہوں۔ مگر احمد رضا خاں سے بدظن تھا لہٰذا ان سے ملاقات نہیں کی۔ اس سال ضرور بریلی جا کر ان سے ملاقات کروں گا۔ اب صفائی ہوگئی۔ جو بات سنی تھی غلط نکلی۔ والحمد للہ علی ذالک۔

بہاءالدین صاحب نے رسالہ تمہید ایمان میاں محمد معصوم صاحب کے صاحبزادے کو دکھایا اور کہا کہ آپ لوگوں کا جو خیال ہے وہ غلط ہے۔ ان کو بھی تعجب ہوا۔ پھر بہاءالدین

صاحب نے کتاب ان کو دیدی اور کہا اپنے حضرت والدصاحب کو بھی دکھانا۔ ضرور غالباً انھوں نے دکھائی ہوگی۔ افسوس سب کچھ ہوتا ہے مگر وہی اصرار وہی حق سے انکار ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔

ایک آدمی نے معصوم صاحب سے پوچھا کہ آپ نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں وہابیوں کو مدد کیوں دی۔ اور احمد رضا کے خلاف کیا۔ جیسا کہ مردود خبیث عدو احمد حسین نے اپنے رسالہ خبیثہ "رجوم المذنبین" میں لکھا ہے۔ تو معصوم نے کہا کہ اس نے غلط لکھا ہے اور اس کتاب میں اور بھی بہت کچھ جھوٹ ہے۔ ہمارے پاس بریلی سے ایک خط آیا تھا وہ ہم نے شیبی صاحب دیدیا تھا۔ انھوں نے شریف صاحب کو پہنچا دیا۔ بس اور کچھ مدد ہم نے کسی کی نہیں کی ہے۔

اور ہمارے نزدیک مسئلہ امکان کذب، محفل میلاد، اور قیام وغیرہ مسائل میں دیوبندیہ افراط تفریط کرتے ہیں اور علم شریف میں مولوی احمد رضا خاں زیادتی کرتے ہیں۔ افسوس لوگوں کے سامنے یوں کہتے ہیں۔ اور پھر دیوبندیہ کی تائید میں مصروف ہیں۔ جدھر دیکھو نفاق ہی نفاق ہے۔ ایسے حالات میں دو چار آدمی ہم جیسے کیا کرسکتے ہیں اللہ ہی مالک ہے۔ زیادہ۔

والسلام فقط

احقر العباد احمد علی وفقیر محمد کریم اللہ۔

۱۴ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ



(۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اللھم صلی علی صاحب المعجزات العظیمہ

بعالی خدمت فیض درجت، مجدد وقت حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ۔ روحی فدا، متع اللہ المسلمین بطول لقائہ۔ آمین۔

پس از سلام سنت الاسلام گذارش آنکہ رسالہ شریفہ دولتِ مکیہ پہنچا، سیّد

یاسین صاحب کابلی کی معرفت مفتی احناف سید مامون بری صاحب کے پاس پہنچا ایک ماہ انتظار کیا اور ناکامی رہی۔ بیس روز ہوئے کہ ایک عریضہ رجسٹری بخدمتِ عالیہ بھیجا ہے۔ سب حال عرض کیا ہے۔ بیس روز سے رسالہ شریفہ محمد عزیز وزیر صاحب کے پاس ہے۔ موسم حجاج وزوار ہے۔ ہر شخص مشغول ہے۔ محمد عزیز صاحب سے جب ملاقات ہوئی فرماتے ہیں کہ میرے گھر مہمان ہیں۔ ان کی خاطر داری میں لگا ہوں۔ بعد موسم انشاء اللہ تعالیٰ رسالہ دیکھوں گا۔ جو خدا چاہے گا۔ لکھوں گا۔ اب موسم کا ایک ہفتہ باقی ہے بعد ازاں انشاء اللہ کام ہوجائے گا۔ حضرت مولانا صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے مکہ معظمہ سے دو خط بنام سید محمد سعید وسید محمد عباس رضوان صاحبان بھیج دیئے ہیں[1] والحمد للہ علی ذالک۔ ان خطوط سے بڑا کام نکلے گا۔ سید محمد سعید صاحب نے تو اول ہی کہہ دیا تھا کہ میں نے رسالہ غایۃ المامول کو دیکھا نہیں تھا۔ میرے پاس آیا میں بعد مطالعہ کے اچھا رسالہ جان کر مدح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصور کرکے مہر کردیا ہوں۔ ولیکن سید عباس رضوان صاحب نے اوّل تو کہا تھا کہ ہم نے ـــــ عبارت غایۃ المامول نقل کی ہے اور اس پر مہر کی ہے[2] اب جب ان کو غایۃ المامول کی غلطیوں بد مذہبوں پر مطلع کیا تو ان کو بھی تردد ہوا۔ اور غایۃ المامول کو اول سے آخر

۱ امام احمد رضا بریلوی کے سفر حج پر مولانا سید عباس رضوان نے مختلف علماء عرب سے ملاقاتیں کرائیں۔ سید رضوان کا مدینہ شہر کے جید علماء میں شمار ہوتا ہے۔ آپ فاضل بریلوی کے ساتھ بڑے خلوص ومحبت سے پیش آئے۔ اور شایان شان آپ کا اکرام واعزاز فرمایا۔

۲ غایۃ المامول ایک غیر معروف عالم کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس میں بہت سی اعتقادی وفکری غلطیاں ہیں۔ وہابیوں نے مکر وفریب میں ڈال کر علماء حرمین شریفین سے تصدیقی دستخط کرالئے تھے۔ مگر جب فریب کافور ہوا تو حقیقت آشکارا ہوگئی (الہامات عبدالرزاق ملیح آبادی از نوشاد عالم چشتی مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور) امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بھی دولتِ مکیہ میں جگہ جگہ رد فرمایا ہے۔ (دولتِ مکیہ ص ۲۷۶) ـــــ رضوی غفرلہٗ۔

تک دیکھنے سے انکار ہی کرنا پڑا۔ اور کہا کہ مولوی احمد رضا خاں کیوں اخباروں اور جریدوں میں مشتہر نہیں کرتے ہیں کہ صاف غایۃ المامول نے مجھ پر افترا کیا ہے اور اس کے مولف سے غلطی ہوئی ہے۔

اور کیا سید احمد برزنجی معصوم ہیں۔ ان سے خطا ہونا ممکن نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ ان باتوں کو مخالفین و موافقین دشمنانِ خدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں مانیں گے جب تک کہ آپ دولت مکیہ کا مطالعہ کر کے اس پر تقریظ نہیں لکھدیں گے۔ کہا انشاء اللہ مایکون الاخیر" مولانا صاحب نے مکہ معظمہ سے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے خطوط کی نقل کر کے بریلی کے مولانا کو بھیجدو، بعد ازاں سید محمد سعید صاحب وغیرہ کو دیدینا۔ لہٰذا نقل خط نامی سید محمد سعید صاحب کے ملفوظ عریضہ ہذا اور خط نامی سیّد عباس صاحب کا مضمون واحد ہے۔ نام کا فرق ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مقرظین نے غایۃ المامول کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ برزنجی صاحب کے اعتبار و اعتماد پر مہر کر دی ہے۔ اور اذناب گنگوہ موجودہ اینجا نے زیادہ تر گو خوری کر کے مقرظین کو دھوکا دیا ہے اور اپنے باپ ابلیس کو خوش کیا ہے۔

شیخ فالج رخت حیات برنسبت خداوند کجا رفت بجنت یا بجائے دیگر۔

بتاریخ ۲۹۔ ماہ ذی قعدہ محبی فی اللہ جناب حاجی مولانا مولوی حبیب احمد خانصاحب سلمہ ربہ مع جملہ متعلقین کے مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا کو روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے پہنچائے۔ اور ہمیشہ عافیت سے رکھے۔ یہ صاحب بہت ہی صالح اچھے پکے سنی ہیں۔ ان سے ہم کو بہت انس و تعلق ہو گیا تھا مگر افسوس کہ ان کا یہاں زیادہ رہنا نہیں ہوا۔ دل تو یہی چاہتا تھا کہ یہ ہمیشہ یہی رہتے مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

جناب موصوف نے دو جنی قرض حسنہ لے کر سیّد کابل صاحب کو دیں تھیں وہ کام تو نہ ہوا مگر کابلی صاحب کا منہ تو بند ہو جائے گا۔ اب ہمارے سامنے آنجناب والا کی شکایت تو نہ کریں گے۔ اگر اب بھی کریں گے تو جواب سخت پائیں گے۔ مولوی حبیب احمد

خانصاحب نے بر وقت روانگی فرمایا کہ مجھے آپ لوگوں کا اکرام ضروری تھا۔ کچھ خدمت کرتا اس کے بدلے میں دو جنی قرض معاف کرتا ہوں اور قرض سے آپ دونوں کو بری الذمہ کرتا ہوں۔ اطلاعاً عرض ہے۔

لونٹ کا رسالہ جو حضور والا نے طبع کرایا۔ اس کی سخت ضرورت ہے امید ہے کہ جلد روانہ فرما دیں گے اگر مکرر نسخے ہوں تو بہت اچھا ہے۔

خط مرسلہ مولانا صاحب از مکہ معظمہ سیّد محمد سعید صاحب اور سیّد عباس رضوان کو پہنچا تو سیّد عباس صاحب نے اسی وقت دریافت کیا کہ رسالہ دولتِ مکیہ کہاں کس کے پاس ہے۔ ہم نے کہا کہ بیس روز سے شیخ عزیز وزیر کے پاس ہے وہ مشغول ہیں سید عباس نے کہا کہ بالفعل شیخ عزیز سے واپس لاؤ اور مجھکو اور دوسروں کو دکھاؤ۔ بعد ازاں شیخ عزیز کو دینا۔ جب تک ان کو فرصت بھی ہو جائے گی۔

الحاصل رسالہ شریفہ کو عزیز وزیر سے واپس لیا اور کہا گیا کہ آئندہ آپ کے پاس لائیں گے اور دولت مکیہ سید عباس کو دیا تو انھوں نے کہا کہ اس رسالہ کو سید محمد سعید اوّل سے آخر تک مطالعہ کئے ہیں۔ ان کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ یہ کار دین ہے۔ حق ثابت ہو گیا ہے تو تاخیر کیا ہے۔ جلدی سے اس پر تقریظ لکھیں۔ الغرض سید محمد سعید صاحب کو جا کر دیا اور راب کیفیت بیان کی۔ بس سیّد صاحب کو بہت خوف پیدا ہوا اور کہا جو شخص اوّل قدم اٹھاوے اور تقریظ لکھے گا اس کو بہت اذیت پہونچے گی۔ بہت برزنجی اور بیت مدنی اور بیت اسد کے سب لوگ اسکے دشمن ہو جاویں گے۔ اگر میں اس کام کو کروں تو خوف ہے کہ مجھے شہر بدر کرا دیں گے۔ قصہ کوتاہ سید محمد سعید صاحب کے ساتھ بہت کچھ کلام اور گفتگو سخت سست ہوئی مگر انہوں نے مذکورین کے خوف سے تقریظ لکھنے سے انکار ہی کیا۔ افسوس صد افسوس بعد ازاں سید عباس صاحب رضوان سے سب حال بیان کیا انھوں نے بھی تعجب کیا اور رسالہ اپنے پاس رکھا اور فرمایا کہ میں انشاء اللہ بہت جلد اس رسالہ کو اور غایۃ المامول اوّل سے آخر تک مطالعہ کر کے جو کچھ مناسب ہوگا لکھوں گا دین کے کام میں زید عمرو سے نہ ڈروں گا۔



ا جمادی الاخریٰ سنہ ۳۰ ھ

از محمد کریم اللہ ۔ بجناب اعلیحضرت مجدد دین وملت فداہ روحی وقلبی دام مجدہم ۔
بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، واضح ضمیر انور منور باد بہر دو پلندہ کتب مع نوٹ
ماصہ بتمام خیریت وصول شد جزاکم اللہ تعالیٰ واحسن الیکم ماشاء اللہ وتبارک اللہ ۔
در اعلائے کلمۃ اللہ و در توہین توہین کنندگان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نفس
خود را وقف کردہ ام ۔ مخصوص یکے گرامی نام در شکریہ تقریظ وفتویٰ بنام مولانا الشیخ
یٰسین صاحب تحریر میفرمایند ۔ زیرا کہ مولانا موصوف از عقائد کفریہ رشیدیہ مطلع شدہ
اند ۔ تصریح ایں امر تیسر باشد کہ خود را ایں فرقۂ باطلہ بطرف ائمۃ الکرام بالخصوص سیدنا
ابی حنیفۃ النعمان علیہ الغفران منسوب نمایند ۔ اگر جواب تحریر صدیق زندیق رشیدی مدلل
نوشتہ بعد طبع ایں جانب فرستادہ باشند بسیار مفید برائے اصل سنت خواہد شد ۔ وتمام
علمائے بلدۂ طیبہ را بر خباثت منافقانۂ اینہا اطلاع کلی خواہد گردید

زندیق احمد در عبارت دولت مکیہ تحریف نیز کردہ است لا یعزب عن علمہ
متقال ذرۃ الخ زیادہ کردہ است ۔

علاوہ آنقبلہ آئندہ تکلیف نقدی وغیرہ نفرمایند ۔ زیرا کہ مصارف امر ضروریہ
نزد آں قبلہ بسیار اند ۔ چنانچہ از گرامی نامہ عالیہ معلوم شد ۔ افوض امری الی اللہ ۔
ان اللہ بصیر بالعباد ۔ یکے چیزے مطلوب است کہ از خیریت مزاج وصاج ماہ بماہ
مسرور فرمودہ باشند ۔ بلکہ والدہ مرحوم محمد مدنی اکثر اوقات محض بنا بر دعائے خیریت آں
قبلہ در مواجہہ شریفہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر می شود یکے خاص تعلق ہمراہ آں قبلہ میدارد

علاوہ العلامہ شیخ یوسف بنہانی بقصد مہاجرت تشریف در بلدۂ طیبہ
آوردہ اند ۔ اطلاع دولۃ المکیہ ایشاں را بعض مقرظین مثل مولانا شیخ موسیٰ ازہری صاحب
و مولانا سید محمد عبد الباری رضوان صاحب وغیرہ نمودہ اند ۔ ہمراہ مولانا آفندی محمد توفیق
صاحب العلامہ بنہانی یکے خاص تعلق میدارند ۔ احقر آفندی صاحب وسیلۂ رفتہ است ۔

عبد القادر طرابلسی از احباب بنہانی است از یں جہت جسارت نمی سازم ۔
امید دارم از فضل مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ایں امر نیز بمرام خواہد رسید ۔
بالوثیقی الا باللہ زیادہ ۔ از والدۂ محمد مدنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ قبول باد ۔ والسلام
مع التعظیم والاکرام ۔ محررہ ۱۰ ر جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۳۰ ھ

بعد مولانا شیخ یوسف صاحب کسے از علمائے کبار معلوم نمود کہ اشاعت دولۃ
مکیہ شد ۔ مولانا شیخ عباس تقاضا برائے طبع فرمایند ۔ والسلام ۔



از فقیر احمد علی وکریم اللہ عفا اللہ تعالیٰ عنہما از مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا
۱۴ ر ماہ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۳۰ ھ

بعالی خدمت سراپا برکت مجدد المائۃ الحاضرہ مولانا صاحب قبلہ متع اللہ المسلمین
بطول بقائہ ۔ پس از سلام سنت الاسلام ۔ گذارش آنکہ حضور کے دو پلندہ مع
نوٹ ماصہ اور پانچ نسخ رسالہ نوٹ کی مترجم اور پانچ تجلی الیقین (۱) کے وصول ہوئے
ان کے جواب میں ایک عریضہ مفصلاً مع دیگر کاغذات کے روانہ کیا ہے ۔ ملاحظۂ عالیہ
سے گذرا ہوگا ۔ علماء جاوہ مہاجرین مکہ معظمہ سے ایک صاحب یہاں آئے ہوئے
ہیں ۔ انھوں نے رسالہ شریف کا مطالعہ کیا ۔ تقریظ عنایت کی ۔ اس عریضہ کے ساتھ بھیجی
جاتی ہے ۔ مہر پاس نہیں تھی لہذا انہیں کی اطلاعاً عرض کیا ۔

سابق میں ۵ نسخے مجلہ حقائق کے جسکے ساتھ فتویٰ محمود آفندی طبع ہوا ۔ اور حال
میں تین نسخہ مجلہ بیان کے جسکے ساتھ فتویٰ یاسین صاحب کا طبع ہوا ۔ اور احادیث متواترہ

---

(۱) اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کی مشہور زمانہ تصنیف ہے جسکو آپ نے ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء میں تحریر فرمائی
اور مطبع اہلسنت وجماعت سوداگران بریلی کے زیر اہتمام پہلی بار شائع ہوئی ۔ اب ہند و پاک سے
متعدد بار شائع ہو چکی ہے ۔ تجلی الیقین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل ومناقب پر مشتمل ہے

مولفہ شیخ کتانی ارسال خدمت والا کی ہیں۔ سب کی رسید سے ضرور مطلع فرمادیں کہ تسکین ہو۔ اب دولت مکیہ کے طبع کی بہت ہی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ خدا کرے جلدی سے طبع ہو کر شائع ہو۔

اور دیگر عرض یہ ہے کہ ہم دونوں کی رائے ناقص ہیں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند رسالے مولفہ حضور کے زبان عربی کے طبع ہوجاویں۔ اور ان کی اشاعت ملک عرب حرمین شریفین و شام و مصر میں ہوجاوے۔ بفضلہ تعالیٰ حضور کے بہت سے رسائل ہندی میں طبع ہوئے اور اہل ہند کو فائدہ ہوا۔ مگر اہل عرب کو زیادہ فائدہ نہ ہوا۔ بس صرف ایک رسالہ دولت مکیہ اہل عرب نے مطالعہ کیا۔ جس نے دیکھا خوش ہوا۔ علم وفضل کا قائل ہوا۔ اور دیگر رسالہ مولفہ حضور کا مشتاق ہوا۔ پس اگر اور رسالے عربی بھی طبع ہوجاویں تو بہت اچھا ہے منافقین دیوبندیہ خذلھم اللہ تعالیٰ، کا درس و تدریس زور و شور سے ہوتا ہے۔ کثرت سے طلبہ جمع ہوتے ہیں۔ ضرور ہے کہ بہت کچھ گوخوری و دروغ گوئی کر کے طلبہ کو خراب کرتے ہونگے۔ اگر حضور کے رسائل عربی ہوں اور بعض طلبہ کو ہدیہ اور بعض کو قیمت سے دیئے جاویں تو ضرور فائدہ ہوگا اور دین حق سے بجانب مذہب مخالف مائل نہ ہوں گے۔ حضور کا رسالہ تجلی الیقین بخدا کیا ہی اچھا رسالہ ہے۔ ہندیوں کو بہت ہی اس سے فائدہ ہوگا۔ کاش یہ عربی زبان میں ہوتا تو بہت کچھ نفع متصور تھا

مکرمی مولوی محمد بشیر صاحب مسمّٰی حسین اور خذلہ اللہ تعالیٰ کے جواب الجواب میں ایک تحریر ہندی لکھی ہے ان کا ارادہ یہ ہے کہ ہندوستان کو اہل اخبارات مثل دبدبۂ سکندری وغیرہ کو بھیجیں کہ طبع ہوجاوے۔ محمد بشیر صاحب بہت ہی اہل ہمت ہیں۔ جزاﷲ عنا وعن الاسلام خیرا۔

ایک شخص سید ابراہیم نامی یمن کی طرف کے مدت سے یہاں رہتے تھے درویش صفت تھے۔ اپنے کو چھپائے ہوئے تھے۔ بالکل ہی مسکین کہ غربت کی حالت تھی۔ اکثر اوقات حرم شریف میں بچوں خوردسال کے پاس بیٹھے تھے ان سے ہنسی مذاق کی باتیں کرتے جس سے ظاہر ہوتا مجنوں ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اسی قسم کی انکی حالت تھی۔ الحاصل اس ماہ میں وہ کچھ علیل

ہوئے جب چند روز گذرے۔ تو بعض احباب نے کہا کہ ہم حکیم کو بلاویں یا جاکر حال بیان کریں آپ دوا استعمال کریں۔

بولے۔ انا اروح،
کہا۔ فاین تروح،
بولے۔ اروح بقیع،
کہا۔ متی تروح
بولے۔ اما ربوع۔ اما خمیس

اس لفظ کو مکرر دو تین بار فرمایا۔ پس اسی ربوع کو قریب مغرب انتقال ہوا اور خمیس کو دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور یہ کرامت اخبار بالغیب از جملہ خمس مشہور ہوا۔ اور بعض لوگ بعض تجربوں سے آن کی ولایت کے بھی قائل تھے۔ مگر شہرت نہ تھی۔

وہابیہ دیوبندیہ خذلھم اللہ۔ مسمّٰی حسین احمد و صدیق احمد جو علم شریف کے بارے میں یاسین صاحب کو سوال وجواب بھیجا جسکی نقل ارسال خدمت کی ہے جس روز سوال جواب شیخ یاسین صاحب کو پہونچا انھوں نے دوسری صبح کو حرم شریف میں درس میں وہابیہ مذکور پر تبرا ڈالا جسکی اطلاع پہلے عریضہ میں کی ہے۔ منجملہ اسکے یاسین صاحب نے مجمع میں یہ بھی فرمایا۔ کہ دیکھو کل پرسوں کی بات ہے سب جانتے ہیں۔ کہ سید ابراہیم یمانی ایک معمولی شخص تھا اور حضور کی امت کے صلحا میں سے ایک ادنیٰ شخص تھا۔ اس نے یوں کہا اور وہی ہوا۔ اور خبثاء ایسے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں کلام کرتے ہیں

دیگر عرض یہ ہے کہ مصر سے مردود رشید رضا[1] ہند کو گیا اور ندوہ کا صدر ہوا۔

---

(۱) رشید رضا ملک مصر سے ایک ماہنامہ المنار نکالتے تھے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور قطب مصری کے مداح تھے علماء اہلسنّت کے خلاف اکثر خرافات ماہنامہ میں شائع کرتے۔ مصر کے معروف ادیب و اسکالر ہونے کی حیثیت سے ان کی ایک اہمیت تھی۔ انھوں نے اپنے رسالہ المنار کے ذریعہ وہابیت کی تبلیغ کی۔ ہندستان میں المنار کی مولوی شبلی نعمانی نمائندگی کرتے تھے۔ راقم السطور جب جامعہ

اس نے ندوہ میں جو تقریر کی ہوگی اسکا رد تو حضور ضرور لکھیں گے۔ اگر اس سال اسکا رد عربی میں ہوجائے تو بہت اچھا ہے۔ اس شخص اور اسکی سب جماعت کے ساتھ حضرت شیخ یوسف[۱] نبہانی قبلہ دام فضلہ کا بہت ہی خلاف ہے یہ اسکو تو کافر جانتے ہیں انھوں نے اسکا رد بہت کچھ کیا ہے اور طبع ہوا ہے۔ اگر حضور کیطرف سے بھی اسکا رد عربی میں ہوگا اور یوسف صاحب کو دکھایا جائے گا تو بہت خوش ہوں گے اور باعث اتحاد ہوگا۔ واجب تھا عرض کیا۔

شیخ یوسف صاحب نے اپنی منظومات کو جمع کر کے اپنا دیوان طبع کرایا ہے (۲) اس کا ایک نسخہ مولوی کریم اللہ صاحب حضور کو بھیجتے ہیں۔ اور جواہر البحار مؤلفہ شیخ یوسف صاحب فقیر احمد علی حضور کے واسطے بھیجتا ہے۔ رسید سے مطلع فرمائیں۔ ہر سہ کتب مذکورہ

اشرفیہ مبارکپور میں زیر اہتمام ادارہ تحقیقات حافظ ملت کے مفتی شریف الحق امجدی سیمینار (۱۹۹۴ء) میں شرکت کی غرض سے مبارکپور حاضر ہوا تو دار المصنفین اعظم گڑھ میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں پر المنار کی جلدیں دیکھنے کو ملیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ اگر اسکی تمام جلدوں کی تلاش کی جائے تو اسمیں بھی امام احمد رضا خاں بریلوی کے بارے میں بہت کچھ ملیگا۔ رضوی غفرلہٗ

(۱) حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل بن یوسف بن اسماعیل بن محمد ناصر الدین بن نبہانی فلسطین کی شمالی جانب واقع قصبہ اجزم میں (جو کہ اسوقت حیفا کے حدود میں واقع ہے) ۱۲۶۵ ہجری/۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے عرب کے ایک بادیہ نشین قبیلہ بنو نبہان کی نسبت سے نبہانی کہلاتے ہیں آپ نے جامعہ ازہر قاہرہ میں داخلہ لیا اور محرم ۱۲۸۳ھ سے رجب ۱۲۸۹ھ تک تحصیل علم میں مصروف رہے علامہ نبہانی راسخ العقیدہ سنی مسلمان اور سچے عاشق رسول مقبول تھے۔ آپ کی ۵۲ تصانیف طبع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں۔ آپکا وصال بیروت میں ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء ماہ رمضان کی ابتدا میں ہوا (برکات آل رسول ص ۹ تا ۲۰ از مولانا عبد الحکیم شرف قادری مطبوعہ رضا اسلامک مشن بریلی رجب ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء)۔

یعنی دیوان ایک مجلد اور جواہر البحار دو مجلد بتاریخ ۱۷ ماہ حال ڈاک میں روانہ کردی ہیں۔ اطلاعاً عرض ہے

حضور نے مختار بی کے متعلق جو تحریر بھیجی تھی وہ جب یہاں پہونچی تو ہم کو معلوم ہوا کہ مختار بی شام کو چلے گئے۔ چنانچہ حضور کو اطلاع کی ہے بعد ازاں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ بہت علیل ہوگئے تھے۔ اب کچھ افاقہ ہے اور شام کو نہیں گئے مگر دو تین روز کے بعد ضرور جاویں گے۔ بس ہم نے آفندی توفیق الوبی صاحب قبلہ دام ظلہٗ کو وہ تقریر دیکر ان سے کہا کہ آپ ملاحظہ فرماویں۔ اگر پسند آجائے تو آفندی مختار بی کو دکھلاویں۔ پس انھوں نے عنایت سے قبول کیا۔ اور مطالعہ کیا۔ بہت محظوظ ہوئے۔ اور مختار بی کو کہا اور اس کے مضمون سے مطلع کیا مگر ان کو کچھ اثر نہ ہوا۔

ایک تو مختار بیمار تھے پوری صحت نہ تھی۔ دوسرے سفر قریب تھا۔ دوسرے ہی روز شام کو جانے والے تھے۔ تیسری بشریت نفسانیت نے غلبہ کیا اور قبول نہیں کیا۔ آفندی توفیق کو بھی اس سے بہت افسوس ہوا اور کہنے لگے مجھ سے مختار بی نے اس امر

(۲) علامہ یوسف نبہانی قدس سرہٗ نے سات سو پچاس اشعار پر مشتمل قصیدۃ الرائیۃ الکبریٰ لکھا جس میں دین اسلام اور دیگر ادیان کا تقابل پیش کیا ہے۔ بالخصوص عیسائیت کا تفصیلی رد کیا ہے۔ کیوں کہ عیسائی آئے دن دین اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے تھے۔ دوسرا قصیدۃ الرائیۃ الصغریٰ پانچ سو پچاس اشعار پر مشتمل ہے جسمیں سنت مبارکہ کی تعریف و توصیف اور بدعت کی مذمت کی ہے اور ان اہل بدعت مفسدین کا بھرپور رد کیا جو اجتہاد کا دعویٰ کرتے ہیں اور خدا کی زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ ان قصائد کو آڑ بنا کر بعض کفار اور منافقین نے سلطان عبد الحمید کے کان بھرے کہ علامہ نبہانی ان قصائد کے ذریعہ تمہاری رعایا میں انتشار پھیلا رہے ہیں چنانچہ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں جب علامہ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہیں شاہی حکم کے تحت نظر بند کر دیا گیا۔ (الدلالات الواضحات ص ۱۳۹ از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

میں مجادلہ کیا اور وقت بہت کم تھا دوسرے روز مختار بی یہاں سے روانہ ہوگئے اور شام کو چلے گئے۔ آفندی توفیق کو موقع نہ ملا ۔ دوسری ملاقات نہ ہوئی کہ ان کو دوبارہ سمجھادیں اور ان کو راہ راست پر لاویں ۔ اطلاعاً عرض کیا ۔

اس سال ماہِ مبارک میں شام سے بہت لوگ آکر مولود شریف میں شریک ہوئے ۔ ریل کا کرایہ نصف ہوگیا ہے ۔ ایک سید صاحب کہ احمد جیلانی نام شریف ہے جو دمشق میں جامع شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امام بھی ہیں ۔ ملاقات ہوئی بہت خوبیوں کے مالک ہیں ۔ ظاہر و باطن کے عالم ۔ میں نے اسکو رسالہ شریفہ دیا انھوں نے دو روز میں مطالعہ کر کے واپس دیا اور بہت ہی پسند کیا ۔ اور دوسرے روز یہاں سے چلے گئے ۔ تقریظ کا وقت نہیں ملا ۔ مگر وعدہ کیا ہے کہ گھر جاکر اطمینان سے تقریظ طویل لکھ کر ضرور بھیجونگا ۔ حضور کا پتہ نشان ہم سے دریافت کرلیا ہے ۔ ہم نے چند لفافے پر لکھ کر بھی دیدیا ہے ۔ غالباً ضرور آپ کو خط بھیجیں گے ۔ ان کا ارادہ ہے کہ آپ سے مراسم تعلقات اور ارسال خطوط جاری کریں اور مسائل مشکلہ سے دریافت کرتے رہا کریں ۔

یہ سید صاحب مجلہ حقائق (۱) کے مہتممین سے بھی ہیں ان کے ساتھ حضور کا تعلق ہوجاوے تو اچھا ہے ۔ چند روز کی ملاقات میں بہت سے اوصاف جمیلہ ان کے ہمکو معلوم ہوئے ۔ اگر زیادہ ملاقات ہوتی تو بہت کچھ فائدہ ہمکو ہوتا ۔ مدت اقامت یہاں بہت کم ہوئی ۔

---

(۱) ماہنامہ البیان طرابلس کی طرح مجلہ حقائق بھی عرب دنیا میں بہت مشہور تھا ۔ اسمیں علمی اور تحقیقی مقالات شائع ہوتے اور اکابر علماء کی نظروں سے گذرتے تھے ۔ تاہم اس کے بعض اہل کار اہلسنّت وجماعت سے اختلاف رکھتے تھے اسمیں بھی امام احمد رضا بریلوی کے فتاویٰ اور ان کی تصانیف پر تقاریظ شائع ہوئیں مگر راقم السطور کے پاس کوئی نسخہ محفوظ نہیں ہے ۔ رضوی غفرلہٗ



(۵) ۲۹ شعبان سنہ ۳۰ھ

حامداً ومصلیاً ومسلماً

بعالی خدمت، فیضدرجت، قبلہ وعالم، مرجع خلائق، مجدد المأۃ الحاضرہ، جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ آمین بجاہ سید الاولین والآخرین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

پس از سلام منت الاسلام مع التعظیم والتکریم والاحترام گذارش عاجزانہ والحاحانہ آنکہ اس عریضہ کے ساتھ دو تقریظیں مرسل ہیں اور مسک الختام ہے ۔

والحمد للہ علیٰ ذالک ۔

ایک تقریظ مولانا سید مصطفےٰ صاحب مغربی تونسی مہاجر مدینہ طیبہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً دام مجدہ وفضلہ کی ہے حضرت موصوف کی زبانی معلوم ہوا کہ اینٹھوی عدو احمد کے لوگوں نے اس کا رسالہ خبیثہ سوالات وجوابات ان کو دیئے تھے کہ اس پر تقریظ لکھو ۔ انہوں نے اسکو اول سے مطالعہ کیا اگرچہ بظاہر عبارت مضامین اچھی تھی مگر انشراح صدر نہیں ہوا اور اسکا پورا مطالعہ کرنا نہ ہوسکا ۔ گھر میں رکھ دیا داشتہ آید بکار اور تقریظ وغیرہ کچھ نہیں لکھی ۔

الحاصل یہ صاحب بہت اچھے دیندار عابد زاہد تارک دنیا متقی شخص ہیں ۔ اور وہ عالم فاضل جن کا نام شریف سید محمد مکی مغربی ہے جنھوں نے رسالہ شریف مسمّٰی سیف الربانی فی عنق المعترض [علیہ مایستحقہ] علی الغوث الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ۔ آمین ثم آمین لکھا ہے ۔ وہ ان عمزاد بھائی کے فرزند ہیں ۔ یعنی سید مکی صاحب موصوف سید مصطفےٰ صاحب ممدوح کے بھتیجے ہیں ۔

غرض مقرظ صاحب مشار الیہ بہت ہی اچھے ہیں ۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ۔ انہوں نے رسالہ شریف کی بہت ہی قدر کی ہے ۔ اور مطالعہ کو باعث سعادت جانا اور فخر کرتے ہیں ۔ اور ہملوگوں کا شکر کرتے ہیں اور بہت ممنون احسانمند ہیں ۔ ذالک فضل اللہ

یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

اور دوسری تقریظ شریف کا تو کیا کہنا ہے نور علیٰ نور ہے۔ جامع کمالات صوری ومعنوی نے لکھی ہے۔ اعنی حافظ الاحادیث جدہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم، علامہ فہامہ، فاضل کامل، صاحب تصانیف کثیرہ عالم سید شیخ محمد بن ادریس صاحب مغربی، فاسی جیلانی قادری دامت معالیہ نے توجہ عالی فرمائی ہے

حضرت سلطان الاولیا الغوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورضی عنا بہ آمین کے صاحبزادے حضرت سیدنا سید ابراہیم قدس سرہٗ العزیز نے شہر واسط میں سکونت اختیار فرمائی اور وہیں وفات شریف ہوتی اور تربت شریف ہے۔ ان کی اولاد کرام سے ایک حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملک مغرب کے تخت گاہ شہر فاس میں تشریف فرما ہوئے اور سکونت اختیار کی۔ ان کی اولاد شریفہ سے فاس میں اسوقت بہت سے سادات جیلانیہ قادریہ ہیں۔ اور سب اہل علم وفضل ظاہر وباطن ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب جن کا اسم زرید محمد بن ادریس ہے ماہ رجب میں یہاں زیارت جدہ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تشریف لائے اور اب تک تشریف فرما ہیں غالباً بعد رمضان شریف کے مکہ معظمہ کو جاویں گے اور بعد حج کے وطن کو جاویں گے۔ اور یہ خیال بھی کیا جاتا ہے کہ بطور سیاحت ملک ہند بمبئی وغیرہ شہروں میں جاویں۔ اطلاعاً عرض ہے

ایک رسالہ شرح حدیث شریف "ماء زمزم لما شرب لہ" ان حضرت نے لکھا ہے۔ مصر میں طبع کرایا ہے اسکے متعدد نسخے ساتھ ہیں۔ لہٰذا ایک ایک نسخہ ہم دونوں کو عنایت فرمایا ہے۔ اور ایک نسخہ خاص حضور کے واسطے عطا کیا ہے۔ وہ بھی آج کی تاریخ ڈاک میں بخدمت عالی مرسل ہے۔ بعض لوگوں کے خطوط کے جوابات اور جو تقریظیں بھیجی جاتی ہیں ان کی رسید تو حضور کیطرف سے نہیں آتی ہیں۔ حسب عادت اس خط اور تقریظوں کے جواب ورسید کی امید نہیں ہے مگر حسب عادت ہم بھی عرض کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جواب ورسید سے مطلع فرمادیں۔ اگر شاید حضور سید صاحب جیلانی کو شکریہ کا خط لکھیں اور جلدی سے بھیجدیں تو ان کو مل جاوے گا۔ ورنہ بعد رمضان تو یہ مکہ معظمہ کو جاویں گے۔

سخت افسوس کی بات ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ خذلہم اللہ تعالیٰ حسام الحرمین پر اعتراض کریں اور اس کے دفاع کیواسطے ہم نے چاہا کہ رسالہ تحذیر الناس کا رد شائع ہو جاوے اور اس ملک میں طبع ہو کر شائع ہو جاوے حضور کو اس کے متعلق بہت سے عرائض مع ارسال کئے۔ جواب طلب کئے مگر افسوس صد افسوس کہ جواب سے بہرہ یابی نہیں ہوئی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

برہما سے لیکر کشمیر تک جو اہل اسلام ہیں اور استفتاء بھیج کر دریافت کرتے ہیں تو ان کی سب کی غرض اصلی تحقیق حق اور تائید دین ہوتی ہے اسواسطے ان کے جوابات عطا ہوتے ہیں۔ مقلب القلوب جلّ جلالہٗ ہم کو بھی حق کیطرف مائل کردے اور دنیاوی اغراض کو رفع کرے اور خالصاً لوجہ اللہ تعالیٰ کام نصیب ہوں۔

مقرظین سے جو صاحب ملتے ہیں دریافت کرتے ہیں کہ دولت مکیہ ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔ اب ہم ہر کسی سے یہ کہدیتے ہیں کہ طبع ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ طبع ختم ہو جاوے گی اور رسائل یہاں آکر شائع ہو جاویں گے۔ اور تقسیم ہوں گے۔ زیادہ ادب فقط مورخہ ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ از مدینہ منورہ علی صاحبہا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ۔

العبد المذنب احمد علی القادری ومحمد کریم اللہ
عفا اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت سید ابراہیم صاحب جیلانی بغدادی مدظلہ (۱) سے آپ کی ملاقات ہوئی یا نہیں مطلع فرمادیں (۱) سید مصطفیٰ صاحب مشار الیہ اور سید محمد بن ادریس صاحب قادری جیلانی

---

(۱) سید شاہ ابراہیم جیلانی بغدادی فاضل بریلوی کے قائم کردہ تنظیم کل ہند جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے معاون تھے اپنے شہر مقدس بغداد شریف سے جماعت کیلئے چندہ بھیجا کرتے تھے۔ یہ تنظیم فاضل بریلوی نے ۱۹۲۸ء میں قائم کی تھی اسکی مذہبی اور سیاسی تاریخ پڑھنے کیلئے راقم السطور کی تصنیف تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ (صفحات ۴۶۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی) کی طرف سے رجوع فرمائیں۔ روداد جماعت میں سید ابراہیم بغدادی کا اسم گرامی ملتا ہے۔ رضوی غفرلہٗ

اور سید عباس و سید عبدالباری و دیگر مقرظین بھی سلام کہتے ہیں۔ بالخصوص سید موسیٰ شامی ازہری مدنی تو جب ملتے ہیں کہتے ہیں کیف حال سیدی شیخ جاء مکتوب منہ انشاءاللہ یکون بالخیر۔ اذا ارسلت مکتوباً اکتب منّی سلاماً۔

سید محمد صاحب جیلانی مذکور کی بہت سی تصانیف ہیں منجملہ اسکے ایک تصنیف بہت ہی کمال ہے۔ جامع ترمذی شریف کی شرح لکھی ہے خوب ضبط بسط کے ساتھ۔ بہت ہی طویل ہے۔ ابھی کسی قدر باقی ہے۔ پوری نہیں ہوئی ہے۔ جب پوری ہوگی تو بیس ٢٠ جلدیں ہونگی۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔



الی ــــ مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الی ــــ فقیر احمد علی و محمد کریم اللہ عفا اللہ تعالیٰ عنہما
مورخہ یکم ربیع الآخر ١٣٣٠ھ

حامدًا ومصلیا ومسلمًا

بشرف ملاحظہ اقدس و عالی حضرت مجدد صاحب قبلہ متع اللہ المسلمین بطول بقاءہ آمین پس از السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ گزارش آنکہ ہم دونوں بفضلہ تعالیٰ اب تک بخیر ہیں اور صحت و عافیت حضور والا کی مطلوب ہیں۔

مدت سے صحیفہ گرامی نے شرف نہیں فرمایا ہے تردلاحق خدائے تعالیٰ مانع اسکا سوائے خیر کے نہ کرے، بہت سے عرائض بھیجے ہیں جوابوں سے محروم ہے۔ امید ہے کہ مشرف فرمادیں۔

وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ فتنہ اندازی میں سرگرم ہیں۔ زور شور کثرت سے تعلیم و تدریس ہے بہت سے بندگانِ خدا خراب ہو رہے ہیں فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ حتیٰ کہ حضرت مفتی داغستان صاحب مرحوم کے صاحبزادے یہیں پڑھتے ہیں۔

نصیحۃ للہ تعالیٰ بہت کچھ کہا گیا ان کے والد صاحب مغفور کی تقریظیں وغیرہ دکھائیں لیکن کچھ بھی اثر نہ ہوا۔

فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ان کے شاگردین ہداہم اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے ساتھ بہت مخالف درپے اذیت رسانی ہے، اور ضرب و قتال کو مستعد ہیں واللہ خیر الحافظین۔

جب سے مجلہ حقائق میں محمود آفندی کا رسالہ طبع ہو کر شائع ہوا ہے۔ تب سے وہابیہ خبثاء سخت غیظ میں ہیں اور بعض منافقین نے تقیہ کیا ہے۔ اور مجالس شریفہ میں حاضر ہونا اور خوب ادب تعظیم سے قیام شریعت کرنا شروع کیا ہے۔ اور نجدیوں نے حسب عادت قدیم علماء

شام کو لکھا ہے کہ ہمارے استاذوں مراد جیتین وچنا ہے ہم نے پھر عدواحمد کا رسالہ بجنسہٖ اور حسام الحرمین اور خلاصئہ تحذیر الناس وغیرہ شام کو بھیجدیا ہے۔

اس عریضہ کے ساتھ تتمہ تقریظات بھیجی جاتی ہیں مولوی ہدایت اللہ صاحب بہت ہی اچھے دیندار سچے حنفی قادری ہیں ان کی ملاقات سے بہت ہی دل خوش ہوا حضور کے ساتھ ان کے تعلق، محبت دلی اور خلوص عقیدت ہے اطلاعًا لکھا جاتا ہے ان کی طرف سے استفتاء سوال حضور کی خدمت میں آوے تو ضرور جلد جواب سے سرفراز فرمایا کریں، یہ خاص لوگوں میں ہیں جس روز تقریظ لکھکر عنایت کی اس روز یہاں سے وطن کو روانہ ہو گئے خدائے تعالیٰ خیریت سے وطن پہونچا دے۔

نوٹ:۔ رسائل جلد روانہ فرمادیں اور دولت مکیہ کی طباعت جلد از جلد شروع ہو جائے شائقین بہت ہیں۔ بلکہ آپ کی تشریف آوری کے بہت بہت شائق ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ کی کتاب دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے۔ مگر مخالفین کے کلام جو شیخ کے حق میں گو خوری کرتے ہیں۔

وہ سنکر تشویش ہوتی ہے اگر شیخ یہاں تشریف لاویں اور دولت ملاقات حاصل ہو اور زبان مبارک سے کلام سنیں تو تسکیں حاصل ہو۔ فقط



۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۰ھ

حامدا ومصلیا ومسلما　　　از محمد کریم اللہ وجناب سید احمد علی صاحب عفا اللہ عنہما

بجناب اعلیٰحضرت۔ مجدد دین وملت مدظلہ العالی متع اللہ المسلمین بطول بقائہٖ۔ آمین۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے واضح ہو ہماری خیریت ہے اور حضور کی خیریت بحضور بیکس پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائمًا نیک مطلوب۔ عرصہ سے کوئی گرامی نامہ شرف صدور نہیں فرمایا۔ موانع بجز از خیر ہوں۔ رات دن قلوب تشویش میں ہیں بتاریخ ۲۰ ماہ

صفر المظفر ۱۳۳۰ھ سیدنا ومرشدنا ومولانا فدائے روحی وقلبی حامی دین اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ غلام محی الدین صاحب کا وصال ہو گیا۔ (۱)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حقیر کو صدمۂ عظیم ظاہرًا وباطنًا حاصل ہوا۔ گویا پنجاب ... تعلق من کان الوجوہ ہو گیا۔ احقر سن صغر میں درزمرۂ متوسلین قبلۂ عالم مرحوم شمول ہوا تھا ... جس قدر پاس اہلسنت وجماعت کا ہے تمام توجہ عالیہ اعلیٰحضرت مرحوم کیوجہ سے ہے۔

حضرت قبلۂ عالم صاحب مرحوم مذاہب باطلہ وعاطلہ سے بہت ہی متنفر تھے۔ بالخصوص فرقہ نابنجار کفار شعار دیوبندیہ سے ناخوش تھے۔ اور اس قوم اشرار کے رد میں دائمًا مشغول بجان ودل تھے۔

مگر ذات باری عز اسمہ مستغنی ہے۔ یفعل مایشاء ویحکم مایرید۔ بندہ کی کمر میں اس خبر سے درد پیدا ہو گیا ہے۔ دعا فرمادیں کہ خداوند کریم صبر عطا فرما دے (آمین) اور رضامندی روحانی قبلۂ عالم صاحب مرحوم کی نصیب ہووے۔

علاوہ تقریظ مولانا شیخ موسیٰ ازہری مالکی صاحب وآفندی مختار بیگ صاحب۔ مع تقاریظ رسالہ آفندی محمود صاحب شامی ارسال خدمت عالیہ ہیں۔ مولانا سید موسیٰ صاحب نے بہت ہی قدر دولت مکیہ کی فرمائی ہے۔ عبد القادر طرابلسی کے بڑے دوست ہیں، اس کو خبر دولت مکیہ کی کردی بلکہ تقریظ اپنی اسکو ملاحظہ کرادی ہے۔ کل ہی رسالہ غایۃ المامول طرابلسی نے شیخ موسیٰ صاحب کو مطالعہ کے واسطے دیا ہے۔

اور مختار بیگ بھی محب خاص طرابلسی کے ہیں۔ آپس میں بہت ہی اتحاد ہے۔ آفندی مختار باشوات شام میں سے ہیں۔

---

(۱) خواجہ شاہ غلام محی الدین صوبہ پنجاب کے سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے وہاں آپ کے کافی مریدین ومتوسلین مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی جو امام احمد رضا کے جانثار اپنی بزرگ سے بیعت وارادت رکھتے ہیں۔

بہت ہی دولت مکیہ سے خوش ہوئے۔ مگر اعتراض اعداد پر نافہمی سے جو کیا اس کے خواب میں چند نصوص کتب نقل کر کے خدمت میں حاضر کیں۔ اس پر اعتراض جا ہلانہ کیا۔ اور اعتراض آفندی کو کوئی مقرظین وغیرہ پسند نہیں کرتا ہے۔ بلکہ بندے نے شیخ الکتانی صاحب سے

بھی دریافت کیا فرمایا کہ شیخ سلمہ اللہ کے کلام پر کوئی غبار نہیں۔ آفندی کا اعتراض بیجا ہے۔

الحاصل بعد مطالعہ تقریظ آفندی کے اگر مناسب ہو تو جواب شامی و کافی شبہ آفندی موصوف کا تحریر فرمادیں ورنہ اختیار ہے اگر جواب جلدی تحریر فرمادیں تو بہتر ہے اس واسطے کہ آفندی ایک دو ماہ بلدۃ طیبہ میں مقیم ہے۔ اس کے بعد شام کو چلا جاویگا اب دولت مکیہ مطالعہ مولانا سید عبدالہادی صاحب. بخاری میں ہے۔ بہت ہی خوش مطالعہ سے ہو کر فرمایا کہ وہابیہ خذلہم اللہ تے خلاف اس کے کچھ خبریں سنائی ہیں۔ اور مولانا سید عبدالہادی، مولانا شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی مرحوم سے ایک تعلق رکھتے ہیں۔ (۱)

امید یہ ہے کہ کچھ فرمادیں گے۔ وہابیہ خبثا دیوبندیہ دبرنجا وطرابلسی اپنی حرکت نامرضیہ سے عاجز ہو گئے اور ساکت جسکو منع مطالعہ دولت مکیہ سے کرتے وہ نہیں سنتا

الحمد للہ والف الف صلوٰۃ علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب سے مولانا حامئ دین محمد توفیق آفندی ایوبی نے دولت مکیہ پر تقریظ درج فرمائی۔ طرابلسی بالکل ساکت ہو گیا۔ اور مولانا مولوی محمد بشیر صاحب نے ایک رسالہ واسطے تصحیح کے ڈاک میں حضور کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ واللہ اعلم حضور نے تصحیح فرما کر بمبئی میں روانہ کر دیا ہے ۔۔۔۔ یا نہیں۔ اس امر سے بھی مطلع فرمادیں۔ زیادہ ادب بخدمت متعلیق مدرسہ و حاضرین ... سلام مسنون۔

---

(۱) شاہ نیاز احمد بریلوی روہیلکھنڈ کے معروف بزرگ اور عربی، فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ انکے متعدد دیوان طبع ہو چکے ہیں، ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب بریلوی کے شاہ صاحب پر کئی مقالات ماہنامہ معارف اعظم گڑھ مئی ۹۵ ۱۹ء میں شائع ہو چکے ہیں۔

از طرف مولانا دشیخنا محمد توفیق آفندی[1] کا بالخصوص سلام مسنون قبول ہو۔ اور جب ملاقات ہوتی ہے احوال حضور کا دریافت فرماتے ہیں۔ اور قبلہ سے دعائے خیر کے طالب ہیں الغرض ہمہ مقرظین طالب دیدار فیض آثار ہیں اور سب سے سلام مسنون قبول ہو فقط



از طرف والدہ محمد مدنی

بعد الوف الوف سلام مسنون کے واضح ہو حضور کو روشن ہے کہ والدہ ماجدہ محمد مدنی کی دل و جان و ایمان سے خدمت اہلسنت و جماعت کرتی ہیں۔ میں قبلہ کو خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ عرض کرتی ہوں کوئی تعویز یا کوئی کلام عنایت فرمادیں۔ کہ قادر مطلق فرزند ارجمند صالح عنایت فرمادے

کہ وہ باعث یادگاری ہماری اور خادم اہل السنت والجماعت کا ہو۔ تاکید مزید ہے میں امید کرتی ہوں کہ آپ کی دعائے عالیہ سے خداوند کریم فائز دام کریگا زیادہ مع الاکرام عاجزہ والدہ محمد مدنی (۲)

۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۰ھ از مدینہ منورہ

---

(۱) شیخ محمد توفیق ایوبی انصاری مدینہ منورہ کے مشہور عالم و فاضل تھے اور روضۃ الانور میں مجاور تھے۔ اعلیٰحضرت سے عقیدت و محبت تھی سفر حج و زیارت پر فاضل بریلوی سے ملاقات کا شرف حاصل کیا مولانا توفیق ایوبی نے دولت المکیہ پر ۱۷۵ صفحات پر مشتمل تقریظ تحریر فرمائی اور امام احمد رضا کی علمی جاہ و جلال کو خراج تحسین پیش کیا (الدولۃ المکیہ ص ۴۹ از امام احمد رضا بریلوی مطبوعہ قادری بکڈپو بریلی جون ۱۹۸۶ء

(۲) سید محمد مدنی بریلی تشریف لائے تھے اور یہاں چند دنوں تک قیام بھی رہا اور کچھ تعلیم بھی حاصل کی آپ کی والدہ ماجدہ امام احمد رضا بریلوی سے نہایت درجہ عقیدت رکھتی تھیں اور اپنی پریشانیوں کے حل کیلئے تعویذ وغیرہ بھی طلب فرماتی تھیں (الملفوظ ص ۳۵)



از مدینہ منورہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

از فقیر سید احمد علی و محمد کریم اللہ عفا اللہ عنہما۔

۲۰ ربیع الآخر سنہ ۱۳۳۰ھ

بعالی خدمت، سراپا برکت مجدد الملۃ والدین۔ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ آمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہاں بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے۔ حضور کی خیریت مطلوب ہے۔

عرصہ سے صحیفۂ گرامی نامہ نے مشرف صدور کمال تردد فرما کر معزز نہیں فرمایا ہے۔ سب احباب فکر میں ہیں۔ خدائے تعالیٰ مانع سوائے خیر کے نہ کرے۔ یہاں سے بہت سے عرائض خدمت عالیہ میں ابلاغ ہوئے جواب سے محرومی ہے۔ امید کہ سرفراز فرمادیں۔

آفندی توفیق صاحب ایوبی، انصاری، شامی مدرس مکتبۃ الامدادی حمیدی سلطانی کی تقریظ پہلے عریضہ میں بھیجی تھی۔ بعد ازآں مولوی قاضی ہدایت اللہ صاحب سندھی قادری[1] کی

---

[1] علامہ شیخ ہدایت اللہ سندھی بن محمود الحنفی المٹاروی السندی ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء میں حیدرآباد (سندھ) کے گاؤں مٹاروی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مولوی عنایت اللہ بن محمود اور مولوی محمد علی مٹاروی سے حاصل کی۔ حدیث وفقہ کی کتب الشیخ ولی محمد کاتیاری سے پڑھیں۔

پھر اعلیٰ تعلیم کیلئے حجاج تشریف لے گئے۔ جہاں مدرسہ صولتیہ میں مولانا عبدالسبحان سے ہدایہ پڑھی اور سند حدیث شیخ عبدالحق بن شاہ محمد الہ آبادی اور دیگر علماء سے حاصل کی، آپ نے کئی حج کئے اور کئی رسائل بھی تصنیف فرمائے۔

جس میں سے چار رسائل عربی میں بھی ہیں، مولانا ہدایت اللہ سندھی بیشتر مسائل میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ فتاویٰ رضویہ میں آپ کے استفتاء موجود ہے۔

(نزہۃ الخواطر ص ۵۲۲ ج ۸ ۱م)

تقریظ بھیجی ہے، قاضی صاحب مذکور بہت ہی خوبیوں کے آدمی ہیں وطن کو چلے گئے۔ خدائے تعالیٰ خیریت سے رکھے، اس ملک میں ان کی ذات سے بہت ہی نفع ہے۔

آفندی توفیق صاحب بہت ہی اچھے آدمی ہیں۔ اکثر ملاقات ہوتی ہے۔ آپ کا ذکر خیر ہوتا ہے۔ آپ سے دعا کے طالب ہیں۔ اور فضل وعلم کے قائل ہیں۔ اور لوگوں کے سامنے آپ کی مدح وثنا کرتے ہیں۔

دولتِ مکیہ کے متعلق اول سے اب تک سب کار روائی معجزات صاحب المعجزات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ توفیق آفندی کو عبدالقادر طرابلسی سے اس قدر متعلق ہوتا اور پھر ان کا تقریظ لکھنا اور ازآں ثابت رہنا بڑے تعجب کی بات ہے۔

واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر

عبدالقادر طرابلسی نے ہر چند توفیق آفندی سے کہا کہ ہم سے اور مؤلفِ دولت مکیہ سے مناظرہ ہوا۔ چنین وچناں ہوا مگر ان کو اثر نہیں ہوا۔ اور جواب دیا کہ اس رسالہ میں کچھ خلاف نہیں ہے۔ اور وقت مناظرہ موجود نہیں تھے ہم کو کیونکر یقین ہو۔

اس عریضہ کے ساتھ سید شیخ موسیٰ الدردیری طریقۃً الازہری علماً الشالی اصلاً المدنی اقامۃً کی تقریظ بھیجی جاتی ہے۔ یہ صاحب پیرسال معمر شخص ہیں۔ اور عرصۂ دراز سے یہاں مہاجر ہیں۔ اکثر اہل مدینہ ومہاجرین سے ملاقات ہے۔ بعض وقت طلبہ کو حرم شریف میں پڑھاتے بھی ہیں عدو حسین واحمد خذلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مردود شہاب ثاقب میں ان کا نام لکھا ہے۔ اور ان کو اہل سنت کے مخالفین میں شمار کر کے اپنا موافق سمجھا ہے۔ اب ان کی تقریظ ان خبیثوں پر حجت ہے۔ اور ہمارے واسطے سند ہے۔

ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

حضرت شیخ عبداللہ حنبلی نابلسی اور حضرت شیخ یاسین مصری اور سید موسیٰ ازہری اور سید آفندی عبدالوہاب ارزنجانی کی تقریظیں مخالفین پر حجۃ الزامیہ ہیں۔ کاشکہ دیوبندیہ

خذلہم اللہ تعالیٰ کو تھوڑی سی حیا وغیرہ ہوتی ۔ تو ان کو کچھ اثر ہوتا۔ افسوس کہ ان خبیثوں کو کچھ بھی غیرت وحیا نہیں ہے ۔

اول میں موسیٰ ازہری سے ذکر ہوا تھا کہ وہ کسی قدر ہمارے مخالف تھے۔ اور دولت مکیہ وغیرہ کے مطالعہ کو پسند نہیں کرتے تھے مخالفین خذلہم اللہ تعالیٰ نے ان کے کان بھرے تھے۔ اور گوخوری دروغ گوئی کرکے اپنے موںہوں کو سیاہ کیا تھا ۔ مگر دروغ را فروغ نباشد بالآخر ظاہر ہوگیا ۔ اور شدہ شدہ موسیٰ صاحب کو شوق مطالعہ دولت مکیہ پیدا ہوا ۔ اور باصرار تمام ہم سے طلب کرکے غور سے عرصۂ دراز میں اس کا مطالعہ کیا۔ اور اور بہت فکر سے پندرہ بیس روز میں تقریظ لکھی ۔ اور پھر دو تین بار اس میں تبدیل وتغیر زیادتی کمی کی ۔

بالآخر ۱۔ اپنے ہاتھ سے لکھکر مہر کردی، جو بجنسہٖ مرسل ہے، چونکہ خط مشکل ہے حضور کو شاید کچھ تردد ہو، پڑھنے میں دقت ہو، اوقات گرامی ضائع ہوں لہٰذا اس کی نقل بھی مرسل ہے ۔

سید موسیٰ صاحب ۔ بہت ہی خوش وفرحاں وممنون ومشکور ہیں اور مداح وثنا گو ہیں سب سے زیادہ محبت ان کو ہوئی ہے اور ہر دوست، احباب اہل علم طالب علم سے دولت مکیہ کا تذکرہ کرتے ہیں ۔ جو تقریظین لکھنے والے ہیں ان سے خوش ہیں اور جو منکر ہیں ان پر خفا ہوتے ہیں اور جو اس دولت مطالعۂ دولتِ مکیہ سے مشرف نہیں ہوتے ان کو رغبت دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت استاذ شیخ مؤلفہ سلمہ اللہ تعالیٰ کا کلام مثل کلام ابن عربی وامام رازی کے ہے ۔

شیخ موسیٰ صاحب کو آبائے کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب اقدس میں بہت ہی حسن اعتقاد ہے ۔ ملا علی قاری صاحب سے بوجہ خطا ان کی اس مسئلے میں بہت ہی ناخوش ہیں ۔ اپنی تقریظ میں لفظ اصول کو دو جگہ لکھا ہے ۔ اور سب کو اس کی تاکید کرتے

ہیں یہ جزءِ ایمان ہے ۔ اس کے خلاف خلاف ایمان ہے ۔

سید موسیٰ صاحب نے عبدالقادر طرابلسی سے ذکر کیا کہ ہم نے مطالعہ کیا اور تقریظ لکھی بہت ہی اچھا رسالہ ہے ۔ عبدالقادر نے مثل عادت ان سے بھی کہا کہ ہم سے مناظرہ نہیں چنا ہوا ۔ انھوں نے جواب دیا ۔ عبدالقادر نے سکوت کیا مگر ان کا بیان ہے کہ ہمارے سامنے عبدالقادر نے حضرت استاذ سلمہ اللہ تعالیٰ کے حق میں سخت سست نہیں کہا ۔ شاید عبدالقادر پر رعب ہوگیا یا دہ کچھ ٹھنڈا ہوگیا ۔ کثرت سے لوگ اس کے مخالف ہو گئے اور اس کی کارروائی، دروغگوئی کچھ زیادہ نافع نہیں ہوئی لہٰذا وہ شاید نرم ہوا ہو ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ عبدالقادر کو برزنجی کی طرفداری ہے اور کچھ نہیں ہے ۔ سید یحییٰ صاحب کا فتویٰ ومشفیۂ بجنسہٖ مہری بھی اس عریضہ کے ساتھ مرسل ہے ۔ اول اس کی نقل حضور کی خدمت میں بھیجی تھی اور احتیاطاً اصل یہاں رکھا تھا ۔ اب کچھ حاجت نہیں ہے ۔

اور آفندی محمود عطار کے رسالہ پر فتن تقریظیں ایک سید برہان الدین صاحب حیدرآبادی دوسری قاضی ہدایت اللہ صاحب سندھی، تیسری سید احمد جزائری مفتی مالکیہ کی ہوئی وہ تینوں بجنسہٖ مرسل ہیں اس عریضہ کے ساتھ ۔ اور فتویٰ ومشفیہ پر جو علمائے مصر جامع ازہر نے تقریظیں لکھیں وہ حضور کی خدمت میں اول بھیجدی تھیں ۔

اور حضرت سید یاسین صاحب نے مختصر رسالہ بجواب رد قول گنگوہی جنم کنھیا کے لکھا ہے ۔ وہ بھی بجنسہٖ اس عریضہ کے ساتھ مرسل ہے ۔ اور یہاں مفتی شافعی اور حنفی نے عہد وپیمان اور عزم بالجزم کیا ہے ۔ اور سب علماء، طلبہ کو تاکید شدید کی ہے ۔ کہ ہند کے کسی رسالہ ۔ استفتا، فتویٰ پر کوئی کچھ نہیں لکھے ۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ۔

مولوی محمد بشیر صاحب. سلمہ اللہ تعالیٰ سلام عرض کرتے ہیں۔ انھوں نے ایک کتاب قلمی ڈاک میں آپ کی خدمت میں واسطے اصلاح اور تحریر تقریظ کے بھیجی تھی اس کا جواب نہیں آیا تردد ہے۔ خیال طبع کرانے کا ہے۔ امید کہ جلدی سے مشرف فرمادیں۔

فقیر نے ایک استفتا در باب اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی کل ارض نبی الخ بھیجا تھا (۱) اس کے جواب کا منتظر ہوں۔ رجا کہ ضرور جلدی سے سرفراز فرمادیں۔ جمیع محبین سلام کہتے ہیں، دعا کے خواستگار ہیں، اور دولت مکیہ کے طبع ہونے اور مطالعہ کرنے کے سب لوگ مشتاق و منتظر ہیں۔ اس کا طبع ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ حضور جلدی سے اس کو طبع کرادیں کہ نفع عام ہو۔

ایک شخص آفندی مختار بی نامی جو اصل مثالی ہیں چند سال سے گرمی میں مدینہ منورہ اور سردی میں شام رہتے ہیں ان کو دولت مکیہ دی چند روز میں مطالعہ کرکے تقریظ لکھکر واپس دی۔ مگر ایک اعتراض بھی کیا کہ اعداد متناہی ہیں۔ ہم نے یہاں شیخ حمدان، شیخ کافی، آفندی توفیق ایوبی مولوی عبدالباقی صاحب وغیرہم علماء سے دریافت کیا سب نے کہا ان کو وہم ہے، سمجھ کا قصور ہے۔ اعداد غیر متناہی ہیں۔

جب مختار بی سے کہا انھوں نے کہا نصوص لاؤ زبانی بات مقبول نہیں۔ بالآخر ہم نے بعض نصوص لکھکر ان کو دیں۔ انھوں نے ان کو رد کیا اور اپنی تحریر کی تائید لکھکر ہم کو واپس دی۔ پس

---

(۱) اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن وضعف پر مولانا عبدالقادر بدایونی اور مولوی امیر احمد سہسوانی کے درمیان ایک مناظرہ ہوا مولوی احسن نانوتوی نے مولوی امیر احمد کی حمایت کی اور مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی نے مولانا بدایونی کی حمایت فرمائی الغرض جانبین سے پوسٹر اور کتابوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا مولوی نانوتوی اس حدیث کو حسن اور مولانا بریلوی نے غیر حسن قرار دیا علماء وقت کے فتادی مولانا بدایونی کی حمایت میں گئے مولوی نانوتوی نے تحذیر الناس اسی مسئلہ کے مناظرہ میں لکھی تھی (تفصیل کیلئے دیکھئے) مولانا نقی علی بریلوی از محمد شہاب الدین رضوی مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

ان کی تقریظ وغیرہ سب اس عریضہ کے ساتھ مرسل ہے۔ حضور مختار بی کو جواب شافی کافی سے مطلع فرمادیں تو اچھا ہے یہ شخص بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ میں سمجھ کا قصور معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بڑے لوگوں میں ہیں باشا کے خطاب کے نیچے بی کا خطاب ہے، لفظ بی کی عزت و مرتبہ لفظ آفندی سے زیادہ ہے زیادہ ادب فقط سید محمد جعفر کتانی مغربی مہاجر مدنی منورہ کی احادیث متواتر میں ایک تالیف ہے، طبع بھی ہوئی ہے، قاضی مولوی ہدایت اللہ صاحب نے دو نسخہ خرید کرکے ایک مجھ کو ہدیہ دیا۔ میں اسکا تبرکاً مطالعہ کرتا ہوں۔ بعد مطالعہ ڈاک میں حضور کی خدمت میں بھیجدونگا۔ شاید کام آوے۔ میرے پاس زیادہ کارآمد نہیں ہے (احمد علی کے یہاں)

جناب محبی مولوی محمد کریم اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے پیر و مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت ہی عالم، فاضل پکے سچے سنی حنفی تھے۔ ملک پنجاب میں ان کی ذات شریفہ سے بہت ہی فیض تھا۔ افسوس صد افسوس! بلکہ ہزار افسوس کہ ان کا وصال شریف ہو گیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون ط

حضرت حجاج اہل بریلی کی خیریت سے وطن پہونچنے کی خیر اب تک معلوم نہ ہوئی تردد ہے امید کہ مطلع فرمادیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی وعلی رسولہ الکریم ۱۷ رمضان ۱۳۳۰ھ

بعالی خدمت سراپا برکت، قبلہ عالم، مرجع خلائق، امام العلماء والعاملین، رئیس الفضلاء والکاملین۔ مجدد المائۃ الحاضرہ جناب مولانا وسیدنا وشیخنا اسید الفراد شیخ احمد رضا خان صاحب قبلہ

متع اللہ المسلمین بطول بقاءہ آمین!

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ گذارش یہ ہے کہ یہاں بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے بہر حال شکر ہے اور صحت وسلامتی وتندرستی ذات بابرکات ستودہ صفات آنجناب والا کی مطلوب عرصہ درازا ور مدّت مدیدہ سے صحیفہ گرامی نامہ عالی کی تشریف آوری نہیں ہوئی سخت تردد ہے، خدائے تعالیٰ عز سلطانہ وعم نوالہ مانع سوا خیر نہ کرے آمین۔

اس جانب سے بہت عرائض وکتب وغیرہ وتقریظات وتصدیقات حضرات علماء کرام کے پیش کش خدمت عالیہ کی ہیں مگر تاہنوز سب کی جواب ورسیدات سے محرومی ہے از حد تعجب ہے۔ باعثِ تحریر عریضۂ ہٰذا یہ ہے جناب مرحوم ومبرور مولوی محمد بشیر صاحب نے جو کتاب عربی میں سیوف المسلمین علی الوہابیۃ المردودین لکھی تھی اور ارادہ تھا کہ ملک عرب یا شام مصر میں طبع کرا کے شائع کرادیں۔ اس کا انجام ان کی زندگی میں نہیں ہوسکا بعد ان کی رحلت شریف کے ہم نے اس کو مولوی حافظ نور محمد صاحب کو جو شاگرد وخلیفہ حضرت مولانا وسیدنا جناب مولوی عبد الحق صاحب قبلہ مدظلہ العالی ہیں۔ جو بنارس کی طرف موضع رسرا میں ساکن ہیں اور وہاں ان کا ذاتی مطبع ہے برائے طبع بھیجدی ہے اور اس کی مصروف کو توکل علی اللہ اپنے ذمہ لیا ہے مولیٰ تعالیٰ جل شانہ جلد سے جلد ضرور اس کتاب کو طبع کرا کے شائع کرادے۔ آمین

اور مولوی صاحب مرحوم مذکور نے دو تحریریں ہندی جو بجواب ہر دو خط لا مذہب فیض آبادی حسین احمد مولف شہاب ثاقب کے لکھے ہیں۔ انہیں سے ایک

مطبع دبدبۂ سکندری میں طبع ہوگئی والحمد للہ علی ذالک اور دوسری تحریر کا مسودہ ہوا تھا اور بعد ازاں مرحوم نے اس کو صاف کرنا شروع کیا تھا نصف کا مبیضہ ہوا تھا کہ بیمار ہوگئے اور وفات شریف ہوگئی اور وہ ناکام رہا مرحوم نے بروز وفات خود اس ناتمام مسودہ کو اور لامذہب کے دونوں خطوں کو اپنی کتب میں سے تلاش کرا کے نکلوایا اس حالت میں کہ سانس اکھڑ چکی تھی وقت رحلت قریب تھا ہم کو دیا اور فرمایا کہ یہ خطوط ہیں اور یہ اس کا جواب ہے۔ زیادہ بات کرنے کی طاقت نہیں تھی مگر قرینہ اور ظاہری حالت سے یہ سمجھا گیا کہ مقصود یہ ہے کہ بعد وفات میرے کے اس کو پورا کر کے طبع کرا کے شائع کرنا۔

پس ہم نے اس ناتمام مبیضہ کو سید غلام حیدر صاحب کو کہ مولوی بشیر صاحب کی اکثر تحریرات یہی کرتے تھے دیکر اور ایک روپیہ اجرت لکھوائی دیکر اس کو پورا کامل کرالیا ہے۔ اور اس عریضہ کیساتھ بھیجا جاتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ طبع ہو کر شائع ہوجائے مطبع اہل سنت میں یا کسی دوسرے مطبع میں طبع ہوجائے تو بہت اچھا ہے اور لامذہب فیض آبادی کے دونوں خط اور مولوی بشیر صاحب ہاتھ کا مسودہ یہاں ہمارے پاس داشتہ آید بکار موجود ہے۔ بظاہر یہاں اس کی حاجت معلوم ہوتی ہے۔ اگر حضور فرمادیں تو وہاں بھیج دیا جائے اطلاعاً عرض کیا۔ اور ہم لوگوں کے اور جملہ مقرظین کے یہ خوشی ہے کہ دولت مکیہ جلدی سے طبع ہو کر شائع ہوجائے تو اچھا ہے۔

زیادہ ادب والسلام مع الکرام۔ جمیع حضرات سلام عرض کرتے ہیں

فقط، مورخہ ۱۷ رمضان شریف ۱۳۳۰ھ روز پنجشنبہ

از مدینہ منورہ علی صاحبہا صلوٰت اللہ والسلام

فقیر احمد علی قازری وکریم اللہ۔ عفا اللہ تعالیٰ عنہما۔ آمین



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

۱۰ ربیع الآخر سنہ ۱۳۳۰ھ

از فقیر احمد علی قادری و محمد کریم اللہ عفا اللہ تعالیٰ عنہما ۔

بعالیخدمت سراپا برکت فیض درجت قبلۂ عالم مرجع خلائق محی سنت ماحی بدعت مجدد الملۃ والدین حضرت علامہ الامام جناب الاستاذ الہمام مولانا وسیدنا وشیخنا مولوی احمد رضا خانصاحب متع المسلمین بطول بقائہ آمین

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مع غایۃ التعظیم والتکریم والاحترام گذارش آنکہ سابق ایک عریضہ بہت ہی تفصیل کیساتھ بھیجا تھا ۔ اس میں تقریظ شیخ یوسف نبھانی صاحب کی بھی تھی اور خیال تھا کہ تقاریظ تمام ہو گئیں مگر نہیں ہوئیں ۔ بعد ازاں سات تقریظیں جدید ہوئیں ۔ تین علماء مدینہ منورہ کے اور تین علمائے شام کے اور ایک عالم صاحب ہندی محمود نالی کے جملہ ساتوں ارسال خدمت والا کی گئیں ، جواب سے سرفراز فرمادیں ۔ ایک نسخہ مجلد یہاں کا بھیجا ہے اس میں تقریظ یوسف نبھانی صاحب کے مطبوع ہے ۔ ملاحظ فرمادیں ۔ علماء شام کی دو تقریظیں شیخ عبدالحمید و شیخ عبدالقادر خطیب صاحب کے بحسن سعی جناب سید احمد صاحب طرابلسی مدنی کی ہوئے ہیں ۔ اور شیخ رمضان صاحب کی تقریظ بدل خاں کی کوشش سے ہوئی ہے ۔

فاضل علامہ مولوی شیخ مفتی محمود بن صبغۃ اللہ صاحب ۔ برادر قاضی عبیداللہ صاحب مدراسی بعد حج کے یہاں آئے ہیں ایک سال رہنے کا ارادہ ہے ۔ ان کی تالیف ایک رسالہ شریفہ مسمی مسلک معظم جو انھوں نے اپنے شیخ مرشد مولوی محمد مظہر صاحب دہلوی مجددی نقشبندی

(۱) کے رسالہ مسمی درمنظم واثبات جواز واستحبات توسل وزیارت مولد وقیام کی شرح لکھی ہے اور خوب ہی اچھی لکھی ہے ۔ مدراس میں طبع بھی ہوئی ہے ہمارے پاس بھی نسخہ ہے اس کے مطالعہ سے ان سے محبت وخلوص تھا ۔ جب یہاں آئے ملاقات کی ان کو دولت مکیہ دی بہت خوش ہوئے مطالعہ کیا اور قدر دانی سے تقریظ لکھی ۔ علماء مدینہ منورہ ایک تقریظ سید عمر صاحب کی دوسری جناب فاضل علامہ حضرت سید احمد صاحب کی موصوف اب مستقل مفتی مالکیہ از طرف حکومت ہو گئے سرکار سے معاش معقول بھی مقرر ہو گئی ہے ، سابق میں سرکار سے معاش نہیں تھی ۔ صرف مفتی حنفی وشافعی کو معاش تھی اب ان کو بھی ہو گئی ہے اگرچہ فتویٰ نویسی کرتے تھے ۔ مگر حکومت سے کچھ تعلق نہ تھا ۔ اب از احکام شمار ہیں اور آٹھویں تقریظ تاج الدین صاحب کی اس عریضہ کیساتھ مرسل ہے ۔

شیخ عبدالحمید صاحب رسالہ شریفہ کو مع جملہ تقاریظ شام کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں وہاں علمائے شام کی تقاریظ کرائیں گے ۔ عنقریب سید احمد صاحب مدنی طرابلسی مذکور کا بھی

---

(۱) :۔ مفتی مظہر اللہ دہلوی ۱۵ رجب المرجب ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء کو دہلی میں ولادت ہوئی آپ نسباً فاروقی مسلکاً حنفی اور مشرباً نقشبندی مجددی تھے ۔ قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ معاصرین علماء سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کی ۔ اس کے بعد ذاتی مطالعہ سے مختلف علوم وفنون میں وہ کمال پیدا کیا کہ بادشاید بالخصوص فن فتویٰ نویسی ہی وہ مہارت پیدا کی کہ معاصرین میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا ۔ مختلف علوم وفنون میں متعدد تصانیف ہیں ۔ حضرت سید صادق علی شاہ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت فرمایا ۔ آپ کے مریدین ہند و پاک میں ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ مفتی مظہر اللہ محدث دہلوی متقدمین اہل سنت وجماعت کے مسلک پر عمل پیرا تھے حضرت مجدد الف ثانی کے اخلاف کرام اور امام احمد رضا بریلوی کی اولاد امجاد خلفاء کبار اور تلامذہ سے خصوصی تعلقات تھے علماء دہلی آپ کے مثالی تقویٰ تبحر علمی اور حق گوئی وبے باکی کے دل سے معترف تھے ۔ آپ جامع مسجد فتحپوری دہلی کے امام وخطیب بھی تھے ۔ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (کراچی) آپ کے فرزند ہیں ۔ ۱۴ شعبان ۱۳۸۶ھ / ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۶۶ء کو انتقال ہوا (حیات مظہری ص ۱۳ ، ۴۲ از ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۷۴ء) ۔

خیال ہے کہ شام کو جائیں اپنے بعض منافع کی غرض سے اور سعی امور دین میں بھی فرمادیں یعنی دولت مکیہ کی تقاریظ کے متعلق بھی کوشش فرمادیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

سید تاج الدین صاحب نے بھی اس امر دین کی کوشش کا پورا وعدہ باصرار تمام و بتکرار کیا ہے غالباً وفا کریں گے ۔ اس وقت بہت سے علماء شام یہاں آئے تھے ۔ اور سب نے چاہا تھا کہ ایک جگہ جمع ہو کر ایک یا دو ، تین جلسوں میں دولت مکیہ کو سنیں اور جملہ تقاریظ لکھدیں اور سید احمد طرابلسی نے اس کام میں بہت کوشش کی خدائے تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے ۔ مگر جب سید عبد القادر طرابلسی شبلی کو خبر ہوئی اس نے حسب عادت بدزبانی کی بیہودہ گوئی ، افتراء پردازی سادات وغیرہ کی ۔

الحاصل کسی قدر اس کو بھی اپنی کوشش میں کامیابی دین کی بربادی حاصل ہوئی بعض علماء کو تردد و توقف ہو گیا ۔ اس میں سے بعض نے تو محض تحریر تقریظ کیا اور عذر عدیم الفرصتی کا کیا اور وعدہ کیا کہ جب ہم وطن شام پہونچیں اور رسالہ ہم کو ملے غور سے فرصت میں مطالعہ کریں تب دیکھا جائیگا ۔ اور دو علماء نے اس مضمون کے تقریظ لکھدی کہ بوجہ عدیم الفرصت کے اس کتاب کو بعض محل سے دیکھا اچھا پایا ۔ پس ہم نے وہ تقریظیں واپس دیں اور کہا کہ ہمارے کارآمد نہیں ہے بلکہ مضر ہین ۔ رسالہ شام پہونچے گا اس وقت آپ کا دل چاہے تو اول سے آخر تک مطالعہ کر کے تقریظ لکھدینا ۔

دمشق ، شام میں شیخ بدر الدین صاحب محدث کا حال تو بہت سے لوگوں سے معلوم ہوا کہ تقریظ وغیرہ نہیں لکھتے ، بلکہ فتویٰ بھی نہیں تحریر کرتے ، کوئی شخص بالمشافہ سوال کرے تو قولی جواب دیتے ہیں ، اور گاہے گاہے کسی شاگرد کو کہدیتے ہیں ۔ کہ فلاں سوال کا جواب لکھدو ، مسائل کو بھیجدو ۔ چنانچہ ہم لوگوں نے قول مردود گنگوہی ملعون تشبیہ محمود صاحب سے بالتکرار سوال بھیج کر جواب طلب کیا تو اپنے تلمیذ خاص حضرت علامہ شیخ محمود صاحب عطاء کو امر کیا اور انھوں نے رسالہ لکھکر سال گذشتہ میں دمشق ، شام ، مجلہ حقائق میں طبع کرا کر شائع کیا ۔ جزاہما اللہ فی الدارین خیرا ۔

پس خیال تھا کہ سید تاج الدین صاحب بھی مثل اپنے والد صاحب کے تقریظ سے انکار کریں گے ۔ الحاصل رسالہ ان کو دیا مطالعہ کیا اور دیگر اہل شام نے بھی مطالعہ کیا اور پسند کیا اور تقریظیں لکھیں ۔ اور سید تاج الدین صاحب سے بھی کہا ۔ الغرض سید صاحب نے وعدہ کیا کہ میں تقریظ لکھوں گا ابھی جلدی کیا ہے ۔ میں تو چنداں یہاں مقیم ہوں ۔ الحاصل امروزہ ، فردا کرتے کرتے ایک ماہ کے بعد تقریظ لکھدی ۔



مورخہ ۱۱ ربیع الاخر ۱۳۳۱ھ ۔ عرض دیگر از احمد علی عفی عنہ

جب کہ مولوی محمد کریم اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ نے شیخ یوسف نبہانی دام فضلہ کی تقریظ ۔ کے بارے میں بہت کچھ کوشش کی اور بمضمون من جد وجد کے کامیابی ہوئی فقیر نے یہی خیال کیا کہ کوئی اچھا کام کر دوں ۔ جس سے محبین کو خوشی ہو ۔ سال گذشتہ میں اہل مجلۃ البیان ، (۱) نے بلا طلب زبردستی ہم کو شریکوں میں داخل کیا اور ہر ماہ نسخہ مجلۂ البیان ، کا میرے نام بھیجنا شروع کیا میں نے اس سے علیٰحدہ ہونے کا حیلہ کیا ۔ اور حضرت شیخ یاسین قبھاری صاحب دام فضلہ کا رسالہ طبع کے واسطے بھیجدیا اور بعد طبع کے شرکت اور خریداری چند نسخ کی خواستگاری کے ۔ الغرض اہل مطبع نے اس طبع میں رسالہ مذکورہ طبع کیا جس سے وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کو بہت رنج و ملال اور محبین سلمہم اللہ تعالیٰ کو

---

(۱) ماہنامہ البیان ملک شام (طرابلس) سے نکلتا تھا ، یہ رسالہ عرب دنیا میں امام احمد رضا بریلوی کے زمانہ میں شائع ہوا کرتا تھا ۔ البیان کے ۱۳۳۱ھ میں شام کے علامہ و فاضل علامہ شیخ سید یوسف نبہانی کی تقریظ شائع ہوئی ہے اس رسالہ میں الدولۃ المکیہ پر لکھی گئی تقریظ کا شائع ہونا تاریخی اہمیت کا حامل ہے علامہ یوسف نبہانی نے یہ تقریظ اسوقت تحریر فرمائی جب آپ مدینہ منورہ (۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء) پہونچے وہاں پر مولانا سید عبد الباری نے آپکو امام احمد رضا کی تصنیف پیش کی تھی ۔ البیان اور تقریظ کا عکس آخر کتاب میں دیکھ سکتے ہیں (معارف رضا ۴ ، ۱۴ ص ۱۵ ، مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۱۴۱۵ اور ۱۹۹۴ء)

سرور ونشاط ہوا تھا والحمد للہ علی ذلک ۔ جملہ آٹھ روپے خرچ ہوئے تھے ۔ اس سال ارادہ تھا کہ مجلہ مذکورہ سے شرکت سے انکار کر دوں گا ۔ اس کے واسطے یہ حیلہ نکالا کہ شیخ یوسف نبہانی صاحب کی تقریظ مع اضافہ بعض تقریرات اول و آخر اس کی از طرف خود کر کے بطور رسالہ برائے طبع مجلد والوں کا بھیجا اور لکھا کہ اگر یہ حالاً جلدی سے طبع ہو کر جلدی شائع ہو تو میں شریک ہوں ۔ اور مثل سالِ گذشتہ بیس نسخوں کا خریدار بھی ہوں ورنہ نہیں ۔ اور چونکہ مجلہ بیان والے لوگ رشید رضا مصری کی جماعت کے لوگ ہیں اور شیخ یوسف نبہانی سے عداوت رکھتے ہیں ۔ لہذا خیال پختہ تھا کہ شاید وہ انکار کریں گے ۔ اور مجھ کو شرکت سے برأت ہو جائیگی ۔ بعد ازاں اس رسالہ کو شام کے کسی طبع میں طبع کرا کر شائع کر دیں گے ۔ ہم کو ایک نسخہ معمولی اور بیس دوسرے بقیمت پانچ روپیہ کے بھیجدیئے ہیں منجملہ اس کے ایک پرچہ حضور والا کی خدمت اقدس میں بھی بھیجدیا ہے ۔ باقی دیگر احباب اہل ہند کی خدمات میں بھیجنا شروع کر دیا ہے ۔ آہستہ آہستہ سب بھیج دیئے جائیں گے ۔ پانچ روپیہ قیمت بیس نسخوں کی اور تین روپے شرکت سالانہ کے جملہ آٹھ خرچ ہوئے ۔ مگر یہ کام بہت اچھا ہو گیا ۔ یہاں بھی اکثر احباب خوش ہوئے بلکہ شیخ یوسف نبہانی صاحب بھی دیکھ کر خوش ہوئے ۔ والحمد للہ علیٰ ذالک میں نے جو چاہا ۔ سو ہو گیا ۔ اطلاعاً عرض کیا ۔

مجلہ والوں نے ایک پرچہ میں تحریر کیا تھا کہ آفندی سید رشید رضا مصری کی رحلت الہند عنقریب طبع ہونے والی ہے ۔ خیال ہوا تھا کہ اگر طبع ہو جائے اور اس کا نسخہ ہاتھ آئے تو شیخ یوسف صاحب کو دکھا دیں کیونکہ اس میں ضرور وہابیہ دیوبندیہ کی مدح وثنا ہو گی ۔ پس میں نے مجلہ والوں کو خط بھیجا کہ اگر رحلت الہند طبع ہو تو اس کے چند نسخے بقیمت ہم کو بھیجدو ۔ بعد ازاں انھوں نے ایک نسخہ بھیجا اور لکھا کہ یہ نسخہ ہم کو آفندی رشید کی طرف سے ہدیہ آیا تھا ہم تم کو ہدیۃً بھیج دیتے ہیں رحلت مذکورہ عربی زبان میں ہے اور ہند میں علی گڑھ میں فارسی خط میں طبع ہوئی تھی

انھوں نے قدر قلیل دیکھ کر واپس دی اور کہا بس بس معلوم ہو گیا رشید رضا ل مضل ہے وہ جن کی مدح وثنا کرے وہ لوگ بھی ضال مضل ہوں گے اور زیادہ مطالعہ کی حاجت نہیں ہے ۔ دیگر احباب نے بھی کچھ کچھ مطالعہ کیا اور آئندہ کریں گے ۔ داشتہ آید بکار مگر افسوس اس امر کا ہے کہ حق ظاہر ہوتا جاتا ہے مگر ضعف ایمان بڑھتا جاتا ہے ۔ جیسا کہ چاہیئے وہابیہ کیساتھ ظاہر و باطن بیزاری نہیں کرتے ہیں ۔

شیخ بدر الدین صاحب محدث شام کے فرزند خلف الصدق سید تاج الدین صاحب ماہِ مبارک ربیع الاول شریف میں ہمراہ اہلِ شام بعادت تشریف لائے مولوی محمد اعظم حسین صاحب بھوپالی (۱) کے مکان پر اترے ان کیساتھ دس آدمی تھے ۔ ہم نے ان سب کی دعوت کی جس میں فقیر احمد علی کے چھ سات روپے اور باقی محبی مولوی محمد کریم اللہ صاحب کا خرچ ہوا ۔ علاوہ ازیں بھی بعض بعض اشیاء خوردنی وغیرہ مولوی صاحب اور فقیر نے بھی ان کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیں ۔ وہ حضرت ایک مہینہ سے زیادہ بھارت رہے اور مولوی صاحب دوسرے تیسرے روز آتے جاتے رہے الحاصل ان سب

---

(۱) مولانا شاہ اعظم حسین محلہ کابُ گنج خیر آباد میں ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۶ء میں ولادت ہوئی آپ کے والد لطیف حسین صدیقی فوجی قیادت اور امور سیاست کے ماہر تھے ۔ اور بھوپال میں ملازم تھے ۲۲ یا ۲۳ ربیع الاول ۱۲ ۱۲۱۲ھ کو بھوپال ہی میں فوت ہو گئے ۔ آپ نے میر قطبی مولانا سید نبی بخش ابن عبد الوالی سے پڑھی رام پور میں مولانا عبد الحق خیر آبادی سے خصوصی علوم عقلیہ کا درس لیا ۔ تکمیل علم کے بعد کلکتہ میں ماہنامہ فارسی کے ایڈیٹر رہے ۔ پھر بھوپال گئے اور وہیں مستقل ملازمت اختیار کر لی ۔ آپکو محفل میلاد شریف سے غایت عشق تھا ، ہر ہفتہ اپنے گھر میں مجلس میلاد منعقد کرتے تھے ۔ آپ نواب عبد اللطیف کے عہد میں منشی مقرر ہوئے ، ۱۳۲۶ھ میں استعفیٰ دیکر مدینہ منورہ جالبے حرم شریف نبوی میں حدیث شریف کا درس دیتے اور باقی کتابیں گھر پر پڑھاتے تھے ۔ آپکا سلسلہ بیعت و ارشاد مدینہ ، شام و دمشق وغیرہ کافی وسیع تھا ، ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں وصال ہوا جنت البقیع میں دفن ہوئے (سیرت شیخ اعظم حسین از مولانا محمد حسین)

کوششوں اور اخراجات کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیخ تاج الدین صاحب نے دولت مکیہ شریف پر تقریظ اپنے ہاتھ سے لکھی۔ برائے ملاحظہ ارسال خدمت اقدس ہے مہران کے پاس موجود نہیں تھی مگر خیال ہے کہ آئندہ تقریظ مذکور کے نقل شام کو بھیجدیں گے اور اس پر ان سے مہر طلب کریں گے۔

رجب مبارک اور مولد شریف میں کرایہ ریل کا نصف ہو جاتا ہے لہذا اہل شام و مصر بکثرت آتے ہیں۔ علماء شام میں سے تین نے تقریظیں لکھی تھیں۔ عریضہ سابق بھیج دی تھیں۔ پہونچی ہونگی ملاحظہ علیہ سے گزری ہونگی۔ والحمد للہ علی ذلک جواب سے سرفراز فرمائیں۔ فقط۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۸ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ سیما علی ابنہ الغوث المغیث وسلم

امابعد [illegible] ضعیف کم صبر احمد علی رام پوری قادری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

[illegible] رحمت، قبلہ امام، مرجع خلائق، ماحی بدعت، موید سنت، مجدد الوقت، امام کبیر، مولانا و سیدنا الشیخ السید احمد رضا خاں متع اللہ المسلمین بطول بقاء،

السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ

ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں ایک عریضہ حضور کی خدمت میں بھیجا تھا۔ مفصلاً حالات عرض کئے تھے۔ بعدازاں اب تک بوجہ کثرت افکارات کے فرصت تحریر عریضہ کی نہیں ملی۔ بہت [illegible] اور ہموم و غموم لاحق رہے اور رہیں اور واللہ اعلم کب تک رہیں گے۔ [illegible] سے ستایا بالآخر بہت ذلت کیساتھ بالکل دب کر صلح کرنے بغیر چارہ نہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ثم انا للہ وانا اللہ راجعون۔ صلحنامہ کی نقل ارسال خدمت اقدس ہے۔ حضور کو اس کے ملاحظہ سے سخت ملال ہوگا۔ مگر مشیت الٰہی میں کیا چارہ ہے۔ [illegible] جو در پیش ہوئے اور صدمات ہم نے اٹھائے اس کی کیفیت کسی

قدر تفصیل کیساتھ عرض کرتا ہوں۔ اگرچہ باعث ملال خاطر والا ہوگا۔ مگر بغیراز بیان چارہ ہی نہیں چند باتیں بطور تمہید بھی عرض کرنا ضروری۔

(۱) مولوی حسین احمد مولف شہاب ثاقب کا برادر خورد مسمّٰی محمود احمد نے اس بلدۂ طاہرہ میں مکتب ترکی میں ترکی سیکھیں۔ اور امتحان دیکر محکمہ قضا میں محرر ہوگیا۔ قاضی صاحب اور نائب قاضی۔ اور سررشتہ دار صاحب جملہ اہل محکمہ محمود مذکور سے خوش ہیں۔ اور طرفدار ہیں۔ بالخصوص سررشتہ دار یعنی باش کاتب ابراہیم مرئی مدنی خطیب مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوات والسلام محمود مذکور سے بہت ہی خوش ہیں۔ محمود مذکور ابراہیم مذکور باش کاتب کے ہاتھ کے نیچے کام کرتا ہے۔ باش کاتب مذکور کو اس سے بہت راحت ہے اھ

(۲) مولوی حسین احمد مذکور بہت ہی خلیق اور حلیم مزاج اور ملنسار اور خوشامد کرنے والا شخص ہے۔ اور ذکی ذی علم ہے۔ اور بہت محنت و مشقت کرتا ہے۔ تمام دن درس و تدریس میں مشغول اور بہت ہی سادہ مزاج اور طلبہ کیساتھ خوش مزاج اور بعض لوگوں کو ان کے گھروں پر جاکر پڑھانے کی بھی عادت ہے۔ الحاصل شخص مذکور سے بہت سے اہل مدینہ اور مہاجرین اہل بخارا و قازان بہت ہی خوش ہیں۔ اور مداح ہیں۔ اور اغوات خدام حرم شریف سے بھی چند خواجہ سرایان شاگرد ہیں۔ اور بہت ہی طرفدار ہیں، ان کی وجہ سے جمیع اغوات حرم شریف کو حسین احمد مذکور کی پاسداری و خاطرداری ہے اور خواجہ سراؤں کی حرم شریف میں حکومت ہے اور حکام کے یہاں عزت اور سنوائی ہے

۳ ماہ ربیع الاول شریف میں محمود مذکور محرر محکمہ قضا کا نکاح ہوا۔ بہت دھوم اور تکلف سے طعام ولیمہ ہوا۔ اکثر معززین اہل مدینہ منورہ اور علماء و مشائخ مہاجرین مدعو تھے سب نے جاکر کھایا۔ اور مولود شریف پڑھا گیا۔ اور قیام بھی ہوا۔ گویا اس امر کا ثبوت تھا کہ ہم لوگ قیام شریف کے مانع نہیں۔ جو ہماری طرف منسوب ہے۔ وہ سب افترا ہے۔ اس شادی کے پندرہ روز کے بعد دوسری شادی ہوئی۔ یعنی حسین احمد کے برادر کلاں مسمّٰی صدیق احمد کا نکاح ہوا۔ صدیق احمد مذکور نکاح کے چالیس روز بعد بعارضہ ہیضہ فوت ہوگیا

ہیضہ بطور مرض وبا کے اکثر لوگوں کو شہر میں ہوا ہو نہیں تھا ۔ بلکہ خاص شخص مذکور کو ہوا اور فوت ہو گیا اور کسی کو نہیں ہوا ۔ شہر میں سب امن و امان رہا ۔ اس ایک شخص کے سوا اور کسی کو سنا نہیں گیا کہ اس سال ہیضہ ہوا ہو اھ ۔

(۴) مولوی حسین احمد اور اس کے اعوان و انصار مدت دراز سے اس فکر میں تھے کہ ہم لوگوں کو اذیت پہونچادیں مگر پورا موقع ان کو نہیں ملتا تھا ۔ اور ہم لوگوں کی طرف سے جوان کو تکلیفیں پہونچی تھیں ۔ ان کو سمجھتے تھے اور ہر وقت فکر میں اور بدلہ لینے کی کوشش میں تھے ۔ مگر ہمارے ساتھی لوگ مولوی محبی کریم اللہ جانباز فی سبیل اللہ اور عبداللطیف صاحب ۔ مولود خواں نے دشمن کانتواں حقیر و بے چارہ شمرد کا بالکل خیال نہیں کیا اور ہمیشہ وقتاً فوقتاً موقع بموقع مجلس تمام و خاص و مکان و بازار اور حرم شریف میں اور دوست دشمن حجاج مجاورین اہل بلدہ ہر کس و ناکس کے سامنے اہل دیوبند کو برا کہنا شروع کر دیا ۔ بسا اوقات نصیحت کی اور منع کیا مگر انہوں نے اس فقیر ضعیف بے صبر کا کہنا نہیں فرمانا ۔ اور باعث اجر و خیر جان کر کوشش کرتے رہے ۔ اور لوگوں کے ساتھ خلاف و دشمنی بڑھتی گئی اھ

(۵) اور سب سے زیادہ خراب کام یہ ہوا کہ مولوی محبی کریم اللہ جانباز فی سبیل اللہ کی زبان پر یہ کلمہ چڑھ گیا اور تکیہ کلام ہو گیا کہ جو شخص ان وہابیوں دیوبندیوں کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے ۔ اور جو شخص ان سے ملا اور آمد و رفت رکھے وہ بھی وہابی ہے ۔ اور میں وہابی کو خنزیر سے بدتر جانتا ہوں ۔

(۶) مولوی عبداللطیف مولود خواں کا مجالس میلاد شریف میں وعظ ہوتا ۔ اس میں وہابیہ پر بہت کچھ تبرا اور اس کے ساتھ یہ بھی بیان ہوتا تھا کہ پنجاب میں ایک مولد صاحب تھے ۔ ان کی ایک مسجد تھی ۔ اس مسجد میں وہابی داخل ہو جاتا تھا تو وہ اس مسجد کے فرش کو نجس جانتے تھے اور پانی سے غسل کراتے تھے ۔ اور وہ مولوی صاحب کہتے تھے کہ اکذب الکذاب بخاری ہے امام بخاری بہت خراب آدمی تھا ۔ والعیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ اھ

(۷) ایک شخص ہندی مہاجر سید شوکت حسین نالی نے مولوی حسین احمد سے مصافحہ کیا

حرم شریف میں اور مولوی عبداللطیف صاحب دیکھ رہے تھے ۔ بعد ازاں شوکت حسین نے عبداللطیف صاحب سے آکر مصافحہ کرنا چاہا تو انھوں نے کہا تمہارا ہاتھ نجس ہو گیا ۔ وہابی سے مصافحہ کر کے ۔ شوکت حسین نے اس گفتگو سے حسین احمد کو اطلاع دی ۔ اھ

(۸) علیٰ ھذا القیاس بادل خان صاحب بھی حرم شریف میں ریاض الجنہ اور صف اول میں شباک شریف کے متصل اکثر وہابیہ پر سخت تبرا کرتے تھے ۔ وہ خبریں ان لوگوں کو پہونچتی تھیں ۔ بسا اوقات ان سب حضرات کو یہ فقیر ضعیف کم صبر کم ہمت منع کرتا تھا ۔ مگر یہ صاحبان اس نصیحت کو قبول نہیں کرتے تھے ۔ اھ

(۹) بعض ہندی مہاجرین یہاں ہیں وہ دیوبندیوں سے بہت کچھ ظاہری محبت اور راہ و رسم رکھتے تھے ۔ اور جب غیبت میں ان سے دریافت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں ۔ اور فلاں فلاں وہابی ہے مگر ہم دنیاوی غرض سے ان سے ملتے ہیں جس طور ہند میں ہندوؤں سے ملتے تھے ۔ ہم نے ان کا مذہب فاسد اختیار نہیں کیا ۔ پس محبی مولوی محمد کریم اللہ جانباز فی سبیل اللہ ان لوگوں کو بھی سخت سست کہتے تھے ۔ الحاصل بالعموم ہندی مہاجرین ہم لوگوں سے مخالف اور دیوبندیوں کے ساتھی ہوئے ۔ بالخصوص مولوی محمد کریم اللہ جانباز فی سبیل اللہ کے ساتھ سخت عداوت ہو گئی ۔ اور بارہا انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں پھر بھی کریم اللہ ہم کو کہتا ہے کوئی موقع آوے گا تو ہم بھی خوب بدلہ لیں گے ۔ اذیت پہونچاویں گے ۔

(۱۰) جب آفندی محمود صاحب دمشقی نے رسالہ لکھا اور گنگوہی کی مشابہت کنہیا کو رد کیا ۔ اور وہ رسالہ مجلہ حقائق میں طبع ہوا ۔ اور دیگر فتاوی بھی گنگوہی کے قول کے رد میں جمع ہوئے تو محبی مولوی کریم اللہ جانباز فی سبیل اللہ نے حسین احمد کیساتھ چھیڑ شروع کی ۔ اور مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم سے اس کو خطوط بھجوائے ۔ اور باہم خطوط آئے گئے ۔ اور بالآخر ایک تحریر مولوی بشیر صاحب کی اس فقیر نے در دبدبہ سکندری والوں کو بھیج دی اور طبع ہو گئی مع خط اس فقیر کے ۔ اور پرچہ اخبار مذکور یہاں آیا اور حسین احمد کے ہاتھ لگا

اس میں مولوی بشیر صاحب نے نسب میں بھی طعن کیا ہے۔ پس حسین احمد وغیرہ کو سخت رنج پہونچا ھ

(۱۱) دنیاوی حیثیت بھی حسین احمد وغیرہ کا معاملہ بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ سامانِ دنیاوی بہت کچھ جمع ہے۔ دو تین مکان عالیشان تیار ہوئے۔ تجارت بھی تیار ہو رہی ہے جدہ اور شام سے کثرت سے مال آتا ہے۔ اور فروخت ہوتا ہے۔ ریاست بھوپال وغیرہ سے معاش ماہواری بھی ہے۔ غرضکہ امیری کارخانہ ہے۔ اور یہاں ہم لوگوں کے پاس سوائے تہہ دستی کے کچھ نہیں۔ زیادہ امارت ہماری یہ ہے کہ کسی کا قرض نہ ہو۔ اور ایسا زمانہ کہ قرضداری نہ ہو بہت کم گذرتا ہے۔ گھروں میں ماہ دو ماہ کا خرچ ہونا تو ہمارے حق میں مشکلات بلکہ محالات سے ہے۔ یہاں جی مولوی محمد کریم اللہ صاحب جانباز فی سبیل اللہ تو سخت عسرت سے گذران کرتے ہیں۔ بسا اوقات ایک ایک ماہ تک گوشت ترکاری خریدنے کا اتفاق نہیں ہوتا ہے۔ سالہائے گذشتہ میں مکہ معظمہ سے حضرت جناب عبد الحق صاحب قبلہ مدظلہ کیطرف سے مدد ہوتی تھی۔ اس سال اس طرف سے بھی سکوت ہے۔ اکثر اہلِ خیر اہل ہند مولانا صاحب کے پاس کچھ بھیجتے تھے، تقسیم کے واسطے، اس سال ان لوگوں نے نہیں بھیجا ہو گا۔ غرضکہ اس قدر تکلیف اٹھانا، اور عسرت سے گذر کرنا۔ اور پھر دین کے کام میں پورے طور سے مضبوط رہنا اور جان لگا دینا اور عزت و آبرو کی پرواہ نہ کرنا مولوی کریم اللہ صاحب کا ہی کام ہے۔ مجھ سے نہیں ہو سکتا ہے۔ اور زمانہ مساعد نہیں۔ فائدہ مرتب نہیں۔ اس واسطے اور بھی پست ہمتی ہے۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔

(۱۲) استنبول میں حریت ہونے کے بعد اس کا اثر یہاں بھی کچھ ہوا ہے (۱) اور نئی نئی

---

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے ترکی علماء سے بہتر روابط و تعلقات تھے۔ ترکی کا شہر استنبول کو یہ فخر حاصل ہے وہاں پر مشاہیر علماء و مشائخ اور محدثین گزرے ہیں۔ استنبول میں اس ؎

باتیں نکلیں۔ منجملہ ان کے ہے کہ چند مجلیس مقرر ہوتی ہیں من جملہ ان کے ایک مجلس تعزیرات ہے۔ اس کو مجلس تعزیرات شرعیہ بھی کہتے ہیں۔ شرع شریف کے موافق فیصلہ ہونا تو مشکل ہے۔ مجلس محکمۂ قضا میں ہے۔ اس کے چار رکن علمائے اہل مدینہ میں سے ہیں چاروں خطبا میں سے ہیں۔ دو شافعی دو حنفی ہیں۔ ایک آفندی زاہد خطیب حنفی۔ دوسرے آفندی احمد کیخلی خطیب حنفی تیسرے آفندی سید ذکی خطیب بن سید احمد برزنجی مفتی شافعیہ سابقاً۔ چوتھے آفندی عمر کردی خطیب شافعی یہ چاروں نوجوان کم عمر شخص ہیں۔ یہ تو اعضائے مجلس تعزیرات ہیں۔ اور نائب قاضی صاحب اس مجلس کے رئیس ہیں۔ پس جملہ امورات متعلقہ فوجداری کا فیصلہ مجلس مذکور سے ہوتا ہے۔ ان پانچوں کی رائے سے جو بات طے ہو جاوے اس پر قاضی صاحب دستخط کر دیتے ہیں اور بعد ازاں احکام جاری ہو جاتے ہیں۔

محافظ صاحب جو مدینہ منورہ کے باشر ہیں جن کا نام بصری باشر ہے۔ وہ بھی ان مجلس والوں کے ساختہ پرداختہ میں زیادہ دخل نہیں دیتے۔ کیونکہ یہ لوگ ان کی ہی رائے اور تجویز سے ہیں۔ غرضکہ آج کل سارے مدینہ منورہ کی حکومت ان چار شخص مذکورین کے ہاتھ میں ہے۔ نائب قاضی رئیس مجلس اور نیز قاضی صاحب بھی اکثر

؎ وقت بھی مذہب اسلام اور سنیت کے فروغ وارتقاء کے لئے بہت کچھ ہو رہا ہے۔ مرد مجاہد علامہ حسین بن حلمی نے اپنے ادارہ مکتبہ حقیقیہ سے سیکڑوں کتابیں عربی، فارسی، انگریزی اردو اور ڈچ زبان میں شائع کیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ پوری دنیا میں اس کو مفت تقسیم کر رہے ہیں مکتبہ حقیقیہ کی ایک شاخ امریکہ میں بھی خدمت دین مصروف ہے علامہ حسین حلمی کے والد ماجد نے فاضل بریلوی سے حرمین میں ملاقات کی تھی۔ علامہ حسین حلمی بذات خود فاضل بریلوی کے کارناموں سے بے حد متاثر ہیں۔ الدولت المکیہ، حسام الحرمین، فتاوی وغیرہ امام احمد رضا کی تصانیف شائع کیں اور مفت تقسیم فرمائیں اللہ تعالیٰ سایہ دراز فرمائے اور ملت سنیت کو فروغ بخشے (آمین

امور میں ان پیاروں کی موافقت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ باہر کے لوگ ہیں شہر کے حالات سے پورے خبردار نہیں۔ اھ

(۱۳) سید ذکی صاحب اگرچہ رجل صالح اور واقعی اچھے آدمی ہیں۔ مگر بشر ہیں مظہر کا ان کے والد سے خلاف ہے۔ وہ بھی کسی قدر مکدر خاطر ہیں مگر زیادہ تعصب نہیں اور دیوبندیہ کے بالکل طرفدار اور معین نہیں۔ یہ بڑی ان کی دینداری اور عالی ہمتی ہے مگر دوسرے لوگوں اعضائے مجلس مذکور بالکل دیوبندیہ کے طرفدار ہیں۔ اور ہمارے مخالف آفندی اراہد صاحب تو شیخ عبدالقادر طرابلسی شبلی کے شاگرد ہیں۔ لہذا حسین احمد وغیرہ کی اعانت کرتے ہیں۔ اور احمد کیغلی اور عمر کردی صاحبان تو حسین احمد کے شاگرد ہیں اور بالکل طرفدار ہیں۔ بالخصوص عمر کردی صاحب تو جان سے حسین احمد کے دوست ہیں اور سراسر طرفدار ہیں۔ اور عمر کردی مفتی حنفی مامون برتی صاحب کے بھانجے اور داماد بھی ہیں۔ اور بڑے دانا اور لسان اور چالاک ہیں۔ مفتی صاحب بھی حسین احمد کے بالکل طرفدار ہیں۔ اور عمر کردی صاحب کے نائب قاضی صاحب کے بہت ہی دوست ہیں۔ اھ

پس جب یہ امور مذکورہ بالا جمع ہوں۔ یعنی ہم لوگوں کے یہ حالات ناداری اور علاوہ اس کے جماعت نہیں اور باوجود اس کے ہم لوگ ان کو طرح طرح سے ستاویں۔ اور ان کے یہ حالات ہوں۔ یہ کچھ سامان مہیا ہوں۔ پھر وہ کیوں خاموش رہیں۔ کیوں برسر پرخاش نہ ہوں۔ کیوں بدلہ نہ لیویں۔ اور رسید بلائے ناگہانی آسمانی نازل ہوئیں جس کا ذکر ابھی آتا ہے۔ تمہیدات تمام ہوئیں۔ اور اب اصل مدعا عرض کرتا ہوں۔

بلائے ناگہانی:۔ ایک شخص ہندی رام پوری مسمّٰی عبدالرحیم نابینا۔ مادر زاد عرصہ دراز سے مکہ معظمہ میں مہاجر ہے۔ گاہے گاہے مدینہ طیبہ کو بھی آتا ہے، زبان دراز ہے۔ باتیں بہت کرتا ہے۔ مگر سنی حنفی ہے۔ مکہ شریف میں دو تین وہابیہ کیساتھ تکرار اور مارپیٹ بھی کی اور نوبت حکومت تک پہونچی۔ قدرے قلیل حوالات رہکر رہا ہوتا گیا۔ وہ اس سال ماہ جمادی الآخر کو یہاں آیا۔ اور مکہ معظمہ میں ایک شخص مولوی مظہر حسین صاحب

مہتمم ریاست بھوپال مشہور وہابی نے عبدالرحیم مذکور سے کہا تھا کہ مدینہ منورہ میں مولوی حبیب اللہ صاحب سے والد حسین احمد ہمارا سلام پیام کہدینا۔ عبدالرحیم اعمٰی جس روز یہاں پہونچا تو بعد عصر حرم شریف میں مولوی عبداللطیف صاحب مولود خواں سے ملا۔ اور مولوی حبیب اللہ کو دریافت کیا۔ عبداللطیف نے حسب عادت حبیب اللہ اور اس کے فرزندوں کی خوب ہجو کی۔ عبدالرحیم بھی بہت غضبناک ہوگیا۔

القصہ اسی روز بعد مغرب بواسطہ ایک شخص کے حرم شریف میں عبدالرحیم نے حبیب اللہ سے ملاقات کی۔ اور کہا مولوی مظہر حسین وہابی نے تم کو سلام کہا ہے۔ شاید تم بھی وہابی ہوگے۔ حبیب اللہ نے کہا تو رافضی ہے جو ہم کو وہابی کہتا ہے۔ الحاصل جانبین سے گفتگو ہوئی۔ بالآخر عبدالرحیم نے ہاتھ چلایا۔ اور مجمع عام میں حرم شریف میں حبیب اللہ کو دو تین چپت اور گھونسے لگائے۔ اور فقیر احمد علی اور مجی مولوی کریم اللہ جانباز فی سبیل اللہ کو عبدالرحیم نابینا کے آنے سے اطلاع نہیں ہوئی۔ اور اس روز بعد نماز مغرب میں اور مجی حرم شریف سے نکلے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ بعدازاں یہ واقعہ ہوا۔ جب میں عشاء کی نماز کو گیا معلوم ہوا کہ آج فلاں شخص آیا ہے۔ اور اس نے یہ حرکت کی ہے پس سنتے ہی درد دل پیدا ہوا۔ اور خیال کیا کہ مصیبت آوے گی۔ دوسرے روز صبح کو میں نے کریم اللہ صاحب سے ذکر کیا تو ان کو معلوم ہوا۔ اس وقت تک وہ بالکل بے خبر تھے اور رشد نی امر۔ اس پر طرّہ یہ ہوا کہ اس واقعہ کے دوسرے روز ایک عورت نے مولوی کریم اللہ صاحب کے یہاں کچھ کھانا کیا۔ چند مساکین کی دعوت کی۔ اس میں مولوی صاحب نے حماقت سے عبدالرحیم مذکور کو بھی بلایا۔ گویا خود اپنے ہاتھوں اپنے اوپر مقدمہ قائم کیا اور خود اس میں شرکت کے قرائن پیدا کئے۔ اور اسی پر صبر نہیں بلکہ مولوی صاحب نے بعض لوگوں کے سامنے کہنا شروع کیا کہ حبیب اللہ کی اولاد بڑی بے حیا ہیں کہ اندھے نے ان کے باپ کو حرم شریف میں پیٹا۔ اور انہوں نے نابینا کو قید نہیں کرایا۔ اور ادھر اکثر ہندیوں مہاجرین نے موقع پاکر اور اہل مدینہ منورہ احباب حسین احمد نے بھی ترغیب و تحریض کی اور برانگیختہ

کیا اور سب نے کوشش بلیغ کی۔ قصہ کوتاہ ۱۱ ماہ جمادی الآخر کو عبدالرحیم اعمیٰ محبوس کیا گیا۔ مجلس تعزیرات میں مقدمہ دائر کیا۔ بالآخر ۱۳ روز کے بعد اس کو قید ہوئی اور بعد ازاں رہا ہوا۔ اس ۱۳ روز میں تین بار اہل مجلس نے عبدالرحیم کو جس میں سے طلب کر کے دریافت کیا اور ترغیب و ترہیب کی اور خوب ہی تفتیش کی اور سعی بلیغ کی اس امر میں [illegible] ہوے کہ میں نے یہ کام کریم اللہ اور احمد علی کے مشورے اور کہا ہے مگر اس دیندار نے بار بار صاف حق و صدق کہا اور جواب دیا کہ یہ کام میں نے بلا مشورہ کسی کے کیا ہے۔ شدنی امر تھا مجھ سے ہو گیا۔ میں نے مدینہ منورہ میں محض زیارت شریف اور حصول ثواب کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ نہ اس واسطے کہ لوگوں پر افترا کر کے اپنے نفس کو [illegible] کردوں۔ اور بے گناہوں کو پھنسا دوں۔ مجھ کو اگر دائم الحبس کر دیں راضی ہوں مگر کسی پر افترا نہ کرونگا۔

الحاصل اعمیٰ مذکور تو رہا ہوا۔ بعد ازاں دوسری عرض ہم لوگوں پر دی اور بہت سے دعاوی کیں اور پوری کوشش خرچ کی۔ اور ہم لوگوں کو کسی طرح کی کسی نے مدد نہیں دی [illegible] نے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ عرضیٔ مذکور حسین احمد اور اس کے یاور محمود نامی کی جانب سے مضمون اس کا یہ تھا۔ کہ بعض ہندی مہاجرین ہمارے مخالف ہیں۔ اور سات برس سے ہم کو طرح طرح سے برا برا کہتے اور کہلاتے ہیں۔ ان میں بعض کے نام ظاہر کرتے ہیں۔ بعض کے پھر آئندہ۔ یعنی سید احمد علی، و محمد کریم اللہ و فیض محمد، و عبد اللطیف وغیرہ۔ پس یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں ہم کو اور ہمارے مشائخ کو وہابی، کافر، فاسق، مشرک وغیرہ الفاظ سے عام و خاص مجلسوں میں یاد کرتے ہیں۔ اور اہل مدینہ اور مہاجرین اور حجاج اور ہمارے شاگردوں کے سامنے ہماری اور ہمارے مشائخ کی ہند کے لوگوں کو ہم سے بدظن کرتے ہیں اور اخباروں میں طبع کراتے ہیں۔ چنانچہ دبدبۂ سکندری میں ایک تحریر طبع ہوئی۔ (۱)۔ اور بہت سے خطوط بھیجکر ہم کو

(۱) شاہ فاروقی حسن نے نواب رام پور کلب علی خاں کے حکم سے ایک ہفت روزہ بنام دبدبۂ

اذیت دی۔ غرضکہ سات برس سے ان لوگوں کا رات دن یہی کام ہے۔ اور ہم لوگوں نے موافق سلف صالحین کے بہت ہی صبر کیا۔ مگر یہ لوگ فتنہ و فساد سے باز نہیں آتے اور بالفعل اعمیٰ عبدالرحیم نے جو ہمارے والد کیساتھ حرکت کی۔ اس کے محرک بھی یہی لوگ ہیں۔ قرینہ یہ ہے کہ کریم اللہ نے اس واقعہ کے دوسرے روز عبدالرحیم کی ضیافت کی۔ پس ہم لوگ حاکم شرع سے چاہتے ہیں کہ اس بلدۂ طاہرہ کو ان مفسدین کے شر سے جو اہل علم و فضل و اہل صلاح کو اذیت رسانی میں مشغول ہیں پاک کرے۔ اور ان لوگوں کو سزا دیوے۔ اور ہم لوگ پکے حنفی سنی ہیں۔ اور خاص محض خدمتِ علوم دین کے واسطے ہم نے اپنے ملک کو چھوڑا ہے۔ اور خدمتِ دین میں مشغول ہیں اھ ایک شخص فیض محمد نام ہندی ہے اس کی کچھ خدمت حرم شریف میں بھی ہے۔ وہ بھی ہر کسی کے سامنے دیوبندیہ کو سخت سست الفاظ سے یاد کرتا تھا اھ۔

الحاصل ہم چاروں کی طلبی محکمۂ تعزیرات میں ہوئی۔ اور بتاریخ پانچویں اور چھٹی اور ساتویں ماہ رجب تین روز تک ہم لوگ حاضر ہوئے۔ اور ایک روز تین گھنٹہ اور

---

[۴] سکندری جاری کیا۔ اولاً فاروق صابری ایڈیٹر رہے۔ ان کے انتقال کے بعد شاہ فضل حسن صابری فاروقی نے ایڈیٹر کی ذمہ داری پوری کی۔ اور ۹۸ رسال تک دبدبۂ سکندری کو حسن و خوبی چلاتے رہے۔ شاہ فضل حسن صابری کے فاضل بریلوی سے دوستانہ مراسم تھے۔ امام احمد رضا کے فتاوی۔ مضامین، اعلانات اور خبریں امام کے شیوخ عظام، اساتذہ کرام، تلامذہ و خلفاء صاحبزادگان اور جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی سے متعلق مضامین اور خبریں اپنے اخبار دبدبۂ سکندری میں پورے اہتمام سے شائع فرمائے جس کے نتیجہ میں آج اخبار میں علماء اہلسنت بالخصوص فاضل بریلوی اور رضائے مصطفےٰ کے متعلق مضامین اور نادر و اہم معلومات کا ذخیرہ موجود ہے کہ جس پر کام کرنے کیلئے طویل عمر درکار ہے۔ شاہ صابری فاروقی نے فاضل بریلوی کی حیات ظاہری میں وصال سے دس سال پہلے ۱۳۳۰ھ
۲ ۱۹۱۲ء میں ایک سوانح اور تاثرات مضمون تین قسطوں میں شائع کیا۔ پہلی قسط ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۳۰ھ یکم اپریل ۱۹۱۲ء بروز دوشنبہ شمارہ ۱۵ جلد ۴۸ میں شائع ہوا۔ رضوی غفرلہٗ

دوسرے تیسرے روز پانچ پانچ گھنٹہ وہاں حاضر رہے۔ بطور حوالات رہے اور تین دن میں ہم چاروں کے طرف اظہار ہوئے۔ اور اگرچہ یہ کام اظہار نویس کا تھا۔ مگر خلاف قانون آفندی عمر کردی نے مخالفین کی خاطرداری سے ہمارے ذمہ مقدمات ثابت کر دینے کی غرض سے خود اظہار لئے۔ اور سختی کیساتھ گفتگو کی سب سے پہلے اس فقیر سے اظہار لیے۔ قبل دریافت اور قبل بیان فقیر کے عمر آفندی مذکور نے اس سگ درگاہِ جیلانی کو سخت سست الفاظ سے مثل وغیرہ کلمات سے سرفراز کیا۔ شاید مدت دراز سے اس فقیر کے آباؤاجداد کو ایسے انعامات نہیں ملے ہونگے۔

جب فقیر نے ان کا یہ غصہ دیکھا سوائے نعم نعم اور سیدی سیدی کہنے اور بہت نرمی اور خوشامد سے گفتگو کرنے کے چارہ نہ پایا۔ اور فندی مذکور نے کہا کہ تم لائق اس کے ہو کہ سفر کرا دیئے جاؤ گے اور سخت حبس کئے جاؤ گے۔ ایسے بڑے عالم فاضل حسین احمد کو چنین وچناں کہکر فساد کرتے ہو۔

حسین احمد کی ذات سے خلق خدا کو نفع کثیر ہے۔ وہ کام دن میں تدریس میں مشغول ہے۔ تم لوگوں کے مدینہ میں رہنے سے کیا فائدہ ہے؟ سوائے فتنہ و فساد کے میں نے نعم یاسیدی کہا۔ اور عاجزی سے کلام کیا۔ بعدازاں انہوں نے اظہار نویس سے کہا لکھ۔ اور خود مجھ سے پوچھتے اور گفتگو کرتے اور بعدازاں اظہار نویس سے کہتے ایسا اور ایسا لکھو

دریافت کیا حسین احمد عالم ہے یا نہیں؟

عرض کیا ہے۔

تجھ سے زیادہ علم ہے یا نہیں؟

یاسیدی ہے۔

حرم شریف میں درس کرتا ہے یا نہیں کرتا ہے؟

کرتا ہے

فائدہ خلق ہے یا نہیں؟

بظاہر تو ہے مگر ممکن ہے کہ باطن میں نہ ہو۔

کیا شرع ظاہر ہے۔ یہاں اہل کشف کا قول درکار نہیں۔

دریافت کیا تو عالم وفاضل ہے۔ ہر اک مسئلہ کو خود سمجھ سکتا ہے یا مقلد ہے علماء کا؟

عرض کیا مقلد ہوں۔ لکھوادیا کہ یہ شخص حق و باطل میں فرق نہیں کر سکتا ہے۔

حسین احمد اور اس کے مشائخ کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

عرض کیا کہ حسین احمد اور ان کے بعض مشائخ کے بعض اقوال پر علماء نے فتوائے فسق وکفر وشرک کا دیا ہے۔ اگر حسین احمد جمیع اقوال میں اپنے مشائخ کا تابع ہے تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو اس کے مشائخ کا و الّا فلا۔

حرمین اور شام وغیرہ نے کیا ہے وہ سبب ہمارے پاس موجود ہے۔

شیخ احمد رضا خاں جب مدینہ میں آئے۔ ان کے پاس جاتے تھے؟

ہاں بکثرت جاتے تھے۔

اب خط وکتابت جاری ہے؟

ہاں ہے۔

وہ خطوں میں کیا لکھتے ہیں؟

امور شتی

مخصوص حسین احمد کے مشائخ کے متعلق لکھا کرتے ہیں۔

نہیں لکھتے۔ ہاں ایک رسالہ برائے تقارض بھیجا تھا۔ اس پر تقریظیں کرا کر بھیجدیں

عبدالرحیم اعمیٰ نے جو حسین احمد کے والد کیساتھ حرکت کی۔ تمہارے مشورہ سے تھی؟

لا واللہ۔

اعمیٰ سے ملاقات سابق ہے؟

کسی قدر ہے۔

کب ملاقات کی ؟
اس کے آنے اور یہ واقعہ ہوتے اور جس میں جانے اور رہا ہونے کے تیسرے
روز اب تم آئندہ کو ان حرکات اور جمیع امور سے باز آؤ گے ؟
آویں گے۔ آپ جو امر کرو گے قبول کریں گے ۔
تائب ہوتے ہو ؟
ہوتے ۔
آئندہ نہ کرو گے ۔
نہ کریں گے ۔
اب وہاں کیساتھ مدینہ منورہ میں رہو گے ؟
رہیں گے ۔
اگر پھر اس کے خلاف کیا ؟
سرکار کو اختیار ہے جو چاہے سزا دے ۔ فقط ۔

بعد ازاں مولوی محمد کریم اللہ جانباز فی سبیل اللہ کو بلایا ۔ اور ان کو سخت و سست سنایا ۔ سوالات کئے ۔ مگر انہوں نے بھی پورا صبر کیا ۔ عاجزی و نرمی کے سوائے جواب نہ دیا ۔ اور بہت کچھ گفتگو کے بعد اظہار نویس کو حکم دیا کہ لکھو ۔ مولوی صاحب نے کہا میرے اظہار وہی ہیں جو میرے رفیق احمد علی کے ہیں ۔ اس کو قبول کر کے ان کو بھی برخاست کیا

بعد ازاں فیض محمد کے اظہار ہوئے ۔ اس سے سختی سے پوچھا اور ضرب و کوب سے بھی اس کو ڈرایا ۔ اس نے صاف کہدیا کہ میں احمد علی اور کریم اللہ سے جو وہ دونوں حسین احمد اور اس کے مشائخ کو کہا کرتے تھے میں کہتا تھا ویسں پس فیض محمد جو ہمارا رفیق تھا وہی ہم پر گواہ ہوگیا ۔ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

مولوی عبد اللطیف روز اول و ثانی حاضر نہیں ہوئے ۔ روپوش رہے ۔ بالآخر روز ثالث حاضر ہوئے اور اتفاق سے اس دن سوائے اظہار نویس کے اور ہم لوگوں کے

اور کوئی حکام سے اس وقت نہیں تھا ۔ پس اظہار نویس نے عبد اللطیف سے اظہار لکھے عبد اللطیف نے ادھر اُدھر کی لا اصل بے فائدہ باتیں کیں ۔ اور مخالفین سے عداوت وغیرہ سے صاف انکار کر دیا ۔ اور بعد ازاں شہاب ثاقب کے صفحۂ اول پر جو حسین احمد مؤلف کا ترجمہ طول طویل لکھا ہے ۔ اس کو پڑھنا شروع کیا ۔ اظہار نویس نے کہا اس کا کیا موقع ہے ۔ الحاصل انہیں باتوں میں عبد اللطیف کو جنون سوار ہوا ۔ غضب آگیا ۔ اور غصہ سے کھڑے ہو کر حسین احمد کو لعنۃ اللہ علیہ دو بار کہا ۔ اور خوب زور سے زمین پر پاؤں مارے ۔ اور ہاتھ ہلائے ۔ پس اس حرکت سے اظہار نویس سخت غضب میں آگیا اور بجائے اظہار نویسی کے اس ماجرے کو قلم بند کیا ۔ اور سپہ میری اور مجھی محمد کریم اللہ صاحب کی گواہی لکھی اور کہا کہ سب سے اول میں اسی مثل کو پیش کرونگا ۔ اس وقت ہم دونوں کو از حد غم ہوا ۔ اور یقین ہوگیا کہ آج ضرور ہم لوگ سب حبس ہونگے ۔ جس وقت حکام کے سامنے عبد اللطیف کی کیفیت مذکور پیش ہوگی ۔ ان سب کو یقین ہو جاویگا ۔ کہ یہ لوگ مفسد ہیں ۔ جب نفس محکمہ میں حسین احمد کو لعنت سے یاد کیا تو باہر کیا کچھ کرتے ہونگے ۔ ہم لوگوں کے اگرچہ اظہار نویس کیساتھ محبت سابق اور مراسم وغیرہ نہیں تھے مگر توکل علی اللہ تعالیٰ دلکو حضرت باری کی طرف رجوع کر کے زبان سے اظہار نویس کی خوشامد کی ۔ اور عبد اللطیف کے واسطے عفو چاہا ۔ اور فضل الٰہی سے اس نے ہم دونوں کے کہنے کو مان لیا ۔ اور عفو کر دیا ۔ اور اس کاغذ کو چاک کیا ۔ اور بعد ازاں عبد اللطیف کے اظہار لکھے اور بہت اچھے طور سے لکھے ۔ اور مقلب القلوب نے اس کے دل کو پھیر دیا ۔ وہ ہمارا خیر خواہ ہوگیا ۔ اور تمامی مقدمہ اور صلح تک وہ ہمارا خیر خواہ رہا ۔ اھ

بعد ازاں چودھویں رجب کو مقدمہ کی پیشی حکام کے سامنے ہوئی ۔ چاروں اعضائے مجلس اور رئیس مجلس نائب قاضی صاحب موجود تھے ۔ اور حسین احمد اور ہم چاروں بلائے گئے اور حسین احمد کی عرضی دعوی اور ہمارے اظہار پڑھے گئے ۔ اور حکام نے سختی سے سوالات کئے ۔ اور زجر و توبیخ کی ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے حسین احمد جیسے عالم فاضل

کیساتھ تم جیسے لوگوں کا یہ معاملہ بالکل خلاف قانون ہے۔ اور موجب سزائے سخت ہے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے علم شریف کا تذکرہ ہوا۔ بعض حکام نے کہا کہ احمد رضا خاں مساوات کے قائل ہیں۔ فقیر نے کہا حاشا وکلا۔ ان کی کسی تالیف میں نہیں ہے اور نہ ان سے ہم نے سنا ہے۔ اس وقت سید ذکی صاحب نے کہا کہ ایسا نہ کہو کیونکہ شیخ احمد رضا خاں نے ہمارے سامنے اور والد کے سامنے اور بہت سے لوگوں کے سامنے مدینہ منورہ میں سید مدنی کے مکان میں کہا کہ علم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کعلم اللہ تعالی پس ہم لوگوں کو سوائے سکوت کے چارہ نہ ہوا۔ باوجود اس کے چاروں اعضائے مجلس میں سے جو ہم لوگوں کیساتھ خوش اخلاقی اور نرمی اور حق گوئی اور ہماری خیر خواہی کی تو سید ذکی نے۔ حالانکہ ان کی ذات سے زیادہ تر خوف اذیت رسانی کا تھا۔ اور دوسروں کی طرف سے اطمینان تھا۔ مگر قضیہ بالعکس ہوا۔ سید ذکی صاحب اول مقدمہ سے اخیر تک ہم لوگوں کی اذیت کے درپے نہیں تھے۔ برخلاف دوسرے تینوں اعضائے مجلس کے۔ کہ وہ ہم کو حبس شدید و مدید کرنا چاہتے تھے۔ اگر صلح نہ ہوتی تو ضروری کرتے۔ الحاصل بعد گفتگوئے بسیار کے سید ذکی صاحب نے فرمایا حسین احمد سے کہ میری رائے یہ ہے کہ بالفعل ان لوگوں سے توبہ کرا کے کفیل لیکر چھوڑ دیا جاوے۔ اگر آئندہ کچھ ہو تو اس وقت سزا دی جائے۔ حسین احمد نے کہا کہ میں گواہوں سے ثابت کر دونگا کہ ان لوگوں نے مجھ کو چنیں وچناں بسا اوقات کہا ہے۔ اور بعد ازاں میں ثابت کر دوں گا کہ میرے اساتذہ و مشائخ کی طرف جو اقوال منسوب ہیں افترا ہیں۔ سید ذکی صاحب نے فرمایا کہ ان امور کی تحقیق کرنا اور جانبین کی کتب مطالعہ کرنا امر طویل و مشکل ہے میری رائے یہ ہے کہ بالفعل صلح ہو جائے۔

قصہ کوتاہ اعضائے ثلثہ مجلس اور مدعی نے سید ذکی صاحب کی رائے پسند نہیں کی۔ اور رئیس مجلس نے حکم دیا کہ ار روز شنبہ کو گواہوں کو حاضر کر دو اور ہم کو سب کو کہا کہ تم بھی حاضر ہونا۔ بعد ازاں صلح کی گفتگو شروع ہوئی اور مدعی نے

تاریخ مقدمہ مؤخر کرائی۔ بالآخر ۱۲ رجب کو ہم سب چاروں مع بادل خاں کے اور مدعی حاضر ہوئے۔ اور مدعی نے راضی نامہ داخل کیا۔ اور ہم سے اقرار لیا گیا اور لکھوایا گیا کہ آئندہ ہرگز ایسا نہ کرنا اور کفیل طلب ہوا۔ پس ندیم احمد صاحب مجددی رامپوری مہاجر مدینہ منورہ نے ہم پانچوں کی کفالت کی۔ اور ہماری مہریں لگوائیں۔ اور داخل دفتر مع مثل مقدمہ مذکور رہا۔

اور جب ہم لوگوں چاروں کے اظہار ہو چکے تھے اس کے مدعی نے دوسری عرضی دی اور بادل خاں پر دعوی کیا بالآخر ان کی بھی طلبی ہوئی۔ اور اظہار لکھے تھے اور آخر میں سب کی صلح ایک ہی روز ہوگئی۔ مشیت مولی از ہمہ اولی۔ والحمد للہ علی کل حال۔ یہ جو کچھ ہوا سب بحالت اضطرار ہوا نہ باختیار ہو۔ اھ

مدعی اور اس کے خیر خواہ لوگ ہرگز ہرگز صلح پر راضی نہیں تھے۔ اور ہم لوگوں کو قید سخت یا مدینہ منورہ سے سفر کرانے پر مستعد تھے۔ حکومت ان کے موافق تھی سامان مہیا تھے۔ مگر ایک سبب ہو گیا کہ وہ صلح مذکور پر راضی ہوئے۔ اگرچہ یہ صلح بھی مشابہ صلح حدیبیہ ہے۔ تاہم وہ لوگ راضی نہیں تھے۔ اور اذیت رسانی پر مستعد تھے۔ مگر ایک مدد غیبی ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ بدوؤں کے مشائخ میں سے ایک شیخ احمد بن حنیف نامی جو عوالی میں رہتا ہے اور سنی دیندار ہے بخلاف دیگر اہل عوالی کے رافضی نہیں ہے۔ وہ عرصہ دراز سے بادل خاں کا دوست ہے۔ باہم محبت ہے آمد و رفت ہے۔ ہر جمعہ کو ہم اور وہ ایک جا پر نماز پڑھا کرتے ہیں۔ بادل کی وجہ سے ہم سے بھی قدرے شناسائی ہے۔

الحاصل جب بادل خاں پر دعوی ہوا۔ اور اس شیخ کو اطلاع ہوئی۔ اس نے اعضائے مجلس تعزیرات سے کہا کہ بادل خاں اور ان کے چاروں رفیق ہماری حمایت میں ہیں اگر تم لوگ ان لوگوں کو کچھ تکلیف دو گے تو بعد ازاں ہم اور ہماری جماعت و قبیلہ کے لوگ تم کو تکلیف دیویں گے۔ آئندہ تم کو اختیار ہے۔

اور آج کل عوالی کے بدوؤں کا زور ہے۔ اہل مدینہ اور سرکار بھی ان کے قول کو رد کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اور اس شیخ نے حسین احمد سے بھی کہا کہ تم لوگ ہندی باہم صلح کر لو اور اذیت رسانی سے باز آؤ۔ ورنہ ہم تم کو سمجھ لیویں گے اھ

ادھر مولوی محمد کریم اللہ جانباز فی سبیل اللہ نے یہ کیا کہ بلا مشورۂ فقیر کے ایک خط لکھ کر میاں محمد معصوم صاحب مجددی کو بھیج دیا۔ کہ میں تو اجنبی اور غیر ہوں۔ مگر احمد علی تو ہمارے شہر رام پور کا اور تمہارا رشتہ دار ہے۔ تم کو اس کی مدد کرنا اس مقدمۂ دعویٰ سے اس کو خلاص کرانا ضرور ہے۔ اور میاں ندیم احمد صاحب مجددی کو بھی مضمون واحد اھ

اور مولوی عبداللطیف صاحب نے بھی میاں معصوم صاحب کو کہلا بھیجا کہ آپ بزرگ اور ہمارے بڑے ہیں آپ صلح کرا دیں۔ اور خود آ کر میرے سالے میاں مسعود احمد مجددی سے بھی کہا کہ آپ لوگ ہماری صلح کرا دیں۔ اور اپنے شیخ میاں معصوم صاحب سے اس معاملہ میں ذکر کریں۔ اھ

مولوی عبدالباقی صاحب لکھنوی (۱) سے اور کچھ تو نہ سکا مگر احسان جتلانے کو

---

(۱) مولانا شاہ عبدالباقی بن مولانا علی محمد بن مولانا محمد معین بن ملا محمد مبین ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں فرنگی محل لکھنو میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید عبدالحی چاٹگامی، مولانا ابوالحسنات عبدالحی فرنگی محلی۔ مولانا سید عین القضاۃ، مولانا فضل اللہ بن نعمت اللہ فرنگی محلی، مولانا محمد نعیم بن عبدالحکیم سے اخذ علوم کیا شاہ عبدالرزاق بن شاہ جمال الدین سے مرید ہوئے۔ ایک مدت تک فرنگی محلی میں درس و تدریس کی، پھر حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حج کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ اور ملا نظام الدین بانی درس نظامی کی یاد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا۔ اور پوری توجہ سے تدریس کے کام میں مصروف ہوئے نظام حیدرآباد و میر عثمان کی طرف سے مدرسہ کا وظیفہ مقرر تھا۔ سلطنت عثمانیہ کے سقوط کے بعد آپ سخت آزمائش میں مبتلا ہوئے ہندی حکومت کی آپ پر خاص نظر تھی۔ مگر آپ نے اعتقادی امور میں مداہنت کبھی گوارہ نہیں کی ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ ۱۹۴۴ء میں انتقال ہوا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے (انوار قطب مدینہ ص ۱۸۱ خلیل احمد رانا)

انہوں نے بھی میاں ندیم احمد اور مسعود احمد وغیرہ سے ذکر کیا کہ احمد علی کو اس مقدمہ سے علاحدہ کرا دو صلح کرا دو اور یہ جملہ امور مذکورہ بالا بلا مشورہ فقیر کے ہوئے۔ واللہ علیٰ ما نقول وکیل اھ

اور چونکہ اکثر ہندیوں مہاجرین کو بہ نسبت مولوی کریم اللہ صاحب کے مجھ سے ملال بہت کم ہے۔ کیونکہ میں بمقتضائے وقت کے سخت الفاظ سے بالمواجہ گفتگو نہیں کرتا ہوں اور من لم یکفرھم فھو کافر کو زبان پر نہیں لاتا ہوں۔ دل میں رکھا ہے۔ امام موعود کے ظہور کا انتظار ہے۔ لہذا بعض ہندی درپے اس کے تھے۔ کہ مدعی مذکور فقیر احمد علی کو دعوے سے خارج کر دے باقی برقرار رکھے اور بعض اوقات مجھ سے بھی بعض نے صلح کے بارے میں کہا۔ پس میں نے جواب دیا کہ محکمۂ قضا میں جو بیان کیا ہے اظہار لکھے گئے ہیں کہ آئندہ نہ کریں گے اس پر راضی ہوں اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا ہے اھ

اور فقیر احمد علی کے نکاح میں میاں معصوم صاحب کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ اور میرے دونوں سالے مولوی حافظ مسعود احمد اور محمود صاحبان معصوم صاحب کے مرید بھی ہیں۔ اور رام پور میں ہمارے باپ اور چچا رحمہم اللہ تعالیٰ سے معصوم صاحب سے ملاقات آمد و رفت و مراسم تھے۔ بلکہ مستورات میں بھی شادی و غمی میں آمد و رفت تھی۔ باوجود ان جملہ امور کے مجھ کو میاں معصوم اور ندیم احمد صاحب سے بوجہ اس کے کہ وہابیہ کی نصرت کی اور آپ کا خلاف ہے نفرت تھی۔ بسا اوقات دعوتیں آتی ہیں ان لوگوں کے یہاں تقریبیں ہوتی ہیں مگر میں نہیں گیا۔ بلکہ حرم شریف و بازار میں بھی سلام کی نوبت بھی بہت کم آتی تھی۔ مگر بالفعل جب مولوی کریم اللہ صاحب نے خط بھیج دیا اور عبداللطیف صاحب نے صلح کرانے کا پیام بھیجا۔ تو معصوم صاحب نے شکایۃً مجھ کو کہلا بھیجا کہ ہمارے تمہارے درمیان قدیم سے اس قدر مراسم ہیں اور تم کو اس قدر انکار ہے کہ کبھی حرم شریف میں ملاقات اور اپنی حالت سے اطلاع نہیں دیتے۔ اور مشورہ نہیں کرتے

اگر بالفعل حرم شریف ہی میں آ ہی ملو تو اچھا ہے۔ پس فقیر نے ملنا مناسب جانا اور ملاقات کی۔ اور وہ بہت ہی خلق سے پیش آئے۔ اور گفتگو کرتے رہے۔ بعد ازاں حسین احمد کو بلایا اور صلح کی نسبت کہا۔

قصہ کوتاہ اٹھارہ رجب کو ہم سب معصوم صاحب کے مکان پر جمع ہوئے۔ اور صلح نامہ لکھا گیا جس کی نقل برائے ملاحظۂ عالیہ ارسال ہے اور بعد ازاں ۲۱ رجب کو محکمہ قضا میں سب حاضر ہوئے۔ اور راضی نامہ ہوا۔ جیسا کہ گذرا سابقاً۔ پس اب میں نے فی الحال سکوت اختیار کیا ہے۔ اور مصلحت وقت اسی کو جانا ہے اھ۔

اللہ تعالیٰ عالم السر والخفی والجلی کو خوب روشن ہے کہ یہ سب کچھ بحالتِ اضطرار اور [illegible] ہے اور وقت کا انتظار ہے اور مجھے اس صلح وغیرہ سے سخت ملال خاطر ہے [illegible] مگر کرہاً و جبراً امورِ ماضیہ میں دخل دینے اور کچھ حرکت کرنے سے [illegible] اور سب کو ترک کیا ہے۔ اگر وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ دیگر اہل بدعت کی سب [illegible] وغیرہ سے اجتناب کرلیا ہے۔ اور اپنے نزدیک اپنی خیر دارین اسی میں [illegible] والعلم عند اللہ۔ اگر مجی مولوی کریم اللہ صاحب سلم اللہ تعالیٰ یا مولوی [illegible] صاحب یا اور کوئی صاحب کچھ حرکت کریں۔ اور خلافِ عہد کریں ان کو [illegible] اور اس کیفیت کو سنکر حضور ناراض ہوں۔ اختیار ہے میں معذور رہوں اور ان صاحب کا جو دل چاہے خیال کریں۔ میری طرف سے سوئے ظن ہوں۔ اختیار ہے میں معذور رہوں۔ آپ کی محبت اور آپ سے حسنِ اعتقاد اور آپ کے واسطے [illegible] اور [illegible] صلوٰۃ وسلام وغیرہ جو ہمیشہ سے ہے اب بھی بدستور ہے۔ اس میں کچھ تبدیل اور کمی نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مخالفین سے انکار اور بیزاری جو اول تھی اب بھی ہے۔ ہاں اس قدر فرق ہے کہ اول دل اور زبان اور قلم سے بھی تھا اور اب صرف قلبی ہے۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد اھ۔

ہم لوگوں نے بہت چاہا کہ آپ کا تعلق یہاں کے لوگوں سے زیادہ ہو جاوے اور خطوط کی آمد و رفت رہے۔ بالخصوص شیخ یاسین مصری کیساتھ مگر افسوس کہ نہ ہوا۔ شاید اگر ہوتا تو اس وقت ہم کو نفع دیتا۔ مکہ معظمہ کو مولانا صاحب کو اس معاملہ سے اطلاع دی انہوں نے بھی سکوت کیا۔ جواب خط بھی ندارد۔ وہ بھی مجی کریم اللہ صاحب سے کچھ ناراض ہیں۔ انہوں نے ان کو بھی ایک بار سخت الفاظ سے یاد کیا تھا۔ خط میں وہابیت کی طرف منسوب کیا تھا۔ اھ

ہمارے ساتھیوں کی یہ حالت، کہ جب سید عباس رضوان صاحب سے کہا گیا کہ کچھ مدد فرما دیں اور کچھ نہیں تو آپ ہمارے ساتھ سید علوی یا فقیہ شیخ سادہ مفتی شافعیہ کے پاس چلیں اور سفارش کریں۔ اور ہم بھی عرض کریں وہ اگر مدد کرینگے تو مخالفین کچھ نہیں کر سکتے۔ پس سید عباس صاحب نے ٹال دیا۔ اور کہا ان میں قدرت ہے مگر اعانتِ مساکین میں بخیل ہیں۔ اور کہا جب تم لوگوں کے پاس نہ پیسہ ہے مقدمہ میں خرچ کرنے کو نہ جماعت حمایت ہے تو تم نے حسین احمد وغیرہ سے اس قدر زیادہ خلاف کیوں کیا۔ اور اب مناسب ہے کہ بعض ہنود کیواسطے سے صلح کرلو۔ اھ

شیخ سید موسیٰ شامی صاحب جو بڑے پکے دیندار سنی معلوم ہوتے تھے ان سے دو تین بار اس معاملہ کو بیان کرنا چاہا انہوں نے متوجہ ہو کر سنا ہی نہیں۔ اعانت تو درکنار رہے۔ اھ۔

البتہ شیخ یاسین صاحب مصری نے اس طرف ظاہری توجہ کی۔ اور زبان سے تسکین دلائی۔ اور وعدہ بھی کیا کہ میں شیخ الحرم صاحب سے ذکر کروں گا۔ اور وہ قاضی صاحب سے کہدیں گے۔ مگر ان کو بوجہ بکثرت اشغال کے۔ جو ان کے احباب مصر سے رجبی اس شریف میں آئے ہوئے تھے۔ فرصت نہیں ملی۔ جو اس طرف پوری طرح متوجہ ہوئے۔ قصہ کوتاہ کسی نے بھی کچھ بھی مدد نہیں کی۔ نہ حکام کے پاس جا کر سفارش کی نہ پیسے کی مدد کی۔ جو مقدمہ میں صرف کیا جاتا۔ اور فقیر احمد علی اور مجی

کریم اللہ ان دنوں قرضدار ہیں۔ اس قدر بھی نہ ہو سکا کہ چالیس پچاس روپے کا بندو بست ہو جاتا اور کوئی وکیل کیا جاتا اور وہ کوشش کرتا جواب دہی کرتا۔ بہت سے لوگ ہندی اور عربی رائے دیتے تھے کہ وکیل کر دو اور اس کے خرچ کی واسطے چار پانچ گنی کی ضرورت ہے مگر کسی نے یہ نہ کہا کہ ہم دیویں گے۔ یا قرض دیوینگے جب آجاوے دیدینا۔ اور بعض لوگ ہندی جن سے بعض اوقات ہم قرض لیا کرتے تھے۔ وہ اس وقت میں بالکل ہمارے مخالف تھے۔ بلکہ ہمارے پر گواہی دینے کو تیار تھے۔ ان سے اگر قرض طلب کیا جاتا وہ ہرگز نہ دیتے اھ۔ بہت سی ہندی مہاجرین جن کے ساتھ ہماری دوستی اور سلام کلام وغیرہ بخوبی تھا انہوں نے سلام کلام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ مقدمہ کی کیفیت دریافت کرنا تو کجا۔ پس ان حالات اور کیفیت کی رو سے اگر صلح نہ ہوتی تو حکومت میں ثابت ہو جاتا ہم لوگوں کے حق میں مفسد اور مفتن ہونا۔ اور حکام کو تحقیق ہو جاتا کہ کثرت سے ہندی ہیں کوئی حسین احمد وغیرہ کا مخالف نہیں۔ ان چاروں کو مخالف ہونے کی کیا وجہ ؟ سوائے فساد کے۔ اور صلح بھی غیبی مدد سے ہوئی۔ اگر شیخ احمد بن حنیف مذکور درمیان میں نہ آتا صلح بھی نہ ہوتی۔ بلکہ حبس ہوتے۔ کیونکہ جملہ حکام مدعی کے موافق تھے۔ اور حکام بھی معذور ہیں ان کو مخالفین کے عقائد پر پوری اطلاع نہیں ہو سکتی۔ ان کو اس قدر فرصت اور دین کی طرف توجہ بھی نہیں۔ کہ جانبین کی کتب کا پورے طور سے مطالعہ کریں۔ اور ترجمہ کرا دیں اور دریافت کریں۔ اور ظاہر حالت حسین احمد کی بہت اچھی ہے اور دنیاوی جاہ بھی حاصل ہے۔ پس اس صورت میں حکام بھی معذور ہیں۔ طرفداری نہ کریں تو کیا کریں۔ اھ

ہم لوگوں نے چاہا کہ حضور کی سید برزنجی صاحب صلح ہو جاوے اور خط و کتابت جاری ہو جاوے اور باہم مسامحہ ہو جائے۔ مگر افسوس کہ وہ نہ ہوا واللہ اعلم بالصواب اسی میں کچھ حکمت الہٰی ہوگی۔ برزنجی صاحب کی وجہ سے عبدالقادر طرابلسی شامی بھی سخت ناراض ہیں۔ اور ان دونوں کا اکثر اہل شہر امراء و عمائدین سے تعلق ہے۔ تاہم

سید ذکی صاحب نے زیادہ تعصب نہیں کیا۔ اور دفع اذیت اور طلبِ صلح میں رہے جزاہ اللہ تعالیٰ خیرا۔

اب فقیر احمد علی کی یہ عرض ہے کہ میں نے سابق میں جو خطوط آپ کی خدمت میں بھیجے اور آپ نے ایک بار تحریر فرمایا تھا کہ وہ خطوط سب موجود ہیں ان کو طبع کرا کے شائع کرانے کا خیال ہے مگر اب تک تو حضور نے طبع نہیں کرائے۔ پس اب میری یہ عرض ہے کہ حضور میرے قلم کے کسی خط کو یا تحریر کو جو سابق میں فقیر نے بھیجی اور نیز تحریر ہذا کے مضمون کو شائع نہ کریں، میں نے تحریر ہذا صرف حضور کی اطلاع اور معلوم ہونے کی غرض سے لکھی ہے۔ یہاں کی حالت بہت ہی نازک ناگفتہ بہ ہے۔ اگر کوئی تحریر طبع ہو کر شائع ہوگی۔ تو مجھ کو سخت تکلیف ہوگی۔ اور عہد کے خلاف ہوگا۔ اور بعد ازاں ضرور سزا حبس وغیرہ ہوگی۔ کیونکہ قانون ہے کہ ایک بار عفو اور کفالت کے بعد دوبارہ قدرے قلیل جرم بھی ہو جب بھی بلا تحقیق سخت سزا کر دیتے ہیں۔ اور بعض وقت سفر کی نوبت آتی ہے۔ اور مجھے مدینہ منورہ کی مفارقت بہت ہی شاق ہے۔ اھ

اور آخری عرض یہ ہے کہ درحقیقت ہمارا کام تمام ہو چکا اور فی الحقیقت مقصود حاصل ہو گیا ہے۔ یعنی غرض اصلی جو اشاعت مذاہب وہابیہ دیوبندیہ اور تقاریظ دولت مکیہ تھی وہ پورے طور پر حاصل ہو گیا۔ بہت سے اہل حرمین بلکہ شام اور مغرب وغیرہ کے لوگ بھی سب حالات سے واقف ہو گئے۔ اور بہت سے اہل مدینہ جان گئے۔ کہ حسین احمد وغیرہ کے عقائد اہل سنت کے عقائد کے خلاف ہیں بلکہ اکثر لوگ جو حسین احمد وغیرہ کے طرفدار ہیں وہ بھی دل میں جانتے ہیں کہ یہ لوگ خراب ہیں۔ مگر بعض امور دنیاوی کی وجہ سے اظہار نہیں کرتے اور ان سے مخالفت نہیں کرتے بلکہ طرفداری کرتے ہیں۔ اھ حضور کا مرسلہ ایک پلندہ جس میں ۶ عدد رسالہ رد بر و اشرف علی اور چالیس کے نصف نوٹ اور گرامی نامہ فیض شمامہ وصول ہوا۔ باعثِ عز و افتخار و سرور و اطمینان ہوا۔ اور حضور نے تحریر فرمایا ہے دوسرا رسالہ زیر طبع ہے۔ اس کی طبع

کے بعد وہ رسالہ مع نوٹ نصفِ آخر کے بھیجا جاویگا۔ پس اس کا انتظار ہے

مگر ہاں بوقتِ صلح زمانی گفتگو ہو چکی ہے اور یہ بات طے ہو گئی ہے کہ جو رسائل احمد رضا خاں کے ہند سے کسی کے نام زد آویں اور اپنے ہاتھ سے کسی کا نام لکھ کر بھیجدیں تو اس امانت کو پہونچا دو۔ اگر ایسا نہ ہو تو کسی کو نہ دو خود مطالعہ کر کے گھر میں رکھ دو اھ۔ دولتِ مکیہ کا ایک نسخہ شام میں علماء کے مطالعہ میں ہے اور دوسرا سید احمد طرابلسی کے ساتھ ہے۔ غالباً تقاریظ ہو جاوینگی۔ اور حضور کو پہونچیں گی۔ بوقتِ صلح یہ بات بھی طے ہو گئی ہے کہ عنقریب دولتِ مکیہ شام میں یا مصر میں یا ہند میں طبع ہو گا۔ اور اس کے متعدد نسخے یہاں آویں گے اور مقرظین کو دیئے جاویں گے۔ پس مخالفین سے جواب ملا کہ جو جس کے نام کا ہو اس کی امانت اس کو پہونچا دینا زیادہ اشاعت نہ کرنا۔ اھ

حضور کے دیہات میں جو واقعہ ہوا تھا اور حضرت مولانا جناب مولوی محمد رضا خانصاحب قبلہ مدظلہ العالی پر مقدمہ حکومت میں تھا اس کے متعلق روزمرہ دعائے خیر جاری ہے۔ امید کہ مفصل حالت سے مطلع فرمادیں۔ زیادہ ادب فقط۔ مورخہ ۳ ماہ شعبان ۱۳۳۱ھ از مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا صلوٰت اللہ وسلامہ۔

فقیر احمد علی قادری عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔

عمر کردی صاحب نے اظہار کے وقت مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ تم نے یہ امور کیوں کئے۔ میں نے کہا کہ میں نے تو حسین احمد کے بعض مشائخ کے اقوال علماءِ شام سے دریافت کئے ہیں۔ اور اس کی اشاعت کی ہے اور کیا کیا ہے؟ پس عمر صاحب نے کہا ہے کہ تو مفتی ہے قاضی ہے محتسب ہے حاکم ہے مفتش ہے کون ہے؟ کیوں دریافت کیا۔ غرض عمر صاحب نے سختی کے ساتھ اس کلام کو قطع کیا اور رد کیا اور کہا علما سے دریافت نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

باوجود ان سب امور کے اہلِ مجلس و رئیس مجلس نے حسین احمد کو بھی بالکل پاک دامن نہیں چھوڑا بلکہ صلح کے روز ہم اور وہ سب حکام کے سامنے حاضر تھے کہ رئیس مجلس

نائب قاضی صاحب نے ہماری اور حسین احمد کی سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہم بظاہر حال شیخ حسین احمد کو اچھا پاتے ہیں۔ حرم شریف میں درس کرتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے اور زیادہ تجسس اور تفتیش و تحقیق کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ مدینہ منورہ میں ہزار رفض اہل عوالی موجود ہیں۔ اور حجاج بہت سے ہر طرح کے آتے ہیں۔ حرم شریف میں داخل ہوتے نماز پڑھتے ہیں۔ ہم کو ہر ایک کے حال کی تفتیش منظور نہیں ہے بلکہ ہمارا مقصود دفع فتنہ و فساد و خلاف باہمی ہے۔ لہذا صلح کرادیتے ہیں۔ اھ

بعد ازاں خاص ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم کو صبر و سکون کیساتھ ہر ایک کو ساکت رہنا چاہیئے حرم شریف میں نماز پڑھنا اور ذکر و عبادت میں مشغول رہنا اور بالآخر مہاجرین کو بھی چاہیئے۔ اور باقی امور میں دخل دینا حکام کا کام ہے نہ تم لوگوں کا شہر کا بندوبست ہم لوگوں کا کام ہے تم کون ہو جو ایسے امور میں دست انداز ہوئے کہ فلاں وہابی فلاں رافضی ہے۔ اور جس طرح فتنہ و فساد اور باہم اختلافات ورد اور تحریر رسائل از جانبین ہند میں شائع ہے تم لوگ اسی طرح اس بلدۂ طاہرہ میں کرنا چاہتے ہو۔ اور فتنہ اندازی کرتے ہو۔ آئندہ اگر کرو گے سخت سزا پاؤ گے۔ اس دفعہ عفو ہو گیا پھر عفو نہ ہو گا۔ بلکہ شدید جزا چکھو گے اھ۔

اگرچہ مولوی کریم اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تھا کہ صلح بشرائط معلوم نہ کرنا چاہیئے اور مدینہ منورہ کے اطراف میں کسی بدو کے باغ میں جاکر رہیں اور شیخ احمد بن حنیف ہماری حمایت کریگا۔ مگر آفندی سید عبد الوہاب صاحب ارزنجانی نے اور آفندی سید یعقوب رجب صاحب نے فرمایا کہ اس رائے کا انجام خراب ہے۔ اور فساد عظیم ہو گا اور مدتوں دراز تک رہیگا۔ اور صلح کرنے میں تمہارے نفس ذات خاص کو تکلیف ہے اور بدوؤں کی حمایت میں رہنے میں بہت سے لوگوں کو اذیت پہونچے گی۔ اور سب کا وبال تمہاری گردن پر ہو گا۔ پس اپنے نفس کی راحت کے واسطے خلقِ خدا بالخصوص اہلِ مدینہ کو تکلیف دینا بالکل نامناسب ہے۔ اور اہل بادیہ، بدو لوگ بالکل بے وقوف ہیں وہ

حبس وغیرہ کا خوف نہ تھا تو کیوں اسوقت سکوت کیا صاف کہدیئے کہ میں نے ایسا ایسا کہا چنیں چناں فلاں فلاں کو کہا ہے اب جو چاہو مجھ کو سزا دو مگر نہ کہا اور انکار کیا تو حسین احمد نے کہا میں گواہوں سے ثابت کردونگا تو اسوقت مولوی کریم اللہ صاحب بہت متردد و غمگین ہوئے اور ادھر ادھر سے اعانت چاہی مگر کسی نے نہ کی پھر وکیل کرنا بہت چاہا مگر پیسے کا بندوبست نہیں ہوا جب فقیر نے یہ حالت دیکھی اور بعض لوگ صلح کے محرک ہوئے تو میں نے اس صلح کو صلح حدیبیہ تصور کر کے ان مع العسر یسرا پر نظر کر کے اور فرج اللہ قریب پر بھروسہ کر کے صلح کو پسند کیا اور بہت زور دیا بالآخر صلح ہوگئی مولوی عبد اللطیف اور مولوی کریم اللہ صاحب دو تین روز تک متردد رہے اور متناقض اقوال وافعال کرتے رہے صبح کو اقرار صلح تو ظہر کو انکار پھر مغرب کو راضی بصلح اسی طرح کرتے کرتے بالآخر میرے زور دینے سے صلح ہوگئی ورنہ مولوی عبد اللطیف صاحب اور مولوی کریم اللہ صاحب پر بہت سے گواہ گذرتے اور اظہار لکھوائے تھے انکا کذب ظاہر ہوتا اور بیان غلط ہوتا اور ہم سب نے محکمہ میں یہ اقرار کر لیا تھا کہ اگر گواہوں سے خلاف امور مذکورہ کے ثابت ہو تو حاکم کو اختیار ہے جو سزا ہم کو دے ہم کو قبول ہے اور مولوی عبد اللطیف صاحب اور مجی مولوی کریم اللہ جان باز فی سبیل اللہ کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں سے مجبور ہوسکے گا اور خلاف عہد کرینگے آفندی سید یعقوب رجب صاحب نے تو بتصریح کہا اور دیگر اصحاب نے بھی کنایہ واشارہ سے کہا کہ شیخ احمد رضا خاں کی جماعت ہند میں بہت ہوگی اور اس میں بہت سے اغنیاء بھی ہونگے اگر وہ لوگ اپنے دعاوی سنیت میں سچے ہیں تو کیوں ان لوگوں نے مدد نہیں کی اور زر کثیر نہیں بھیجا کہ صرف کیا جاتا جملہ حکام جو مخالفین کے طرفدار ہیں تو متمرد رہے کہ ان کی طرف سے مال کثیر ملا ہوگا پس اگر تم لوگوں کی طرف سے قلیل ہی ان کو ملتا تو متمرد طرفداری کرتے اور یہ نوبت نہ پہونچتی اور ذلت کے ساتھ صلح نہ ہوتی اور اظہار حق اور دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا جائیز ہے اھ

میں مولوی کریم اللہ صاحب کا دوستدار اور خیر خواہ دل سے ہوں اور جب تک خدا کو منظور ہے رہونگا مگر امور معلوم میں ان کا ساتھی نہیں ہوں لہذا یہ خط میں نے آپ کو علاحدہ

اگرچہ عہد و قول کے سچے اور وعدے کے پورے اور کامل طور سے جوان کی حمایت میں آوے اس کی حمایت کرتے ہیں مگر قانون اور عادات اور مراسم خراب ہیں۔ باپ کرے اور بیٹے سے بدلہ لیا جاوے۔ کرے کوئی اور تکلیف اٹھائے کوئی۔

الحاصل تمہارے اس فعل سے مابین مدینہ اور اہل عوالی حنیف احمد بن حنیف کے عداوت ہو جاویگی اور پھر باہم اہل عوالی اور دیگر قبیلہ بدوؤں کے عداوت ہوگی اور باہم اذیت رسانی ہوگی اور مدت دراز تک یہ سلسلہ رہے گا، اور بہت سے قتال اور نہیب وغیرہ ہونگے۔ اھ

اور ادھر حسین احمد وغیرہ نے اہل مدینہ منورہ کے واسطے سے اپنے کو ایک شخص جو شیخ قبیلہ ہے اس کی حمایت میں داخل کیا تھا۔ اگر صلح نہ ہوتی اور ہم کو کچھ سزا ہوتی تو ضرور مابین شیخ مذکور اور شیخ احمد بن حنیف کے سخت خلاف ہوتا۔ اور واللہ اعلم انجام کار کیا ہوتا۔ والخیر فیما وقع اھ۔

مجی مولوی محمد کریم اللہ صاحب اسی فکر میں تھے کہ کچھ غنودگی قدرے قلیل ہوئی اور حالت مابین یقظہ ونوم تھی کہ کسی نے کہا کہ صلح کرنا اور ساکت رہنا اچھا ہے۔ بظاہر یہ الہام غیبی تھا۔ واللہ اعلم اھ۔

اور اگرچہ شروع مقدم کے وقت میں فقیر بالکل ساکت تھا اور یہ فقیر کسی کے پاس نہیں گیا نہ کسی سے عرض حال کیا محض توکل علی اللہ تھا اور بجانب ارواح طیبہ بزرگان قدس اسرارہم رجوع تھا۔ مگر مولوی کریم اللہ صاحب وغیرہ نے ادھر ادھر پیام صلح بھجوائے اور ادھر ادھر جا کر اعانت چاہی جیسا کہ معروض ہوا سابقاً اور فقیر نے اظہار دیتے وقت بھی جو امور حق تھے صاف صاف کہدئے۔ اور مجی مولوی محمد کریم اللہ صاحب نے کسی قدر اخفا کیا۔ انہوں نے زیادہ تر برملا لوگوں کے سامنے حسین احمد وغیرہ کو مدت دراز تک کہا تھا اور ان سے ملنے والوں کو بھی وہابی کافر وغیرہ الفاظ سے یاد کیا تھا مگر بوقت اظہار دینے کے انہوں نے ان امور سے انکار کیا۔ اگر

بھیجا ہے اور ان کو سنا دیا ہے۔ اور وہ بھی آپ کو خط علاحدہ بھیجیں گے۔ مگر مجھ کو سنا دیویں گے۔ آئندہ اگر مولوی کریم اللہ صاحب مجھ سے ناراض ہو جاویں بوجہ عدم شرکت امور معلوم کے تو میں معذور رہوں (۱) اہ احمد علی عفی عنہ

نحن كلنا نعتذر ونعطي مواثيق بالله سبحانه وتعالى انا من نتعرض من بعد لجانب الشيخ السيد حسين احمد والده واخوانه واحبابه بجانب احد من مشائخه او من ينسب بمشائخه بشيء قط لا قولا ولا تحريرا ولا ايذاء۔ ومن نشتغل بالبلدة الطاهرة تحريرات ورسائل احمد رضا خان لا نقسمها بين الناس ولا طلباً للتقاريظ منهم ولا اشاعة لمضامينها۔ ونجلس بهذه البلدة المنيفة بغاية الادب ونهاية السكون ونجعل مجالسنا الخاصة والعامة خالصة عما يوذي عباد الله سبحانه وتعالى او يكون ذريعة لانتهاك عرض احد منهم والله على ما نقول وكيل ونعلي كفيلا بذلك كله تحريرا ۱۸ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ

المقر بما ذكر — المقر بما ذكر — المقر بما ذكر — المقر بما ذكر

احمد علی رامپوری۔ محمد کریم اللہ عبد اللطیف فیض محمد بدل خان

قد وقع الصلح بين السيد حسين احمد وبين السيد احمد علي ومحمد كريم الله وعبد اللطيف وفيض محمد في مجلس كان بهذا الفقير حاضراً فيه على ان لا يتعرض احد فيما بينهم بسوء۔ وكان ذلك حسب امري وطلبي منهم وقضى الله تعالى وايانا بهم لما يحب ويرضى۔ كتبه الفقير محمد معصوم المجددي

(۱) اس وقت حجاز مقدس میں اہل سنت کے مراسم ادا کرنا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ممنوع ہے وہاں میلاد و قیام اور درود و سلام سب کو قبیح سمجھا جاتا ہے مگر عشاق لوگ کسی نہ کسی طرح اپنے دل کی بات کرتے ہی ہیں فاضل بریلوی کا ترجمہ قرآن شریف کنز الایمان پر حکومت سعودیہ نے پابندی صرف اس لئے لگائی تھی کہ اس میں شان الوہیت اور عظمت رسالت پھوٹ پڑتا ہے۔ رضوی غفرلہ۔

شہد بذلک — شہد بذلک — شہد بذلک — شہد بذلک

ندیم احمد مجددی — محمد مسعود احمد — خلیل مجددی — فقیر عبد العلیم

اقول وانا الفقير الى عفو ربه الصمد عبده المدعو حسين احمد غفرله الواحد الاحد اني تنازلت عن دعوى عن الامور الماضية بهذه الشروط المذكورة۔ وتصالحت عليها والله على ما نقول وكيل وانا اعهد اني لن اتصدى لايذاء احد من هولاء المذكورين۔ لا قولاً ولا فعلاً۔ المقر بما فيه
حسين احمد غفرله

۳

عکس مکتوب مولانا کریم اللہ صاحب مہاجر مکی

[illegible]



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از مدینہ منورہ علی صاحبہا صلوٰت اللہ وسلامہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

مورخہ ۲۵، ماہ محرم ۱۳۳۱ھ

بعالیخدمت سراپا خدمت، برکت قبلۂ عالم، مرجع خلائق، محی سنت، ماحی بدعت، العالم العامل الامام الفاضل الکامل الہمام مجدد الملۃ والدین والاسلام سیدنا ومولٰینا وشیخنا وقدوتنا الی اللہ تعالیٰ حضرت جناب مولوی احمد رضا خانصاحب قادری متع اللہ المسلمین بطول بقاءہ آمین۔

پس از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد تعظیم وتکریم گذارش ہے کہ ہم دونوں بفضلہ تعالیٰ بخیریت وعافیت ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اور حضور کے مزاج اقدس کے خوشنودی وصحت مندی اور ذاتِ بابرکات کی تندرستی وسلامتی درگاہِ حضرت رب العزت تبارک وتعالیٰ سے بتول حضرت سرور عالم وعالمیان سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلوب ہے۔۔ رات دن اکثر اوقات ورد زبان ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ حضور کے مخالفین کے ہدایت یا ہلاکت کی دعا بھی مقصود اور وظیفہ ہے۔

بعض لوگ یہاں مکہ معظمہ سے آئے اور زبان سے مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ کے سنکر آئے کہ بمبئی میں رسالہ شریف دولت مکیہ زیر طبع ہے بہت ہی خوش ہوئے مگر حضور نے ہم کو مطلع نہیں فرمایا کیا وجہ ہے؟ حضور نے امیر اللہ کے بخار کے حالت سے اطلاع بخشی خوب ہوا مگر آپنے خلیل الدین کی حالت سے مطلع نہیں کیا، امیر اللہ اور خلیل الدین صاحب دونوں یہاں ساتھ آئے ہیں اور چند دن یہاں رہنے کا خیال ہے امیر اللہ کے پاس چند رسائل ہیں مگر اب تک پوری طرح سے معلوم نہیں ہوا کہ کس فن اور کس مسئلہ میں ہیں، امیر اللہ سے اب تک ملاقات نہیں ہوئی ہے اور خدا کرے کہ نہ ہو۔ خلیل الدین سے ہوئی ہے، امیر اللہ کی صورت دیکھی ہے اس کی صورت ہی بد مذہبوں جیسی ہے، اس سے دل کو نفرت ہوتی ہے، امیر اللہ کوشش میں ہے کہ سید احمد مرزنجی صاحب سے خوب ملاقات اور راہ ورسم ہو جائے۔ واللہ اعلم۔ وہ کیا دغابازی فتنہ اندازی و فساد کرنے کے خیال میں ہے۔ آئندہ اگر کچھ معلوم ہوگا اطلاع دی جائیگی۔

فقط۔ احمد علی وکریم اللہ عفا اللہ عنہما۔

فقیر احمد علی عفی عنہ کے اکثر عزیز واقارب شہر شاہجہانپور محلہ جھنڈہ میں رہتے ہیں ان میں سے ایک صاحب نے ایک خط خلیل الدین صاحب کے ہاتھ فقیر کو بھیجا تھا اس ذریعہ سے مذکور کیساتھ ملاقات ہوئے خلیل الدین صاحب کا بیان ہے کہ یہ آپ کے رشتہ داروں میں ہے اور آپ، سے اجازات سندیں بھی ان کو حاصل ہیں اور اپنے کو بڑا ہی سنی اور وہابیہ کا دشمن ظاہر کرتے ہیں اور ہمارے سامنے حضور کی بہت ہی مدح وثنا کرتے اور وہابیہ دیوبندیہ کو گالیاں سُنلتے ہیں اور باوجود اس کے امیر اللہ کیساتھ ہیں اور اس کو بہت ہی اچھا دیندار جانتے اور کہتے ہیں اور سنا ہے دیکھا تو نہیں ہے کہ یہاں مدینہ طیبہ میں جو خبثاء دیوبندیہ ہیں ان سے بھی ملتے ہیں تعجب ہے۔ جبھی مولوی محمد کریم اللہ صاحب نے ان کیساتھ امیر اللہ کو سخت وسست کہا اور اس کے ضمن میں ان کو بھی کچھ سنایا تو انھوں نے فقیر احمد علی سے کہا کہ میں تو مولوی احمد رضا خانصاحب کا رشتہ دار اور بہت ہی محب اور وہابیوں کا دشمن ہوں اور احمد رضا خانصاحب نے اپنے ہاتھ سے خط لکھکر مولوی عبد الحق صاحب کے نام مجھ کو دیا تھا وہ میں نے مکہ معظمہ میں مولوی صاحب مذکور کو پہونچا دیا۔ آپ ان سے وہ خط یا اس کی نقل طلب کروا اور دیکھ کہ احمد رضا خاں نے مجھ کو کن الفاظ سے یاد کیا ہے، حق وصدق ظاہر ہو جائیگا۔ اور بلا تحقیق ظن سوء کرنا حرام وخلاف شان مسلم ہے، پس سکوت کیا گیا اطلاع عرض ہے آئندہ جو کیفیت ہو گی اطلاع دی جائیگی۔

اس سال جناب مولوی غلام رسول صاحب۔ امام مسجد کراچی (۱) سے ملاقات ہوئی بہت ہی دل خوش ہوا، اور بعض معلومات بھی ہوئے سرور ہوا۔ یہ صاحب بظاہر حضور کے محبین سے اور اہل سنت سے معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم، امام صاحب یہاں سے روانہ ہو گئے، خدا تعالیٰ خیریت سے وطن پہونچا دے، اگر حضور اس عریضہ کے جواب میں غلام رسول صاحب موصوف کے حالات سے بھی اطلاع دیں تو اچھا ہے، اہل ہند میں نفاق بہت ہی ہے۔ بعض لوگ منافق بنکر یہاں آتے ہیں اور ملاقات کرتے ہیں، وقت ضائع کرتے ہیں اور ہم کو تکلیف دیتے ہیں، سخت مشکل کا سامنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسان کرے اور مکاروں کی مکر سازی سے بچائے۔ آمین۔

اور امر ضروری واجب العرض یہ ہے کہ ایک شخص پنجابی عالم دیوبند کا تعلیم یافتہ جس کا نام محمد نور معرف صوفی ہے، شاہجہانپور میں بھی عرصہ تک رہا ہے۔ وہاں طالب علم یا مدرس ہیں، پنجاب میں ایک بزرگ سید صاحب چشتی تھے ان کا مرید بھی ہے، شاید ان کی برکت سے پورا، دیوبندی نہو، مگر کچھ اثر تو ضرور ہوگا۔ شخص مذکور ہندوستان سے مولوی کریم اللہ صاحب کے واسطے کسی کا مرسلہ پرچہ وغیرہ بھی لایا تھا اور وہاں بعض

---

(۱) مولانا حافظ شاہ غلام رسول قادری قلندری ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء میں کراچی میں مسجد قصابان سے صدر سے ملحق مکان میں پیدا ہوئے آپ کے والد مولانا حافظ علم الدین قادری (۱۳۲۵ھ) اس مسجد کے امام و خطیب تھے۔ جس کی با قاعدہ بنیاد مولانا کے نانا مولانا محمد بشیر القادری قریشی (۱۳۱۳ھ) نے رکھی اور اول خطیب مقرر ہوئے حافظ علم الدین قادری یہاں اول قرآن و تجوید کا پہلا مدرسہ علمیہ قادریہ کے نام سے (۱۳۱۳ھ) شروع کیا جس میں متعدد قرا پیدا ہوئے مولانا غلام رسول قادری نے دینی تعلیم اپنے والد اور ماموں حضرت سائیں عبد الغنی قلندری (۱۳۵۰ھ) سے حاصل کی۔ جو آپ کے خسر اور مرشد بھی تھے۔ کچھ عرصہ مدرسہ دارسیہ میں بھی پڑھا تکمیل علم کے بعد پورے ہندوستان سمیت تمام بلاد اسلامیہ کا سفر کیا اور سیکڑوں جید علماء و مشائخ سے ملاقاتیں جنمیں امام احمد رضا فاضل بریلوی بھی ہیں قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی نے اپنے فرزند مولانا فضل الرحمٰن مدنی کو ہدایت فرمائی کہ جب کراچی جانا ہو تو مولانا سے ضرور ملاقات کرنا۔ (رسالہ محراب و ممبر ص ۲۳) مولانا عالم ہونے کیساتھ بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ اپنے خانقاہی گھرانے کو باقی و دائم رکھتے ہوئے تصوف کی تعلیمات اکثر و بیشتر منظوم کلام کی صورت میں شائع شدہ موجود ہیں آپنے مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی سے بھی ملاقات کی تھی۔ آپ کا وصال ۱۸ ر جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء میں ہوا، مزار شریف قادری مسجد سولجر بازار کراچی میں مرجع خلائق ہے (معارف رضا ۱۹۹۴ء/ ص ۱۵۱، ۱۵۲ مضمون از پروفیسر مجید اللہ قادری مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

لوگوں نے ان سے کہدیا تھا اگر کریم اللہ کے سامنے دیوبندی کی قدرے بھی مدح کروگے تو سخت، سست سنوگے، الغرض شخص مذکور یہاں آیا اور مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی، انھوں نے پہلی ہی ملاقات میں دیوبندیہ پر خوب تبرا کیا۔ پس شخص مذکور نے بھی ان کی تائید کی اور دیوبندیہ، گنگوہیہ اور سب وہابیہ ہندیہ پر تبرا کیا۔ اور حضور کے اور دیگر اہل سنت کی مدح و ثنا پورے طور سے کئے۔ مولوی صاحب بہت ہی خوش ہو گئے اور چند بار ملاقات ہوئی اور خدمت بھی کی اور دعوت بھی کی، ایک روز فقیر احمد علی بھی مولوی صاحب کے مکان میں اس سے ملا اور چونکہ شخص مذکور کو ضعف بصارت ہے جوان آدمی ہے مگر ضعف بینائی ہے۔ لہذا فقیر نے پڑھکر دولت مکیہ کو بعض جگہ سے بعض مضامین سنائے۔ پس اس نے خوشی ظاہر کی اور بعد ازاں میں نے اس کو غایۃ المامول کی عبارت قدرے قلیل سنائی۔ اس نے اس سے بیزاری ظاہر کی جب مولوی صاحب نے کہا کہ تقریظ لکھو تب اس نے مجھ سے کہا لکھو پس جو کچھ اس نے کہا احمد علی نے قلم بند کیا اور اس نے کہا عالم غربت ہے میں مسافر ہوں اور فردا یا پس فردا جانے والا ہوں، ہندوستان جاکر عربی میں اچھے الفاظ میں تقریظ لکھوں گا۔ اور اس نے کہا کہ میں بریلی میں مولانا احمد رضا خانصاحب کی خدمت میں ضرور ی جاؤں گا اور زیارت کروں گا۔ احمد علی عفی عنہ

اور دوسرے روز اس شخص نے ہمارے سامنے کہا میں شب گذشتہ میں زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مشرف ہوا، بعد ازاں دیکھا کہ شیخین تو وہاں سے تشریف لے گئے اور صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پس میں نے حضور کے دست مبارک کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور سینے سے لگایا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑھے اور میں اسی طرح حضور کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور سینہ پر رکھے ہوئے چلا اور میں نے حضور سے تین مسائل دریافت کیا تو فرمایا یہ غلط اور باطل ہے جوابات سے سرفراز کیا۔ اول مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ دریافت کیا تو فرمایا یہ غلط اور باطل ہے۔ بعد ازاں مسئلہ علم شریف کے متعلق پوچھا تو سرکار نے فرمایا جس وقت ہم عالم کی طرف

توجہ فرماتے ہیں اس وقت کوئی شئی ہم سے مخفی نہیں رہتی ہے اور تیسرے مسئلہ بھی جواب شاقع عطا ہوا ۔ نور محمد مذکور نے تو بیان کیا تھا مگر ہم کو یاد نہیں رہا مگر اس قدر یاد ہے کہ وہ بھی ان مسائل میں سے تھا جس میں فیما بین اہل سنت و وہابیہ کے نزاع ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس جواب باصواب کے آخر میں یہ مضمون تھا کہ جو کچھ مولوی احمد رضا خاں کہتے ہیں وہی حق وصدق ہے، یہ خواب اگرچہ بہت ہی بڑا اور عظیم ہے مگر چونکہ اپنے موافق تھا اس لئے تکذیب کا تو موقع نہیں بلا تصدیق کے مگر کچھ اس سے انشراح صدر نہیں ہوا، بات چیت جو ہوئی تو نور محمد کی طرف سے بے ادبی ظاہر ہوئے دست بوسی و قدم بوسی کی جگہ مساوات کا سا معاملہ ہو جو اس خواب کی تکذیب کی طرف مائل کرتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم ۔

بعد ازاں مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد کراچی سے معلوم ہوا کہ نور محمد مذکور مجھ سے راستہ میں کہتا تھا کہ مولوی احمد رضا خاں مسئلہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حد سے متجاوز ہیں، اور مجھ سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ میں کریم اللہ کے سامنے دیوبندیہ کی برائی اور احمد رضا خاں کی مدح کرنا ورنہ اچھا نہ ہوگا ۔ لہذا میں مدینہ طیبہ میں ایسا معاملہ کروں گا ۔ جو کریم اللہ خوش ہو جائیں ۔ اطلاعا عرض کیا ۔ زیادہ ادب، فقط

حضرت سید صاحب جیلانی دام فضلہ عرصہ سے استنبول میں ہیں ۔ انھوں نے استنبول سے اپنے لوگوں اہل کے ذریعہ مجھ کو خط بھجوایا تھا ۔ ان کے حالات معلوم ہوئے بعد ازاں دوسرا خط میرے خط کے جواب میں آیا اس میں حضور کا یہی کچھ ذکر ہے ۔ وہ خط بعینہ ملفوف خط ہذا اس ملاحظہ عالیہ میں بھیجا جاتا ہے اس کو واپس کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے ۔ مگر یہ عرض ضروری ہے کہ حضور سید احمد صاحب کو خط تحریر فرما دیں اور اس کو استنبول بھیج دیں ۔ یا حماۃ شریف بھیج دیں وہاں سے چلا جائیگا ۔ اور اب سے بہتر یہ ہے کہ ہمارے پاس بھجوا دیں یہاں سے سید احمد صاحب کو بھجوا دیں گے ۔ فقط احمد علی عفی عنہ

البيان



مجلة دينية علمية تاريخية ادبية

صاحبها ومحررها ومديرها المسئول

جميل عبد القادر عدره

قيمة الاشتراك عن سنة في طرابلس الشام مجيدي واحد

في سائر البلاد العثمانية مجيدي وربع وفي الاقطار الاجنبية فرنك ٨

تدفع سلفا

تصدر الآن مرة في الشهر

من اول العدد الاول [illegible] مشتركا

تحرر المكاتبات والرسائل بعنوان (ادارة مجلة البيان) بطرابلس الشا

وللادارة حق تلخيص الرسائل وتهذيبها

طبعت بمطبعة (الحضارة) * بطرابلس شام

ماہنامہ البیان، طرابلس (شام)

شمارہ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

✻ رسالة ✻

جائتنا هذه الرساله من المدينة المنورة من حضرة السيد الفاضل صاحب الامضاء وقد آثرنا نشرها اجابة للطلب وها هي بحروفها

—✻ بسم الله الرحمن الرحيم ✻—

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام علَى سيدنا محمد المصطفى وعَلى آله واصحابه اما بعد فالمعروض في خدمة اخواني المسلمين بانه لما كان قد كثر البحث والخلاف في هذا الزمن في مسئلة علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقام علماء الاسلام وكتبوا الرسائل في تحقيق هذه المسئلة ومنهم العلامة الامام والفاضل الهمام شيخنا ومولانا الشيخ احمد رضا خان القادري الهندي البريلوي متعنا الله بطول حيـاته آمين فانه سلمه الله تعالى قد كتب رسالة جليلة سماها (الدولة المكية بالمادة الغيبية) ثم قدمها الى العلماء من العرب والعجم وطلب عليها التصديقات من علماء الغرب والشرق فقبلها اكثر العلماء من الحرمين الشريفين والغرب والشام والمصر من علماء الازهر وكتبوا التقاريظ عليها قد بلغت عددها نيفًا وخمسين تقريظًا فمن علماء الشام السيد الشريف والحسيب النسيب سيدنا وشيخنا ومولانا السيد احمدافندى الحموى الكيلاني دام فضله ابن السيد الشريف اسعد افندي ابن السيد الشريف عثمان افندي بن السيد الشريف عبد الرزاق شيخ السادة الاشراف في حماة الشام والعالم العلامة والشيخ الفهامة مولانا محمد توفيق افندي الشامي الايوبى الانصاري المدرس في المكتب الاعدادية في المدينة المنورة دام فيضه والعالم

الكامل الشيخ الفاضل الافندى مختار بك دام مجده ابن المرحوم الحاج احمد باشا المؤيد العظمى

والعالم العلامة المحقق والفاضل الفهامة المدقق مولانا الشيخ يوسف النبهاني متع الله المسلمين بطول حياته آمين

ولما كان تقريظ مولانا الشيخ النبهاني دام فضله في آخر الكل وصار ختام المسك للرسالة المذكورة فاذكره ههنا اعلامًا للناس وها هوذا

—✻ بسم الله الرحمن الرحيم ✻—

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين اما بعد فاني لمآ تشرفت بالمجاورة في اعتاب سيد المسلمين في بلدته الطاهرة ومدينته المنورة في هذا العام سنة ١٣٣١ هجرية طلب مني بعض العلماء الافاضل من اهل السنة والعترة الطاهرة اهل المدينة المنورة وهو السيد عبد الباري بن العلامة السيد امين رضوان نفعنى الله ببركاته وبركات اسلافه الطيبين الطاهرين ان اقرظ هذا الكتاب المسمى بالدولة المكية بالمادة الغيبية تأليف الامام العلامة الشيخ احمد رضا خان الهندي وكان قبل ذلك كاتبني الى بيروت في هذا المعنى الشيخ الفاضل العالم الكامل العامل الشيخ كريم الله الهندي فلما ارسله اليّ هذه المرة السيد عبد الباري حفظه الله قرأته من اوله الى آخره فوجدته من انفع الكتب الدينية واصدقها لهجة واقومها حجة ولا يصدر مثـله ألا عن امام كبير علامة نحرير فرضى الله عن مؤلفه وارضاه وبلغه من كل خير مناه . واما ما يتعلق بالرد علَى الوهابية من يدعي الاجتهاد المطلق في هذا الزمان فقد استوفيته في كتابى شواهد

رسول الله صلى الله عليه وسلم الغيب بتعليم الله تعالى فقد استوفيت الكلام عليه في كتابي المذكور وكتابي حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم واختم كلامى بسؤال الحق تعالى بجاه هذا النبى الكريم عليه افضل الصلاة والتسليم ان يكثر من امثال مؤلف هذا الكتاب الائمة الاعلام حماة الاسلام المتصدين للرد على الكفرة والمبتدعين اللئام فانهم من افضل المجاهدين الذابين عن حوزة الدين والحمد لله رب العالمين

وكتب ذلك بقلمه الفقير الحقير يوسف بن اسماعيل النبهاني في المدينة المنورة في صفر الخير سنة ١٣٣١

الختم

يوسف النبهاني

انتهى تقريظ مولانا الشيخ يوسف النبهاني دامت معاليه ثم اقول ان الرسالة الشريفة الدولة المكية ستطبع عن قريب في الهند وتشاع فمن اراد التحقيق في مسئلة سعة علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فعليه بمطالعة الرسالة المذكورة وما علينا الا البلاغ هذا ما لزم

حرر في ٢٧ من صفر الخير سنة ١٣٣١ هجرية

وانا العبد الفقير المعترف بالعجز والتقصير
احمد علي الهندي الرامفوري ابن المرحوم
السيد الشريف بشير الدين القادري
نسبا وطريقة عفا الله تعالى عنهما آمين

بشکریہ جناب عابد حسین جکوال، پاکستان۔

عکس علامہ یوسف نبہانی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين

اما بعد فلما تشرفت بالمجاورة في اعتاب سيد المرسلين في بلدة الطاهرة ومدينة المنورة في هذا العام ١٣٣١ الهجرية طلب مني بعض العلماء الافاضل من اهل السنة والعترة الطاهرة اهل المدينة المنورة وهو السيد محمد عبد الباري بن العلامة السيد محمد امين رضوان نفعني الله ببركاته وبركات اسلافه الطيبين الطاهرين ان اقرظ هذا الكتاب المسمى بالدولة المكية بالمادة الغيبية تاليف الامام الشيخ احمد رضا خان الهندي وكان قبل ذلك كاتبني الى بيروت في هذا المعنى الشيخ الفاضل العالم الكامل العامل الشيخ محمد كريم الله الهندي فلما ارسله الي هذه المرة السيد محمد عبد الباري حفظه الله تعالى قرأته من اوله الى آخره فوجدته من انفع الكتب الدينية واصدقها لهجة واقواها حجة ولا يصدر مثله الا من امام كبير علامة نحرير فرضي الله تعالى عن مؤلفه وارضاه وبلغه من كل خير مناه اما ما يتعلق بالرد على الوهابية ومن يدعي الاجتهاد المطلق في هذا الزمان فقد استوفيته في كتابي شواهد الحق في الاستغاثة بسيد الخلق صلى الله تعالى عليه وسلم واما ما يتعلق في علم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الغيب بتعليم الله تعالى فقد استوفيت الكلام عليه في كتابي المذكور وكتابي حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم واختم كلامي بسؤال الحق تعالى بجاه هذا النبي الكريم افضل الصلاة والتسليم ان يكثر من امثال مؤلف هذا الكتاب الائمة الاعلام حماة الاسلام المتصدين للرد على الكفرة والمبتدعين اللئام فانهم من افضل المجاهدين الذابين عن حوزة الدين والحمد لله رب العالمين وكتب ذلك بقلمه الفقير الحقير يوسف بن اسماعيل النبهاني في المدينة المنورة في صفر الخير ١٣٣١ه صورة المهر

النبهاني
يوسف

جن میں سید محمد مصطفیٰ صاحب ممدوح کی بھیجی ہوئی ہیں۔ غرض حضور مولانا صاحب مشار الیہ

بہت محظوظ ہوئے ہیں والحمد للہ علی ذلک اُنہوں نے رسالہ شریف کی بہت ہی تعریف کی ہے حضور کی ہی

اور مطالعہ کو باعث سعادت جانا اور فخر کرتے ہیں اور ہملوگوں کا شکر کرتے ہیں

اور بہت ممنون احسان ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

اور دوسری تقریظ شریف کا تو کیا کہنا ہے نور علیٰ نور ہے جامع کمالات صوری و معنوی نے

تحریر فرمائی ہے جو عالم علامہ فہامہ فاضل کامل صاحب تصانیف کثیرہ ہے حافظ الاحادیث جدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلی

عالم سید الشیخ محمد بن ادریس صاحب حضرت فاسی جیلانی قادری دامت معالیہ نے توجہ عالی فرمائی

حضرت سلطان الاولیاء الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رضی عنا بہ آمین کہ صاحبزادی حضرت

سید ما السید ابراہیم قدس اللہ سرہ العزیز نے شہر واسط میں سکونت اختیار فرمائی اور وہیں

وفات شریف ہوئی اور تربت شریف ہے اور انکی اولاد کرام سے ایک حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ملک مغرب کے تخت گاہ شہر فاس میں تشریف فرما ہوئی اور سکونت اختیار کے

اور انکی اولاد شریف سے فاس میں الی الوقت بہت سے سادات جیلانیہ قادریہ ہیں

اور سب اہل علم و فضل ظاہر و باطن ہیں اون میں ایک حضرت جنکا نام سید محمد بن ادریس

ماہ رجب میں یہاں زیارت جد اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیواسطے تشریف لائے

اجمعین

حامدا و مصلیا و مسلما

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ

بجاہ سید المرسلین ودائما فرمین سیدنا محمد

مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ آمین

بعالیجناب فیض رحمت قبلہ عالم مرجع خلائق مجدد المائۃ الحاضرۃ جناب مولانا

پس از سلام سنت الاسلام مع التعظیم والتکریم والاحترام گذارش عاجزانہ فقیر اینکہ

اس عاجز نے کتاب مع دو تقریظین مرسل ہیں اور ہو مسک ختام ہی والحمد للہ علی ذلک

ایک تقریظ مولانا سید محمد مصطفیٰ صاحب حضرت توانسے مہاجر مدینہ طیبہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفا

دام مجدہ و فضلہ کی ہی حضرت موصوف کہ زبانی معلوم ہوا کہ انہوں نے ممدوح [illegible]

وسط [illegible] جو باتیں [illegible] تقریظ [illegible]

اول سے مطالعہ کیا اگرچہ بظاہر عبارت مضامین اچھی [illegible] انشراح [illegible]

اور دوسرا پورا مطالعہ کرنا ہو سکا گر میں رسالہ یاد رکھتے [illegible] تقریظ وغیرہ [illegible]

فاضل یہ صاحب بہت ہی اچھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

برھانے لیکر کشمیر تک جو اہل اسلام ہیں اور استفتاء بھیجکر دریافت کرتے ہیں تو ان کی
سب کی غرض اصلی تحقیق حق اور تائید دین ہو مقصود اسوا سطے ان کی جوابات عطا ہوتے ہیں
مقلب القلوب جل جلالہ انکو بھی حق کی طرف مائل کرے اور دنیاوی اغراض کو دفع کرے اور فالقا
کو وجہ اللہ تعالیٰ کا نصیب ہو —

مقرظین سے جو صاحب طالب ہیں دریافت کرتے ہیں کہ دولت مکیہ ابھی تک طبع نہیں ہوئی
اب ہم ہر ایک سے یہو کہدیتے ہیں کہ طبع ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ طبع ختم ہو جاویگی
اور رسائل بھی اگر شائع ہو جاوینگے اور تقسیم ہونگے زیادہ ادب خدمت

مورخہ ۲۹ شعبان سنہ ۱۳۳۰ھ از مدینہ منورہ علی صاحبہا صلوات الرحمٰن والسلام

[illegible]

العبد المذنب احمد علی القادری و محمد کریم اللہ عفا اللہ تعالیٰ عنہما

سید مصطفیٰ صاحب اور سید محمد بن ادریس صاحب قادری جیلانی اور سید عباس و سید عبد الہادی و دیگر
مقرظین بھی سلام کہتے ہیں — بالخصوص سید مولیٰ شامی ازہری مدنی تو جب ملتے ہیں کہتے ہیں
کیف حال سیدی الشیخ جاء مکتوب منہ ان شاء اللہ یکون بالخیر اذا ارسلت مکتوبا اکتب منی سلاما

[illegible]

عطیہ مولانا محمد حنیف خاں مدرس مدرسہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی۔

رضویات ونوریات پر علمی اور تحقیقی کتابیں

جملہ تصانیف از

مولانا محمد شہاب الدین رضوی ایڈیٹر سنی دنیا بریلی شریف

تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ	مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ۲؍جلدیں
مولانا نقی علی خاں بریلوی	علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام
خطوط امام احمد رضا بریلوی تین جلدیں	امام احمد رضا اور مسئلہ اذانِ ثانی
مفتی اعظم کے سیاسی افکار	مفتی اعظم اور تحریک انسدادِ شدھی
امام احمد رضا اور تحریکِ گاؤکشی	مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی
اِنتخاب کلام حامد رضا	حیات مولانا عبد القادر بدایونی
مولانا حسنین رضا خاں اور اُنکی صحافت	جہان اختر

شائع کردہ :

رضا اکیڈمی، ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳